دار العلوم وقف دیوبند
من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین
فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند
حسب ہدایت
حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دار العلوم وقف دیوبند
زیر نگرانی
مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب
نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دار العلوم وقف دیوبند
ترتیب
لجنۃ ترتیب الفتاویٰ
(جلد سوم)
کتاب الطہارۃ
باب الانجاس، باب الوضوء، باب الغسل والتیمم
باب الحیض والنفاس والمعذورین
ناشر
حجۃ الاسلام اکیڈمی
دار العلوم وقف دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۳)

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۳)

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

طبع اولیٰ: ۱۴۴۳ھ-۲۰۲۱ء

باهتمام: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند، سہارنپور، یوپی، الہند

Composed By: Noor Graphics, Deoband

Hujjat al-Islam Academy
Al Jamia Al-Islamia Darul Uloom Waqf Deoband
Eidgah Road, P.O.247554 Deoband
Distt. Saharanpur U.P. INDIA
Tel: +91-1336-222752. Mob: +91-9897076726
Email: hujjatulislamacademy2013@gmail.com
hujjatulislamacademy@dud.edu.in
Website: www.dud.edu.in
Printed at: Markazi Publishers, Delhi
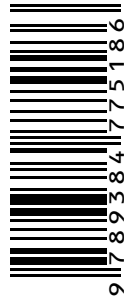
مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

(جلد سوم)

کتاب الطّہارۃ

باب الانجاس ، باب الوضوء ، باب الغسل والتّیمم

باب الحیض والنّفاس والمعذورین

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دارالعلوم وقف دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند (جلد سوم)

حسبِ ہدایت : حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

زیرنگرانی : مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ:

جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی

جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب گنگوہی

جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب قاسمی

صفحات :

تعداد : ۱۰۰۰

طباعت : ۱۴۴۳ھ-۲۰۲۱ء

ناشر : حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

عنوان	صفحہ نمبر

بقیہ: باب الانجاس

باب الحیض والنفاس والمعذورین ۳۷۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الطہارۃ

بقیہ : باب الانجاس

فصل اوّل: طہارت ونجاست کا بیان

فصل ثانی: پانی کا بیان

فصل اوّل

طہارت ونجاست کا بیان

خون آلود کاغذ کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۱) **سوال**: اگر قرآن کے صفحات پر خون ٹپک جائے، تو ان کو کیسے پاک کیا جائے؟ میں نے ان کو فوراً پونچھ دیا؛ لیکن خون کا دھبہ اب بھی موجود ہے، اگر پانی سے دھوئیں تو صفحات خراب ہو جائیں گے تو اب ان کو پاک کیسے کیا جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عثمان، بدایونی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کے صفحات پر خون لگ جائے، تو ان کو پونچھ دینے سے پاکی حاصل ہو جائے گی، ان کو دھو کر خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

”وإزا لتها إن كانت مرئية بإزالة عينها وأثرها إن كانت شيئا يزول أثرها ولا يعتبر فيه العدد وإن كان شيئاً لا يزول أثرها فإزا لتها بإزالة عينها ويكون ما بقى من الأثر عفواً وإن كان كثيراً وإنما اعتبرنا زوال العين“[۱]

”والنجاسة إذا أصابت المرآة والسيف اكتفى بمسحهما لأنه لا تتداخلهما النجاسة وما على ظاهره يزول بالمسح“[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) برهان الدين محمود بن أحمد، المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ”كتاب الطهارات: الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، في تطهير النجاسات“: ج۱، ص:۱۹۵ (بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

(۲) بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، ”كتاب الطهارات: باب الأنجاس وتطهير لها“: ج۱، ص: ۷۱۸. (زكريا بك ڈپو ديوبند)

ناپاک لنگی کو غسل کے بعد پہننا کیسا ہے؟

(۲) **سوال**: مذی کے ایک دونشان لنگی میں خشک ہوگئے کیا نہانے کے بعد اسی لنگی کو گیلے بدن پر پہننا درست ہے؟ اور کیا آدمی کا بدن ناپاک نہیں ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: دانش اختر، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذی ناپاک ہے اگر بدن اور کپڑے پر لگ جائے تو ناپاکی کا حکم لگایا جائے گا تاہم لنگی میں اگر ایسی خشک ہوگئی کہ اس کا اثر بھی معلوم نہیں ہوتا ہے، تو اس کے گیلے بدن پر لگنے سے بدن ناپاک نہیں ہوگا؛ لیکن ایسا کرنا احتیاط کے خلاف ہے؛ اس لیے دوسری لنگی جو مکمل پاک ہو اس کو استعمال کرنا چاہیے۔

''ولو وضع قدمه الجاف الطاهر أو نام على نحو بساط نجس رطب ان ابتل ما أصاب ذلك تنجس وإلا فلا ولا عبرة بمجرد النداوة على المختار كما في السراج عن الفتاویٰ''(۱)

''كما لو نشر الثوب المبلول على حبل نجس يابس أو غسل رجله ومشى على أرض نجسة أو قام على فراش نجس فعرق ولم يظهر أثره لا يتنجس خانية''(۲)

''إذا لف الثوب النجس في الثوب الطاهر والنجس رطب فظهرت نداوته في الثوب الطاهر لكن لم يصر رطباً بحيث لو عصر يسيل منه شيء ولا يتقاطر فالأصح أنه لا يصير نجساً وكذا لو بسط الثوب الطاهر على الثوب النجس أو على أرض نجسة مبتلة وأثرت تلك النجاسة في الثوب لكن لم يصر رطباً بحال لوعصر يسيل منه شيء ولكن يعرف موضع النداوة فالأصح أنه لا يصير نجساً،

(۱) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس والطهارة'': ج۱، ص: ۱۵۸. (دارالكتاب، ديوبند)

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''مسائل شتى'': ج۶، ص: ۷۳۳. (زكريا بك ڈپو، ديوبند)

هكذا في الخلاصة"(۱)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

پرنالے کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

(۳) **سوال**: بارش کا وہ پانی جو چھت پر جمع ہو جاتا ہے یا پرنالے کا پانی کسی برتن وغیرہ میں جمع کر کے رکھ لیا جائے، اس کو وضو یا غسل وغیرہ میں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ مکمل و مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعمان، سنڈیلہ، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: پرنالے کے پانی کو کسی برتن وغیرہ میں روک کر استعمال کرنا درست ہے، شرط یہ ہے کہ اس میں کوئی نجاست نہ ہو جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"ولو كان على السطح عذرة فوقع عليه المطر فسأل الميزاب إن كانت النجاسة عند الميزاب وكان الماء كله يلاقي العذرة أو أكثره أو نصفه فهو نجس وإلا فهو طاهر"(۲)

"قال في المنية: وعلى هذا ماء امطر إذا جرى في الميزاب وعلى السطح عذرات فالماء طاهر وإن كانت العذرة عند الميزاب أو كان الماء كله أو نصفه أو أكثره يلاقي العذرة فهو نجس و إلا طاهر قال في الحلية: ينبغي أن لا يعتبر في

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الطهارة: الباب السابع: في النجاسة وأحكامها، والنوع الثاني: المخففة، الفصل الثاني: في الأعيان النجسة": ج۱، ص:۱۰۲. (مكتبة فيصل، ديوبند)
(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الطهارة: الباب الثالث في المياه الفصل الأول: فيما يجوز به الوضوء، النوع الأول: الماء الجاري": ج۱، ص:۶۹. (مكتبة فيصل، ديوبند)

مسألة السطح سوی تفسیر أحد الأوصاف''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

نجاست کے دھبہ کو صابون سے دھونا ضروری نہیں:

(۴) **سوال:** کپڑے پر اگر دھبہ ہو تو کیا اس کو صابن سے دھونا لازم ہے؟ اور کیا صابن یا آلہ (ایک قسم کا سیال مادہ) سے نہ دھوئیں، تو کپڑا ناپاک شمار ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: احمد راشد، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کپڑے کی نجاست کو اگر دور کر دیا گیا، تو نجاست کے اثر کا باقی رہ جانا مضر نہیں، لہٰذا دھبہ کے ہوتے ہوئے بھی ایسا کپڑا پاک ہے اور کپڑے کے دھبہ کو صابن یا آلہ سے زائل کرنا ضروری نہیں ہے۔

''فإذا غسل طهر لأنه اثر يشق زواله لأنه لا يزول إلا بسلخ الجلد أو جرحه فإذا كان لا يكلف بإزالة الأثر الذي يزول بماء حار أو صابون فعدم التكليف هنا أولیٰ''(۲)

''قال ولا يضر بقاء أثر يشق زواله لقوله عليه السلام في دم الحيض اغسليه ولا يضرك أثره دفعاً للحرج''(۳)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''باب المياه'': ج۱، ص:۱۸۹. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا نجس کپڑا کبھی بھی پاک نہیں ہوسکتا؟

(۵) **سوال**: مجھے ایک شبہ ہے کہ ماء قلیل جب ایک قطرہ نجاست سے ہی ناپاک ہو جاتا ہے، تو جب بالٹی میں ہم نے نجس لنگی دھوئی تو لنگی تو ناپاک ہے پانی ناپاک ہوگیا، پھر دوبارہ دھویا، تو بھی وہ ناپاک ہے، پھر تیسری بار دھویا، تو نجس لنگی پانی میں ڈالی پانی ناپاک ہوگیا، تو اس طرح کبھی بھی پاکی حاصل نہیں ہوگی اس کا تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تین بار دھونے اور ہر بار اچھی طرح نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے، فقہاء نے تین بار دھونے سے ضرورت کی وجہ سے اس کو پاک قرار دیا ہے تاکہ لا متناہی سلسلہ سے بچا جا سکے؛ اس لئے جس کپڑے پر نجاست لگی ہو سب سے پہلے نجاست کو دور کریں پھر تین بار اچھی طرح کپڑے کو دھوئیں اور ہر بار نچوڑیں، اس سے کپڑا پاک ہو جائے گا، اب مزید کوئی وسوسہ پیدا نہ کریں۔

”إذا تشربت النجاسة ...... یطهر بالغسل ثلاثاً“[1]

”وأما في الثالث: فإن كان مما یمكن عصره كالثیاب فطهارته بالغسل والعصر إلی زوال المرئیة وفي غیره بتثلیثهما“[2]

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (۲) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم“: ج۱،ص:۳۳۰۔

(۳) عبد اللّٰه بن محمود الحنفي، الاختیار لتعلیل المختار، ”كتاب الطهارة: فصل فیما یجوز إزالة النجاسة به ومالا یجوز“: ج۱،ص:۱۲۰. (دار الرسالة العالمیة، بیروت)

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”كتاب الطهارة: الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول: في تطهیر الأنجاس“: ج۱،ص:۹۶۔

(۲) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس مطلب في حكم الوشم“: ج۱،ص:۵۴۱۔

”وجه قول أبي يوسف أن القياس يأبي حصول الطهارة بالغسل بالماء أصلاً لأن الماء متى لاقي النجاسة تنجس سواء ورد الماء على النجاسة أو وردت النجاسة على الماء والتطهير بالنجس لا يتحقق إلا أنا حكمنا بالطهارة لحاجة الناس تطهير الثياب والأعضاء النجسة والحاجة تندفع بالحكم بالطهارة عند ورود الماء على النجاسة“(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

نجاست کی معافی کے بیان میں کپڑے کے چوتھائی کی مراد:

(۶) **سوال:** حضرت مفتی صاحب! سلام مسنون، عرض یہ ہے کہ فقہ کی کتابوں میں یہ پڑھا ہے کہ نجاست خفیفہ ایک چوتھائی معاف ہے تو اگر نجاست کپڑے پر لگ جائے تو کپڑے کے چوتھائی حصے سے کیا مراد ہے؟ پورے کپڑے کا چوتھائی یا کپڑے کے الگ الگ حصے کا چوتھائی، اسی طرح اگر نجاست بدن پر لگ جائے تو بدن کی چوتھائی سے کیا مراد ہے پورے بدن کی چوتھائی یا جس عضو میں نجاست ہے اس کی چوتھائی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عارف، بلندشہر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صحیح قول کے مطابق کپڑے کے ہر حصہ کا چوتھائی مراد ہے جیسے کپڑے کی آستین، کرتے کی کلی ودامن وغیرہ، اسی طرح اگر نجاست خفیفہ بدن پر لگ جائے تو قلیل مقدار معاف ہے اور کثیر معاف نہیں پھر قلیل اور کثیر کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے، صحیح

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، ”كتاب الطهارة: فصل في طريق التطهير بالغسل“: ج۱، ص: ۸۷.(مكتبة زكريا، ديوبند)

یہ ہے کہ ربع سے کم معاف ہے اور احناف کے یہاں صحیح قول کے مطابق بدن کے اعضاء میں سے ہر عضو کا چوتھائی مراد ہے۔

''وقال الشامي رحمه اللّٰه: ربع طرف أصابته النجاسة كالذيل والكم والدخريص إن كان المصاب ثوبا وربع العضو المصاب كاليد والرجل إن كان بدناً وصححه في التحفة والمحيط والمجتبى والسراج وفي الحقائق وعليه الفتوىٰ''(۱)

''وقيل: ربع الموضع المصاب كالذيل والكم قال في التحفة هو الأصح وفي الحقائق وعليه الفتوىٰ''(۲)

''وعنه ش: أي عن أبي حنيفة رضي اللّٰه عنه، م: (ربع أدنىٰ ثوب تجوز فيه الصلاة المئزر) ش: لأنه أقصر الثياب وفيه الاحتياط ويقرب منه ما قال أبوبكر الرازي يعتبر السراويل احتياطاً، م: (وقيل ربع الموضع الذي أصابه كالذيل والدخريص) ش: قال في المحيط: وهو الأصح وكذا قال في التحفة''(۳)

''ربع العضو المصاب كاليد والرجل إن كان بدنا وصححه في التحفة والمحيط والمجتبىٰ والسراج وفي الحقائق وعليه الفتوىٰ''(۴)

وهكذا في الهداية:

''وربع العضو المصاب كاليد والرجل إن كان بدناً وصححه صاحب التحفة

---

(۱)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مبحث في بول الفارة وبعرها'': ج۱،ص:۵۲۶.

(۲)طحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس والطهارة عنها'': ج،ص:۱۵۷.

(۳)بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس وتطهيرها'':ج۱،ص:۷۲۹.

(۴)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مبحث في بول الفارة وبعرها'': ج۱،ص:۵۲۶.

والمحیط والبدائع والمجتبیٰ والسراج الوهاج وفي الحقائق وعلیه الفتویٰ''[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

خفین میں نجاست لگ جائے تو کیسے پاک کریں؟

(۷) **سوال**: جنازہ کی نماز کے لئے میں نے جوتے نکال دئے، میں نے خفین پہن رکھے تھے جب میں نے نیچے پیر رکھا، تو گوبر تھا، میں نے ایک گھاس پر خفین سے نجاست صاف کی اور نماز پڑھی، کیا خفین پاک ہوگئے اور میری نماز درست ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: احمد سراج، لاہور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نظر آنے والی نجاست مٹی یا کسی بھی چیز سے رگڑ کر اس طرح صاف کردی جائے کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے، تو وہ چیز پاک ہوجائے گی؛ لہٰذا گوبر کو اگر اچھی طرح گھاس پر رگڑ کر صاف کردیا تھا، تو نماز درست ہوگئی۔

''وعن أبي یوسف رحمه اللّٰه أنه إذا مسحه في التراب أو الرمل علی سبیل المبالغة یطهر وعلیه فتویٰ من مشائخنا للبلویٰ والضرورة''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الطهارة: الباب السابع في النجاسة وأحکامها: الفصل الثاني''، ج۱، ص:۱۰۱.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الطهارة''، ج۱، ص:۴۲.

بچہ کے پیشاب والے پاجامہ کا کپڑے سے مس ہونا:

(۸)**سوال**: بچہ نے پیشاب کیا جو اس کے پاجامہ میں جذب ہو گیا اور ابھی گیلا ہی تھا کہ بچہ میرے اوپر بیٹھ گیا، تو کیا میرا کپڑا ناپاک ہو گیا جب کہ کپڑے میں تری محسوس ہو؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابو امامہ، لاتور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر بچہ کے پیشاب کردہ پاجامہ میں اس قدر تری ہو کہ اگر اس کو نچوڑا جائے، تو نچوڑنے پر پیشاب کا قطرہ ٹپکے، تو اس کے کپڑے سے مس ہونے سے کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔ اور اگر پاجامہ گیلا تھا مگر نچوڑنے کے قابل نہیں تھا اور پاک کپڑے پر پیشاب لگ جانا معلوم نہیں ہو رہا ہو، تو اس کے مس ہونے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔

”كما لا ينجس ثوب جاف طاهر لف في ثوب نجس رطب لا ينعصر الرطب لو عصر لعدم انفصال جرم النجاسة إليه اختلف المشائخ فيما لو كان الثوب الجاف الطاهر بحيث لو عصر لا يقطر فذكر الحلواني أنه لا ينجس في الأصح وفيه نظر لأن كثيراً من النجاسة يتشربه الجاف ولا يقطر بالعصر كما هو مشاهد عند ابتداء غسله فلا يكون المنفصل إليه مجرد نداوة إلا إذا كان النجس لا يقطر بالعصر فيتعين أن يفتى بخلاف ما صحح الحلواني ولا ينجس ثوب رطب بنشره على أرض نجسة ببول أو سرقين لكونها يابسة فتندت الأرض منه أي من الثوب الرطب ولم يظهر أثرها فيه“(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس والطهارة عنها“: ج۱، ص: ۱۵۹؛ ونور الإيضاح، ”في الأنجاس“: ج۱، ص: ۴۱.

اگر کپڑا نازک ہو تو کیسے نچوڑیں؟

(۹)**سوال:** ہم نے ایک مسئلہ پڑھا کہ نجس کپڑے کو تین بار دھونا ضروری ہے اور ہر بار اچھی طرح پوری طاقت سے نچوڑنا ضروری ہے، مگر بعض مرتبہ کپڑا ایسا نازک ہوتا ہے کہ اگر ہم نے نچوڑا، تو پھٹ جائے گا، تو اب پاک کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: فراز، حیدرآباد

الجواب وباللہ التوفیق: نظر نہ آنے والی نجاست اگر کپڑے میں لگ جائے، تو اس کو تین مرتبہ اس طرح دھونا چاہئے کہ نجاست زائل ہو جائے، نجاست کے زائل ہونے کا غالب گمان بھی کافی ہے، صورت مسئولہ میں جب کہ کپڑا پھٹنے کا اندیشہ ہے، تو کپڑے کو آہستہ آہستہ تین مرتبہ نچوڑیں طاقت سے نہ نچوڑیں، ایسی صورت میں بھی کپڑا پاک ہو جائے گا۔

’’ویشترط العصر في كل مرة فيما ينعصر ويبالغ فی المرة الثالثة حتى لو عصر بعده لا يسيل منه الماء‘‘(۱)

’’وطهارة المرئي بزوال عينه ويعفى أثر شق زواله وغير المرئي بالغسل ثلاثاً والعصر كل مرة إذا أمكن‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نجاست حقیقیہ زائل کئے بغیر نماز کا حکم

(۱۰)**سوال:** جوڑوں کے درد میں مبتلا شخص کو اگر پانی نقصان کرتا ہو اور ڈاکٹر نے پانی

---

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الطهارة: الفصل الأول: في تطهير الأنجاس‘‘: ج۱، ص:۴۲.
(۲)عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ’’كتاب الطهارة‘‘: ج۱، ص:۹۱. (شاملة)

کے استعمال سے منع کر دیا ہوا گر ایسے شخص کو احتلام ہو جائے، تو نجاست حقیقیہ زائل کئے بغیر تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاداب، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نجاست حقیقیہ کے جسم پر باقی رہتے ہوئے نماز پڑھنا درست نہیں؛ بلکہ نجاست حقیقیہ زائل کر کے تیمّم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

”تطهير النجاسة واجب من بدن المصلى ...... ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر“(۱)

”هي طهارة بدنه من حدث وخبث وثوبه ومكانه ...... أما طهارة بدنه من الحدث فبآية الوضوء والغسل والخبث فبقوله صلى اللّٰه عليه وسلم: تنزهو من البول فإن عامة عذاب القبر منه، والحديث فاطمة بنت أبي حبيش اغسلي منك الدم وصلى“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کپڑے کا جوتا ناپاک ہوگیا، تو کیسے پاک کریں؟

(۱۱) **سوال**: باتھ روم میں ناپاک پانی جمع تھا، کپڑے کا جوتا پہن کر داخل ہوگیا اور جوتا گیلا ہوگیا، تو اب کیسے پاک کریں، کیا دھوپ میں خشک کرنے سے پاکی حاصل ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد حسن، ایم پی

---

(۱) المرغيناني، الهداية، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس وتطهيرها“: ج۱، ص:۷۱. (مكتبة الاتحاد، ديوبند)

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الصلاة: باب شروط الصلوٰة“: ج۱، ص:۴۶۳. (دار الكتاب ديوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: باتھ روم میں جمع شدہ ناپاک پانی سے جوتا ناپاک ہوگیا اور ناپا کی جوتے کے اندر سرایت کر گئی، اس جوتے کو تین مرتبہ پانی سے دھو دیا جائے تو جوتا پاک ہو جائے گا، دھوپ میں خشک کرنے سے پاکی حاصل نہ ہوگی۔

’’وطهارة المرئي بزوال عينه ويعفى أثر شق زواله وغير المرئي بالغسل ثلاثا والعصر كل مرة إن أمكن عصره‘‘(۱)

’’إذا تشربت النجاسة ...... يطهر بالغسل ثلاثاً‘‘(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جس پانی میں گوشت دھویا اس سے وضو کرنا کیسا ہے؟

(۱۲)**سوال**: کیا فرماتے علماء کرام مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ جس پانی سے گوشت دھویا اس سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: امداد الحق، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گوشت پر اگر خون لگا ہوا تھا اور اس کو پانی میں ڈالا تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اس سے وضو و غسل درست نہیں اور اس سے کپڑا دھونا بھی درست نہیں ہے؛ تاہم اگر اس پر خون نہیں تھا، تو گوشت پاک ہے اس کو پانی میں ڈالنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

’’الدم الملتزق باللحم إن كان ملتزقاً من الدم السائل بعد ما سال كان نجساً وإن لم يكن ملتزقاً من الدم السائل لم يكن نجساً وروى المعلى عن أبي

(۱)عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ’’كتاب الطهارة: باب الأنجاس‘‘: ج۱، ص:۹۱.
(۲)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الطهارة: الفصل الأول: في تطهير الأنجاس‘‘: ج۱، ص:۴۲.

یوسف: أن غسالة الدم إذا أصابت الثوب لم تجز الصلوٰة فیه وإن صب في بئر یفسد الماء یرید به الدم الذي بقی في اللحم ملتزماً به ولو طبخ اللحم"(۱)

"لا یفسد الثوب الدم الذي یبقی في اللحم لأنه لیس بمسفوح"(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

زیرناف بال پاک ہیں یا ناپاک؟

(۱۳) **سوال:** زیرناف بال پاک ہیں یا ناپاک؟ اگر کسی نے زیرناف بال بنائے اور بال اڑکر بالٹی میں گر گئے تو اس پانی سے غسل کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نورالحسن، بنگال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بالوں کے اندر نجاست سرایت نہیں کرتی ہے؛ اس لئے اگر زیرناف بالٹی میں گر جائیں تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوگا، ایسے پانی سے غسل کرنا درست ہے۔

"إن الشعر والصوف والوبر والریش طاهرة لا تنجس بالموت کمذهبنا"(۳)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) برهان الدین محمود بن أحمد، المحیط البرهاني في الفقه النعماني، "کتاب الطهارات: الفصل السابع: في النجاسات وأحکامها، الأول في معرفة الأعیان النجسة، وحدها": ج ۱، ص: ۱۸۹. (بیروت، دارالکتب العلمیة، لبنان)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، "کتاب الطهارة، الفصل الأول: في تطهیر الأنجاس": ج ۱، ص: ۴۶.

(۳) بدر الدین العیني، البنایة شرح الهدایة، "کتاب الطهارات: باب الماء الذي یجوز به والوضوء ومالا یجوز": ج ۱، ص: ۴۲۳.

نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنا:

(۱۴) **سوال**: حیض ونفاس والی عورت کے برتنوں کو چھونے اور ہاتھ لگانے سے وہ برتن ناپاک ہوجاتے ہیں یانہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالماجد، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: حیض ونفاس میں مبتلا عورت حکماً ناپاک ہوتی ہے؛ اس لئے اگر حیض ونفاس والی عورت کے ہاتھوں پر کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو اور ہاتھ پاک ہوں، تو چھونے سے برتن ناپاک نہیں ہوتے، شبہ نہ کیا جائے۔

''ولا یکرہ طبخها ولا استعمال ما مسته من عجین أو ماء أو نحوهما''[(۱)]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک نوٹ کو کیسے پاک کریں؟

(۱۵) **سوال**: بچہ نے کرنسی نوٹ پر پیشاب کردیا ہم نے اس کو ٹیشو پیپر سے صاف کر کے جیب میں رکھ لیا، تو کیا اس طرح ناپاک کرنسی نوٹ پاک ہوگیا اور اس کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: لئیق الرحمٰن، نیپال

الجواب وباللہ التوفیق: بچہ کے پیشاب سے کرنسی نوٹ ناپاک ہوگیا، اس کو پاک

(۱) ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، " ": ج۱، ص:۴۸۶؛ و ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الطهارة: باب الحیض'': ج۱، ص:۳۴۵۔

کرنے کے لئے پانی یا پٹرول وغیرہ اس پر بہا دیا جائے جب قطرہ ٹپکنا بند ہو جائے، تو پھر بہائے اس طرح تین مرتبہ کرنے سے کرنسی نوٹ پاک ہو جائے گا، پاک کرنے کے لئے کسی کیمیکل کا بھی استعمال کر سکتے ہیں تاہم اگر اس کو پاک نہیں کیا، تو اس کو جیب میں رکھ کر نماز درست نہیں ہوگی۔

”یجوز رفع نجاسة حقیقیة عن محلها ولو إناء أو مأكولا علم محلها أو لا بماء لو مستعملا به يفتى وبكل مائع طاهر قالع للنجاسة ينعصر بالعصر كخل وماء ورد حتى الريق فتطهر أصبع وثدي تنجس بلحس ثلاثاً“[1]

”ولهذا جازت صلاة حامل المحدث والجنب وحامل النجاسة لا تجوز صلاته“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

داد سے نکلنے والی رطوبت پاک ہے یا ناپاک؟

(۱۶) **سوال**: ایک شخص داد کی بیماری میں مبتلا ہے اس کے کھجانے سے زخم سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے یا ناپاک؟ اگر وہ پانی کپڑے پر لگ جائے تو اس کپڑے کو پہن کر نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ضیاء، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: جو رطوبت داد یا زخم سے نکلتی ہے اگر اپنی جگہ سے بہہ پڑے، تو ناپاک اور نجس مغلظ ہے اور نجس مغلظ ایک درہم تک معاف ہے؛ اس لئے اگر وہ داغ ودھبہ پھیلاؤ میں ایک درہم سے زائد نہ ہو، تو ایسے کپڑے میں نماز درست ہو جائے گی اور اگر ایک درہم سے زائد ہو، تو اس کپڑے میں نماز درست نہیں ہوگی؛ بلکہ کپڑے کو دھونا ضروری ہے۔ اور اگر پانی یا

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس“: ج۱، ص:۵۱۰.

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الطهارة: فصل في الطهارة الحقيقية“: ج۱، ص:۶۷.

پیپ زخم کے منہ پر ہو اور کپڑا اس پر بار بار لگنے کی وجہ سے وہ پانی کپڑے پر پھیل گیا، تو مبتلا بہ کو اگر معلوم ہو کہ زخم پر اگر کپڑا نہ لگتا تو بہہ پڑتا، تو اس صورت میں کپڑا ناپاک ہے اس کا دھونا واجب ہے اور اگر ایسا معلوم ہو کہ کپڑا نہ لگتا، تو نہ بہتا، اس صورت میں کپڑا ناپاک نہیں ہے نہ اس کا دھونا واجب ہے، اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھ لی تو درست ہوگی۔

''الدم والقيح والصديد وماء الجرح والنقطة وماء البثرة والثدي والعين والأذن لعلة سواء على الأصح''[1]

''وكذا كل ما خرج منه موجبا لوضوء أو غسل مغلظ''[2]

''كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ ...... فإذا أصاب الثوب أكثر من قدر الدرهم يمنع جواز الصلوٰة''[3]

''إن مسح الدم عن رأس الجرح بقطنه ثم خرج فمسح ثم وثم ...... ينظر إن كان بحال لو ترك لسال ينتقض وإلا لا''[4]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتے کے دانتوں سے پھاڑے ہوئے کپڑے پاک ہیں یا نہیں؟

(۱۷) **سوال:** خالد کے گھر میں حفاظتی کتے پلے ہوئے ہیں جو اکثر کپڑے کو نوچ

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الطهارة: مطلب نوم الأنبياء غير ناقض'': ج۱، ص:۲۸۰؛ وجماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الطهارة'': ج۱، ص:۶۱.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مطلب في طهارة بوله صلى الله عليه وسلم'': ج۱، ص:۵۲۲/۵۲۳.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الباب السابع: في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، النوع المغلظة'': ج۱، ص:۱۰۰.

(۴) إبراهيم الحلبي، غنية المستملى في شرح منية المصلى: ج۱، ص:۱۳۲.

ڈالتے ہیں ایک دن خالد نے ایسی ہی چادر اوڑھ کر نماز پڑھی، نماز کے بعد معلوم ہوا کہ چادر نوچی ہوئی ہے، خالد کا خیال ہے کہ رات میں کتوں نے نوچی ہے، کتوں کے نوچنے کی صورت میں چادر میں کتے کا لعاب بھی ضرور لگا ہوگا، اب اس چادر کو اوڑھ کر پڑھی گئی نماز کا کیا حکم ہے، درست ہوگئی یا اعادہ ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مشرف فاروقی، رائے بریلی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں کپڑے کے نوچے ہوئے اور پھٹے ہوئے حصہ پر کتے کا لعاب ضرور لگا ہوگا؛ اگر وہ ایک درہم سے کم ہے تو مانع نماز نہیں ہے اور جب تک لعاب کے کثیر ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو قلیل پر محمول کیا جائے گا اور اس کپڑے کو پہن کر پڑھی گئی نماز درست ہوگی اعادہ کی ضرورت نہیں، اگر کثیر ہونے کا اندازہ ہو تو نماز کا اعادہ کیا جائے۔

”والأصح أنه إن كان فمه مفتوحا لم يجز لأنه لعابه لبس فى كمه فينجس لو أكثر من قدر الدرهم“[1]

”الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه لا ينجس ما لم يظهر فيه أثر البلل راضيا كان أو غضبان“[2]

”وعفا الشارع عن قدر الدرهم وإن كره تحريماً فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض ...... أشاره إلى أن العفو عنه بالنسبة إلى صحة الصلاة به فلا ينافي الإثم“[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: مطلب في ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بلی کے جھوٹے پانی سے کپڑے وغیرہ دھونا:

(۱۸)**سوال**: امید ہے کہ آپ حضرات عافیت سے ہوں گے!

مجھے ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے، میں یہاں ریاض سعودی عرب کے ایک محلے میں رہتا ہوں جہاں بلیاں بہت زیادہ ہیں، وہ کھلی گھومتی رہتی ہیں، اکثر وبیشتر پانی میں منہ ڈالتی اور پی لیتی ہیں ضرورت کے وقت بعض مرتبہ ہم اس پانی سے وضو کر لیتے ہیں، کبھی اس پانی سے برتن یا کپڑے دھو لیتے ہیں، ہمارے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ راہنمائی فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد محفوظ، مقیم حال ریاض

الجواب وباللّٰہ التوفیق: گھروں، کمروں اور رہائش کی جگہوں پر جو پانی کھلا ہوا رکھا ہو وہ اکثر قلیل پانی ہوتا ہے اور قلیل پانی میں بلی منہ ڈال دے اور اس نے اسی وقت چوہا کھایا ہو تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے، اس کا استعمال درست نہیں ہے؛ لیکن یہ صورت کم پیش آتی ہے، بلی نے اگر فوراً چوہا نہیں کھایا تھا، تو بلی کا جھوٹا پانی استعمال کرنا مکروہ ہے، اس پانی سے کپڑا وغیرہ دھویا یا وضو کی، تو ان کپڑوں اور اس وضو سے پڑھی گئی نمازیں مکروہ ہوئی ہیں تاہم اعادہ ضروری نہیں ہے۔

”وهرة فور أكل فارة نجس: قوله: أكل فارة فإن مكثت ساعة ولحست فمكروه“[۱]

”الأمر الثالث: سؤر الهرة الأهلية فإذا شربت الهرة الأهلية من ماء قليل فإنه يكره استعماله لأنها لا تتحاشى النجاسة وإن كان سؤرها مكروها

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أحكام الدباغة، باب المياه“: ج۱،ص:۳۶۳.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني: في الأعيان النجسة، النوع الثاني الخففة“: ج۱،ص:۱۰۳.

(۳) ابن عابدين، رد المحتار مع الد المختار، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس“: ج۱،ص:۵۲۰۔

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: باب المياه، مطلب في السؤر“: ج۱،ص:۳۸۳۔

ولم یکن نجسا"[۱]

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

انگریزی اخبار سے نجاست صاف کرنا:

(۱۹)**سوال:** کیا نجاست صاف کرنے کے لئے انگریزی اخبار یا کاغذ استعمال کرسکتا ہوں، میں نے مباشرت کے بعد نجاست کو صاف کرنے کے لئے جب کچھ نہیں ملا، تو انگریزی اخبار کے ایک ٹکڑے سے نجاست صاف کرلی، کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ارشد اللہ، بنگلہ دیش

الجواب وباللہ التوفیق: نجاست صاف کرنے کے لئے کپڑے یا ٹیشو پیپر کا استعمال کرنا چاہئے، لکھنے کے قابل کاغذ سے استنجا کرنا یا نجاست زائل کرنا درست نہیں، انگریزی اخبار پر موجود انگریزی حروف بھی قابل احترام ہیں ان کی توہین کرنا اور ان سے نجاست صاف کرنا درست نہیں ہے؛ کیونکہ انگریزی میں بھی کوئی قابل احترام جملہ لکھا ہوا ہوسکتا ہے۔

"إن للحروف حرمة ولو مقطعة ...... ومفاده الحرمة بالمكتوب مطلقاً وإذا كانت العلة في الأبيض كونه آلة للكتابة كما ذكرناه يؤخذ منها عدم الكراهة فيما لا يصلح لها إذا كان قالعاً للنجاسة غير متقوم كما قدمناه من جوازه بالخرق البوالي"[۲]

"ولو قطع الحرف من الحرف أو خيط على بعض الحروف حتى لم تبق

(۱)عبد الرحمن الجزيري، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، "كتاب الطهارة: حكم الماء الطهور": ج۱،ص:۳۳.
(۲)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: فصل الاستنجاء": ج۱،ص:۳۴۰.

الکلمة متصلة لا تزول الکراهة لأن للحروف المفردة حرمة وکذا لو کان علیها الملك أو الألف وحدها أو اللام''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دھوبی کا گندے تالاب میں کپڑے دھونا:

(۲۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ہمارے یہاں ایک بہت بڑا تالاب ہے، اس میں کوئی ناپاکی تو ظاہر نہیں ہوتی؛ لیکن اس پانی کا رنگ اصل پانی کے مطابق نہیں ہے، بدلا ہوا ہے، اس کی بو اور ذائقہ بھی عام پانی کے مطابق نہیں ہے، فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ اگر پانی کا رنگ، بو اور ذائقہ بدل جائے، تو پانی پاک نہیں رہتا اکثر تالاب ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کی دو یا تین صفتیں بدلی ہوئی ہوتی ہیں، دھوبی اس تالاب سے کپڑے دھوتا ہے، تو وہ کپڑے پاک کہلائیں گے یا ناپاک؟ میں نے دھوبی اور کپڑے دھلوانے والوں کو اس طرف توجہ بھی دلائی ہے؛ لیکن کوئی اثر کسی پر نہیں ہوا، شرعی حکم سے راہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فرمان قاسمی، میرٹھی

الجواب وباللہ التوفیق: فقہاء نے جو لکھا ہے کہ پانی کے اوصاف بدل جائیں، تو اس کا استعمال درست نہیں ہے یہ بات علی الاطلاق نہیں ہے؛ بلکہ مراد یہ ہے کہ نجاست وگندگی کے ملنے سے اوصاف بدل جائیں، تو پانی ناپاک ہوتا ہے، پانی کے رکے رہنے کی وجہ سے یا کسی جگہ پانی

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''فصل في اللبس'': ج۶، ص:۳۶۴.

میں کوئی پاک چیز مل جانے کی وجہ سے اگر اوصاف بدل جائیں، تو اس پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا گاؤں، دیہات میں جو تالاب ہوتے ہیں ان میں پانی رکے رہنے کی وجہ سے ان کے اوپر کائی جم جاتی ہے، اوصاف بدل جاتے ہیں؛ لیکن پھر بھی وہ پانی پاک ہی رہتا ہے، کپڑے دھونے کے لئے پانی پاک ہی نہیں؛ بلکہ صاف بھی ہونا چاہئے تا کہ طبعی کراہت بھی نہ ہوتا ہم اگر اس پانی سے کپڑے دھوئے جاتے ہیں، تو ان کپڑوں کو ناپاک نہیں کہا جائے گا، وہ کپڑے پاک ہیں اور ان میں نماز پڑھنی درست ہے، علامہ جزیری رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرمائی ہے:

''قد يتغير لون الماء وطعمه ورائحته ومع ذلك يبقى طهور الصحيح استعماله في العبادات من وضوء وغسل ونحو ذلك ولكن ذلك مشروط بعد م الضرر للشخص في عضو من أعضائه فإنه لا يحل له أن يتوضأ من ذلك الماء وقد يضطر سكان البوادى والصحارى إلى استعمال المياه المتغيرة حيث لا يجدون سواها فأبا حت الشريعة الإسلامية لمثال هؤلاء أن يستعملوا ذلك الماء إذا أمنوا شره''(۱)

''لا لو تغير بطول مكث فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

بالغ لڑکے کے لیے زیر ناف کاٹنے کا حکم:

(۲۱) **سوال**: ایک لڑکا جو بالغ ہے، تو کیا اس پر زیر ناف بالوں کی صفائی کرنی ضروری

(۱) عبد الرحمن الجزيري، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، ''كتاب الطهارة: ما لا يخرج الماء عن الطهورية'': ج۱، ص:۳۴. (بيروت، دارالكتب العلمية، لبنان)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الطهارة: باب المياه، مطلب حكم سائر المائعات كالماء في الأصح'': ج۱، ص:۳۳۲.

ہے اور اگر یہ نہیں کرے تو کیا وہ گنا ہگار ہوگا؟ نیز زیر ناف کہاں سے کہاں تک صاف کرنا چاہئے اور اگر کوئی نابینا ہو، تو وہ کیا کرے؟ براہ کرم جلد جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد امجد علی، تھانہ بھون

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسلام طہارت وپاکیزگی والا دین ہے، شریعت اسلامیہ میں ظاہر وباطن کی طہارت کو نہایت اہمیت دی گئی ہے؛ چنانچہ زیر ناف بالوں کو کاٹنا ہر مسلمان بالغ مرد اور عورت پر لازم ہے جس کی صفائی کی آخری حد چالیس روز ہے، اس سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ تحریمی اور گناہ کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں اس کی سخت وعید آئی ہے۔ امام مسلمؒ نے نقل کیا ہے:

''عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال أنس: وقت لنا في قص الشارب وتقليم الأظفار ونتف الإبط وحلق العانة أن لا نترك أكثر من أربعين ليلة''[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مونچھیں ترشوانے اور ناخن کاٹنے بغل اور زیر ناف کی صفائی کے سلسلے میں ہمارے واسطے حد مقرر کردی گئی ہے کہ چالیس روز سے زیادہ نہ چھوڑیں۔

زیر ناف کاٹنے کی حد ناف کے نیچے پیڑو کی ہڈی (اگر آدمی اکڑو بیٹھے، تو ناف سے تھوڑا نیچے جہاں پیٹ میں بل پڑتا ہے وہاں) سے لے کر شرم گاہ اور اس کے آس پاس کا حصہ، خصیتین اسی طرح مقعد کے آس پاس کا حصہ اور رانوں کا صرف وہ حصہ جہاں نجاست ٹھہرنے یا لگنے کا خطرہ ہو یہ تمام بال کاٹنے کی حد ہے اور انہیں صاف کرنے کی ابتداء ناف کے نیچے سے کرنی چاہئے۔

''ويبتدئ في حلق العانة من تحت السرة، ولو عالج بالنورة في العانة يجوز كذا في الغرائب''[2]

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الطهارة: باب خصال الفطرة'': ج۱، ص:۱۲۹، رقم:۲۵۸. (مكتبة الاتحاد، ديوبند)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب التاسع عشر في الختان والخصاء وحلق المرأة شعرها ووصلها شعر غيرها'': ج۵، ص:۴۱۳.

’’وأما الاستحداد فهو حلق العانة سمی استحداداً لاستعمال الحديدة وهي الموسى، وهو سنة، والمراد به نظافة ذلك الموضع، والأفضل فيه الحلق، ويجوز بالقص والنتف والنورة والمراد بالعانة الشعر الذي فوق ذكر الرجل وحواليه وكذلك الشعر الذي حوالي فرج المرأة‘‘(۱)

’’والعانة الشعر القريب من فرج الرجل والمرأة ومثلها شعر الدبر بل هو أولى بالإزالة؛ لئلايتعلق به شيء من الخارج عند الاستنجاء بالحجر ‘‘(۲)

اگرکوئی نابینا شخص ہے، تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ حجام سے زیرناف کٹوائے جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

’’حلق عانته بيده وحلق الحجام جائز إن غض بصره، كذا في التتار خانية‘‘(۳)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

(۲۲) **سوال:** ہاتھی کی عادت ہے کہ گرمی کی وجہ سے سونڈ کے ذریعہ پیٹ کا پانی نکال کر اپنے بدن پر چھڑکاؤ کرتا ہے، تو اس پانی کا کیا حکم ہے؟ اگر ہاتھی پر سوار شخص کے کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا پاک ہوگا یا ناپاک؟ جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ندیم، میرٹھی

(۱) النووي، شرح النووي على مسلم، ’’كتاب الطهارة: باب خصال الفطرة‘‘: ج ۳، ص: ۱۲۸. (بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ’’كتاب الحج: فصل في الإحرام و صفة المفرد‘‘: ج۲، ص: ۴۸۱.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’الباب التاسع عشر في الختان والخصاء‘‘: ج ۵، ص: ۴۱۳۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والا پانی درحقیقت اس کا لعاب ہوتا ہے، دیگر درندوں کے لعاب کی طرح ہاتھی کا لعاب اوراس کا جھوٹا بھی ناپاک ہے؛ اس لئے ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والا پانی بھی ناپاک ہے اگر کسی کے کپڑے پر لگ جائے، تو اس کا کپڑا ناپاک ہوگا اور اس کا دھونا ضروری ہے۔

’’لعاب الفيل نجس كلعاب الفهد والأسد إذا أصاب الثوب بخرطومه ينجسه‘‘[(۱)]

’’وسور خنزير وكلب وسباع بهائم ومنه الهرة البرية وقال: ابن عابدين هي ماكان يصطاد بنا به كالأسد والذئب والفهد والنمر والثعلب والفيل‘‘[(۲)]

’’وعرق كل شيء معتبر بسؤره‘‘[(۳)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

لوٹے یا بوتل میں پانی ناپاک ہوجائے، تو اس کو پاک کرنے کا حکم:

(۲۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

اگر لوٹے یا بوتل میں پانی ہو اور وہ ناپاک ہو جائے اور پاک پانی بھی زیادہ موجود نہ ہو، تو اسے کیسے پاک کریں؟ برائے کرم شرعی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، کلکتہ

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الطهارة: الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثاني: في الأعيان النجسة والنوع الثاني: المخففة ومما يتصل بذلك مسائل‘‘: ج۱، ص:۱۰۳؛ وفتاوىٰ قاضي خان، ’’ ‘‘: ج۷، ص:۱۵.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ’’كتاب الطهارة: باب المياه مطلب في السؤر‘‘: ج۱، ص:۳۸۲.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الطهارة: الباب الثالث في المياه الفصل الثاني: فيما لا يجوز به الوضوء ومما يتصل بذلك مسائل‘‘: ج۱، ص:۷۶.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں لوٹے یا بوتل میں موجود پانی اگر ناپاک ہوجائے تو اس کو استعمال نہیں کر سکتے؛ کیوں کہ وہ ماءِ قلیل (کم پانی) ہے، اگر وضو وغسل کے لیے اس کے علاوہ پانی نہ ہو، تو تیمّم کیا جائے:

﴿وَإِنْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ﴾[1]

''من عجز عن استعمال الماء المطلق الكافی لطهارته لصلاة تفوت إلی خلف الخ''[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

گوبر سے لیپے ہوئے فرش پر چلنا:

(۲۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر کوئی شخص گوبر سے لیپے ہوئے گھر میں چلے اور اس کے پیر میں تری لگے، تو کیا پیر ناپاک ہوجائے گا اور اگر ناپاک ہوگا تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ مفصل ومدلل جواب دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر گوبر سے لیپا ہوا فرش ایسا ہو کہ اس پر چلنے سے نجاست کا اثر پاؤں میں نہیں لگتا، تو اس پر چلنے سے پاؤں ناپاک نہیں ہوگا، اگر چہ چلنے کی وجہ سے فرش پر پیروں کے نشان پڑ جائیں اور اگر فرش ایسا گیلا ہو کہ اس پر چلنے سے گوبر کے اثرات پاؤں میں لگ

---

(۱) سورۃ المائدہ:۶۔
(۲) ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، ''کتاب الطهارة'': ج۱،ص:۲۳۲۔

جائیں تو پاؤں ناپاک ہوجائے گا اوراس کودھونا ضروری ہوگا۔

’’في غنية المستملی: وكذا إن مشى على أرض نجسة بعد ما غسل رجليه فابتلت الأرض من بلل رجليه واسود وجه الأرض، أي: بالنسبة إلى لونه الأول؛ لكن لم يظهر أثر البلل المتصل بالأرض في رجليه لم تتنجس رجله، وجازت صلاته بدون إعادة غسلها لعدم ظهور عين النجاسة في جميع ذلك، والطاهر بيقين لايصير نجساً إلا بيقين مثله‘‘(۱)

’’غسل رجله ومشى على أرض نجسة أو قام على فراش نجس فعرق ولم يظهر أثره لا يتنجس. خانية‘‘(۲)

’’ولو وضع رجله المبلولة على أرض نجسة أو بساط نجس لا يتنجس وإن وضعها جافة على بساط نجس رطب إن ابتلت تنجست ولا تعتبر النداوة هو المختار كذا في السراج الوهاج ناقلا عن الفتاوى. وإذا جعل السرقين في الطين فطين به السقف فيبس فوضع عليه منديل مبلول لا يتنجس‘‘(۳)

’’نام أو مشى أي وقدمه مبتلة على نجاسة إن ظهر عينها المراد بالعين ما يشمل الأثر لأنه دليل على وجودها تنجس وإلا لا‘‘(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)إبراهيم حلبي، غنية المستملي، ’’ ‘‘:ص:۱۵۳.

(۲)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’مسائل شتى‘‘:ج۶ص:۷۳۳.

(۳)جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ’’كتاب الطهارة: الفصل الثاني في الأعيان النجسة، النوع الثاني المخففة‘‘:ج۱ص:۱۰۲.

(۴)ابن عابدين، رد المحتار، ’’كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء‘‘:ج۱ص:۵۶۱.

جنبی کے پسینے کا حکم:

(۲۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
میرا ایک سوال ہے، اگر کسی وجہ سے مجھ پہ غسل واجب ہو گیا ہو، تو اس کے بعد کیا میرے جسم سے نکلنے والا پسینہ ناپاک ہے؟ اور اگر وہ پسینہ کسی چیز یا کپڑے پر لگے گا، تو کیا مجھے اس چیز یا کپڑے کو پاک کرنا پڑے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمر، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جنبی کی نجاست حکمی ہے اگر اس کے بدن پر کوئی ناپاکی نہیں ہے، تو اس کے جسم سے نکلنے والا پسینہ ناپاک شمار نہیں ہوگا اور اس پسینہ کے کسی کپڑے پر لگنے کی وجہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔

”عرق کل شيء معتبر بسؤره کذا في الهداية، سؤر الآدمي طاهر ويدخل في هذا الجنب والحائض والنفساء الخ کذا في السراج الوهاج“(۱)

”سئل مالك عن رجل جنب وضع له ماء يغتسل به فسها فأدخل أصبعه فيه ليعرف حر الماء من برده قال مالك إن لم يكن أصاب أصبعه أذى فلا أرى ذلك ينجس عليه الماء“(۲)

”ويعتبر سؤر بمسئر فسؤر آدمي مطلقاً ولو جنبا أو کافرا أو امرأة“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني، فصل: فيما لا يجوز به التوفی ومما يتصل بذلك المسائل“: ج۱، ص:۷۶ .... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر.......

نجاست غلیظہ کتنی معاف ہے؟

(۲۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام، مفتیان عظام کہ: نجاست سے مکمل پرہیز تو ممکن نہیں ہے، تو کیا تھوڑی بہت نجاست کے ساتھ اگر نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی؟ نجاست غلیظہ کی کتنی مقدار معاف ہے، اس کی وضاحت فرمادیں کرم ہوگا۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سرور، غازی آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نجاست غلیظہ ایک درہم کے بقدر تک معاف ہے، پھر نجاست غلیظہ کبھی گاڑھی ہوتی ہے جیسے پاخانہ وغیرہ تو اس میں درہم سے اس کا وزن مراد ہے یعنی وہ سوا چار ماشہ تک معاف ہے اور اگر نجاست غلیظہ پتلی ہے جیسے پیشاب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے کہ وہ درہم یعنی ہتھیلی کے پھیلاؤ کے بقدر تک معاف ہے، نجاست غلیظہ اگر ایک درہم سے زائد ہو تو وہ معاف نہیں ہے۔

''من النجاسة المغلظة فلا يعفى عنها إذا زادت على الدرهم مع القدرة على الإزالة وعفي قدر ما دون ربع الثوب الكامل أو البدن''(۱)

''ولنا أن القليل لا يمكن التحرز عنه فيجعل عفواً وقدرناه بقدر الدرهم''(۲)

''قال في الدر المختار: وعفا الشارع عن القدر الدرهم وهو مثقال عشرون قيراطاً في نجس كثيف له جرم، وقال في الشامية: ويعضده ما ذكره المشائخ عن عمر أنه سئل عن القليل من النجاسة في الثوب، فقال: إذا كان سئل ظفرى هذا لا

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (۲) مالك بن أنس، مؤطأ الإمام مالك، ''جامع غسل الجنابة'': ج ۱، ص: ۱۰۷، رقم: ۱۴۴۔ (مكتبة بلال، ديوبند)

(۳) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة: باب المياه، مطلب في السؤر'': ج ۱، ص: ۳۸۱.

(۱) الطحطاوي، مراقي الفلاح على حاشية الطحطاوي، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس والطهارة عنها'': ج، ص: ۱۵۷.

(۲) بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس وتطهيرها'': ج ۱، ص: ۷۲۵. (مكتبه نعيميه، ديوبند)

یمنع جواز الصلوۃ"(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناخن، سر کے بال، بغل کے بال، زیر ناف کے بالوں کو کاٹنے کے بعد کہاں پھینکنا چاہیے؟

(۲۷)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ناخن، سر کے بال، بغل کے بال، زیر ناف کے بالوں، کو کاٹنے کے بعد ان کو کہیں بھی پھینک دیں یا ان کو کہیں زمین میں یا کہیں صاف جگہ دبا دیں؟ ذرا تفصیل سے سمجھا دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، حیدرآباد

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو قابل تکریم قرار دیا ہے اور جب انسان قابل احترام ہے، تو انسانی اعضاء بھی قابل احترام ہیں؛ اس لیے جسم کے بال اور ناخن کاٹنے کے بعد ادھر ادھر ڈالنا مناسب نہیں۔ بسا اوقات لوگ بیت الخلا یا غسل خانے میں بال وغیرہ ڈال دیتے ہیں، یہ مکروہ ہے، ناخن اور جسم کے کسی بھی حصہ کے بال کاٹنے کے بعد کسی مناسب جگہ دفن کر دینا چاہئے اور موئے زیر ناف اور عورت کا اپنے بال کسی ایسی جگہ ڈالنا درست نہیں جہاں سے لوگ گذرتے ہوں اور ان بالوں پر لوگوں کی نظر پڑتی ہو۔

"قال اللّٰہ تعالی: ﴿ولقد کرمنا بنی آدم﴾"(۱)

"فإذا قلم أظفاره أو جز شعره ینبغي أن یدفنه، فإن رمي به فلا بأس، وإن

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الطهارة: باب الأنجاس": ج۱، ص: ۵۲۰تا۵۲۲.
(۲) سورۃ الإسراء: ۷۰۔

ألقاه في الكنيف أو في المغتسل كره؛ لأنه يورث داء. خانية. ويدفن أربعة: الظفر والشعر وخرقة الحيض والدم. عتابية''(۱)

''وكل عضو لا يجوز النظر إليه قبل الانفصال لا يجوز بعده ولو بعد الموت كشعر عانة وشعر رأسها وعظم ذراع حرة ميتة وساقها وقلامة ظفر رجلها دون يدها مجتبى''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نجاست حقیقیہ اور نجاست حکمیہ کسے کہتے ہیں؟

(۲۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین، فقہ کی کتابوں میں نجاست کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں نجاست حقیقیہ اور نجاست حکمیہ، معلوم کرنا ہے کہ نجاست حقیقیہ اور نجاست حکمیہ کسے کہتے ہیں اور اس کے احکام کیا ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رقیب، بنگال

الجواب وباللہ التوفیق: نجاست حقیقیہ وہ ہے جو دیکھنے میں آتی ہے اور شریعت نے اسے ناپاک قرار دیا ہے، نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) نجاست غلیظہ (۲) نجاست خفیفہ:

نجاست غلیظہ: امام صاحب کے نزدیک وہ نجاست ہے جس کے نجس ہونے پر نص وارد ہوا اور اس کے خلاف کوئی نص نہ ہو اور صاحبین کے نزدیک نجاست غلیظہ وہ نجاست ہے جس کے نجس ہونے

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع وغيره'': ج۹ص:۵۸۰.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: فصل في النظر والمس'' ج۹ص:۵۳۴.

پر ائمہ کا اتفاق ہو اور اگر اختلاف ہو تو نجاست خفیفہ ہے۔ نجاست غلیظہ کی مثال جیسے پیشاب پاخانہ شراب وغیرہ، نجاست غلیظہ مقدار درہم معاف ہے۔ عالمگیری میں ہے:

”النجاسة نوعان: الأول : المغلظة وعفى منها قدر الدرهم ...... كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ كالغائط“(۱)

(۲) نجاست خفیفہ: اگر کپڑے عضو یا بدن پر لگی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر نجاست خفیفہ اس حصے کے چوتھائی سے کم پر ہے، تو معاف ہے اور اگر چوتھائی یا اس سے زائد پر ہے تو دھونا ضروری ہوگا۔

”والنوع الثاني المخففة: وعفي منها مادون ربع الثوب، كذا في أكثر المتون ...... وربع العضو المصاب كاليد والرِجل إن كان بدناً وصححه صاحب التحفة ...... وعليه الفتویٰ كذا في البحر الرائق“(۲)

دوسری قسم نجاست حکمیہ ہے: نجاست حکمیہ اسے کہتے ہیں جو بظاہر دیکھنے میں نہ آئے؛ لیکن شریعت کا حکم ہونے کی وجہ سے ناپاک مان کر پاکی حاصل کرنا فرض ہوتا ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) حدث اکبر: جیسے منی، اس کے خروج سے غسل واجب ہوتا ہے (۲) حدث اصغر: جیسے ریح اس کے خارج ہونے سے وضو واجب ہوتا ہے۔

”الطهارات في الإتيان بالجمع إشارة إلى أن الطهارة أنواع فإن رفع النجاسة طهارة ورفع الخبث أيضاً طهارة وهما نوعان مختلفان“(۳)

”وإنما صح إلحاق المائعات المزيلة بالماء المطلق لتطهير النجاسة الحقيقية لوجود شرط الإلحاق وهي تناهي أجزاء النجاسة بخروجها مع الغسلات وهو منعدم في الحكمية لعدم نجاسة محسوسة بأعضاء المحدث والحدث أمر شرعي له حكم النجاسة لمنع الصلاة معه وعين الشارع لإزالته أنه مخصوصة فلا يمكن إلحاق

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب السابع في النجاسة وأحكامها: الفصل الثاني في الأعيان النجسة، النوع الأول: المغلظة“: ج۱ص:۱۰۰.

(۲) أيضا، ”النوع الثاني المخففة“: ج۱ص:۱۰۱.

(۳) المرغيناني، الهداية، ”كتاب الطهارات: (حاشيه نمبر:۱۵)“: ج۱ص:۱۵.

غیرها بها"(۱)

"وذكر الكرخي أن النجاسة الغليظة عند أبي حنيفة: ما ورد نص على نجاسته ولم يرد نص على طهارته معارضاً له، وإن اختلف العلماء فيه والحقيقة ما تعارض نصان في طهارته ونجاسته"(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پاک اور ناپاک چیز کے ملنے سے پاکی کا حکم:

(۲۹) **سوال**: حضرات مفتیان کرام سلام مسنون! درج ذیل مسئلہ دریافت کرنا ہے:

اگر ناپاک کپڑے یا کوئی بھی ناپاک اشیا، پاک کپڑے یا پاک اشیا میں لگ جائے، تو اس صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور اگر کپڑوں پر پیشاب کے ایک دو چھینٹیں پڑ جائیں، تو اس سلسلے میں شریعت کیا رہنمائی کرتی ہے؟ ایک دو چھینٹیں معاف ہیں یا کپڑے کو دھونا ضروری ہے؟ از روئے شریعت مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مدثر کامران، آسام

الجواب وباللہ التوفیق: اگر ناپاک کپڑے کی تری پاک کپڑے میں لگ جائے اور وہ گیلا ہو جائے، تو وہ کپڑے ناپاک ہو جائیں گے اور اگر ناپاکی کا اثر دوسری چیز یا کپڑے میں ظاہر نہ ہو تو وہ چیزیں یا وہ کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے اور اگر پیشاب کی ایک دو چھینٹیں پڑ جائیں، تو تین مرتبہ دھونا ضروری ہے؛ البتہ اگر ایک درہم سے کم لگی ہوں اور اسے دھونا یاد نہ رہا ہو اور اسی حالت

(۱) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الطهارة": ج،ص:۲۴.

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الطهارة": ج۱،ص:۸۰.

میں نماز شروع کردی، تو فقہاء نے لکھا ہے کہ نماز پڑھ لینے سے نماز اداء ہو جائے گی۔

’’ولو ابتل فراش أو تراب نجسا وكان ابتلالهما من عرق نائم عليهما أو كان من بلل قدم وظهر أثر النجاسة وهو طعم أو لون أو ريح في البدن والقدم تنجسا لوجودها بالأثر وإلا أي: وإن لم يظهر أثرها فيهما فلا ينجسان‘‘ ’’كما لا ينجس ثوب جاف طاهر لف في ثوب نجس رطب لا ينعصر الرطب لو عصر لعدم انفصال جرم النجاسة إليه. واختلف المشايخ فيما لو كان الثوب الجاف الطاهر بحيث لو عصر لا يقطر فذكر الحلواني أنه لا ينجس في الأصح وفيه نظر لأن كثيرا من النجاسة يتشربه الجاف ولا يقطر بالعصر كما هو مشاهد عند ابتداء غسله فلا يكون المنفصل إليه مجرد نداوة إلا إذا كان النجس لا يقطر بالعصر فيتعين أن يفتى بخلاف ما صحح الحلواني ولا ينجس ثوب رطب بنشره على أرض نجسة ببول أو سرقين لكونها يابسة فتندت الأرض منه أي: من الثوب الرطب ولم يظهر أثرها فيه‘‘[1]

وفي الدر المختار مع رد المحتار:

’’(وعفا) الشارع (عن قدر درهم) وإن كره تحريما، فيجب غسله، وما دونه تنزيها فيسن، وفوقه مبطل‘‘[2]

’’والأقرب أن غسل الدرهم وما دونه مستحب مع العلم به والقدرة على غسله فتركه حينئذ خلاف الأولى، نعم الدرهم غسله آكد مما دونه فتركه أشد كراهة كما يستفاد من غير ما كتاب من مشاهير كتب المذهب الخ‘‘[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ’’كتاب الطهارة: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

طہارت حقیقی اور حکمی کی مراد:

(۳۰) **سوال**: حضرت مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ فقہ کی کتابوں میں طہارت حقیقی لکھا ہوا آتا ہے سوال یہ ہے کہ طہارت حقیقی اسی طرح طہارت حکمی کسے کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، بارہ بنکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نجاست حقیقی سے پاک ہونے کو طہارت حقیقی کہتے ہیں اور نجاست حکمی سے پاک ہونے کو طہارت حکمی کہتے ہیں۔

”عرّف صاحب البحر الطهارة شرعاً بأنها زوال حدث أو خبث وهو تعريف صحيح لصدقه بالوضوء وغيره كالغسل من الجنابة أو الحيض أو النفاس بل وبالتيمم أيضاً“[۱]

”ويختص الخبث بالحقيقي ويختص الحدث بالحكمي“[۲]

”ثم الخبث يطلق على الحقيقي والحدث على الحكمي والنجس يطلق عليهما ...... والتطهير إن فسرها بالإزالة فحسن إضافة التطهير إليها وإن فسر باثبات الطهارة فالمراد طهارة محلها كالبدن والثوب والمكان لأن نجاسة هٰذه الأشياء مجاورة النجاسة فإذا زالت ظهرت الطهارة الأصلية“[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... باب الأنجاس والطهارة، عنها“: ج۱، ص: ۱۵۹.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس“: ج۱، ص: ۵۲۰. (۳) أيضاً.

(۱) طحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الطهارة“: ج۱، ص: ۱۸. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اشیاء کی پاکی کے طریقے:

(۳۱) **سوال**: اشیاء کی پاکی کے کیا کیا طریقے ہیں مفصل بیان فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد غیور، گنگوہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق:

اشیاء کی پاکی کے تقریباً دس طریقے ہیں:

(۱) دھونا، جیسے کپڑے وغیرہ کو دھوکر پاک کیا جاتا ہے۔

(۲) صاف کر دینا، جیسے شیشے وغیرہ کو صاف کر کے پاک کیا جاتا ہے۔

(۳) کھرچنا، یہ طریقہ منی سے پاک کرنے کے سلسلے میں مذکور ہے اگر بہت گاڑھی ہو۔

(۴) ملنا اور رگڑنا یہ طریقہ اس صورت کے لئے ہے جب نجاست خشک ہونے کے بعد نظر آتی ہو۔

(۵) سوکھ جانا، یہ حکم زمین سے متعلق ہے جیسے دیواریں اینٹیں وغیرہ۔

(۶) جلانا، جیسے گوبر وغیرہ راکھ بن کر پاک ہو جاتا ہے۔

(۷) تبدیل حقیقت، یعنی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو جانا جیسے شراب کا سرکہ بن جانا۔

(۸) دباغت: یہ طریقہ خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام مردار جانوروں کی کھالوں کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔

(۹) ذکاۃ: یعنی جانوروں کو ذبح کر کے ان کی جلد کو پاک کر دینا۔

(۱۰) نزح: یعنی اگر کنویں یا ٹنکی میں نجاست گر جائے تو نجاست نکال کر پانی کی خاص مقدار نکال کر پاک کرنا۔

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) المرجع السابق، "باب الأنجاس والطهارة عنها": ج،ص:۱۵۲.

(۳) بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية، "كتاب الطهارة: باب الأنجاس وتطهيرها": ج۱،ص:۶۹۹.

مذکورہ دس طریقے علامہ شامیؒ اور علامہ حصکفیؒ نے اپنی اپنی کتابوں میں کچھ اشعار میں نقل کئے ہیں:

علامہ شامیؒ نقل فرماتے ہیں:

وآخر دون الفرك والندف الجفاف

والنحت قلب العين والغسل يطهر

ولا دبغ تخليل ذكاة تخلل

ولا المسح والنزح الدخول التغور

وزاد شارحها بيتاً، فقال:

وأكل وقسم غسل بعض ونحله

وندف وغلى بيع بعض تقور"(۱)

علامہ حصکفیؒ اس طرح فرماتے ہیں:

وغسل ومسح والجفاف مطهِّر

ونحت وقلب العين والحفر يذكر

ودبغ وتخليل ذكاة تخلل

وفرك ودلك والدخول التغور

تصرفه في البعض ندف ونزحها

ونار وغلى غسل بعض تقور"(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۴۴۲/۱۰/۱۶ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: باب الأنجاس": ج۱،ص:۵۱۸.

(۲) أيضاً.

ایک سال قبل ناپاک پانی میں دھوئے ہوئے کپڑوں کا حکم:

(۳۲)**سوال**: وہ کپڑے اور چادریں جو ایک سال قبل واشنگ مشین میں ناپاک پانی سے دھوئی گئی تھیں، ان کو پاک کیسے کریں؟ اور ان نمازوں کا کیا حکم ہے جو ان کپڑوں میں ادا کی گئیں؟ ''بینوا توجروا''

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امتیاز، گنج مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: ان کو پاک پانی سے دھولیا جائے اور ان کپڑوں کو پہن کر جو نمازیں اداء کی تھیں ان کی قضا کرلی جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۵/۱/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی،
امانت علی قاسمی، محمد عمران، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

پکے ہوئے چاولوں میں چوہے کی مینگنی گرنے کے بعد پاکی اور ناپاکی کا حکم؟

(۳۳)**سوال**: اگر چوہے کی مینگنی پکے ہوئے چاولوں میں پائی جائے، تو ان چاولوں کو کھایا جاسکتا ہے یا نہیں، نیز یہ بھی بتایئے کہ چوہے کی مینگنی پاک ہے یا ناپاک؟

فقط: والسلام
المستفتی: مظاہر حسن، دہرادون

---

(۱) أما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثير أو جرىٰ عليه الماء طهر مطلقاً بلا شرط عصر وتجفيف وتكرار غمس هو المختار. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة'': ج۱،ص:۵۴۲)

النجاسة إن كانت غليظة وهي أكثر من قدر الدرهم فغسلها فريضة والصلوٰة بها باطلة وإن كانت مقدار درهم فغسلها واجب والصلوٰة معها جائزة وإن كانت أقل من الدرهم فغسلها سنة وإن كانت خفيفة فإنها لا تمنع جواز الصلوٰة حتى تفحش، كذا في المضمرات. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الباب الثالث، في شروط الصلوٰة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۱۱۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مینگنی اگر چاول میں صحیح سالم ہے، تو اس کے آس پاس کے کچھ دانوں کے علاوہ پورے چاولوں کا کھانا درست ہے اور اگر مینگنی چاولوں میں گھل گئی ہے، تو پھر پورے چاولوں کا کھانا درست نہیں ہے، کیونکہ چوہے کی مینگنی ناپاک ہے۔

کبیری میں ہے:

''وبول الحمار، وخرء الدجاج، والبط، وكذا خرء الأوز والجبارىٰ وما أشبه ذلك مما يستحيل إلى نتن وفساد نجس بنجاسة غليظة إجماعا''(۱)

''قال العلامة الحلبي، لو وقع بعر الفأرة في الحنطة فطحنت حيث لا ينجس ما لم يظهر أثره في الدقيق إذا الضرورة هناك أشد حتى أن كثيراً ما يفرخ فيها والاحتراز عنه متعذر ...... والاحتراز عنه ممكن في الماء غير ممكن في الطعام والثياب فيعفى عنه فيهما الخ''(۲)

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''الحاصل أن ظاهر الرواية نجاسة الكل لكن الضرورة متحققة في بول الهرّة في غير المائعات كالثياب وكذا في خرء الفأرة في نحو الحنطة دون الثياب والمائعات ...... لكن عبارة التاترخانية بول الفأرة وخرؤها نجس''(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ''كتاب الطهارة: فصل في الأنجاس'': ج۱،ص:۱۲۹،۱۳۰. (دار الكتاب ديوبند)

(۲) أيضاً: ص:۱۳۱.

(۳) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة وبعرها وبول الهرة'': ج۱،ص:۵۲۳.

نماز کے بعد سفید مادہ اپنے انڈرویئر پر دیکھا تو کیا کرے؟

(۳۴) **سوال**: میں نے دن کے وقت غسل کیا، اس کے بعد سو گیا، جاگنے کے بعد میں نے عصر اور مغرب کی نماز پڑھیں؛ لیکن عشاء کے وقت میں نے اپنے انڈرویئر پر سفید خشک مادہ دیکھا میں نے محسوس کیا کہ مادہ مغرب کے بعد خارج ہوا؛ لیکن مجھے شک ہے کہ شاید یہ نیند کے وقت آیا ہو براہ کرم میری رہنمائی کریں مجھے بہت وسوسہ آرہا ہے، میں نے آج گیلے خوابوں کے خیالات کی وجہ سے صرف غسل کیا تھا۔ جب میں چل رہا تھا اس وقت بھی مجھے دو دن پہلے یہ خارج ہوا تھا اور مجھے اس کے بارے میں یقین ہے۔ کیا مجھے پھر سے غسل کرنا پڑے گا یا وضو کافی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: سفید مادہ عصر سے قبل سونے میں نکلا ہوگا اس لیے غسل کر کے، عصر و مغرب کی نماز بھی لوٹانی ہوگی، (۱) صرف خیالات کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے۔ خیالات کی وجہ سے اگر مادہ منویہ کا خروج ہوا، تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں، (۲) چلتے پھرتے شہوت سے جو ایک چپچپا مادہ نکلتا ہے، اس کو مذی کہتے ہیں، اس میں وضو کافی ہے، مذی میں غسل واجب نہیں ہے۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۴۴۲/۲/۳ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) روي أنه صلى الله عليه وسلم عن الرجل يجد البلل ولم يجد احتلاما قال يغتسل ولأن النوم راحة تهيج الشهوة وقد يرق المني لعارض والاحتياط لازم في باب العبادات وهذا إذا لم يكن ذكره منتشراً قبل النوم. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ''فصل ما يوجب الاغتسال'': ج۱،ص:۹۹)

(۲) الماء من الماء. (أخرجه أحمد، في مسنده، ''حديث أبي أيوب الأنصاري'': ج۳۸،ص:۵۱۱) (المؤسسة الرسالة، القاهرة)

(۳) لا يفترض الغسل عند خروج مذي ...... أو ودي بل الوضوء منه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''سنن الغسل'': ج۱،ص:۱۶۵)

ناپاک مہندی سے رنگا ہوا ہاتھ کیسے پاک ہوگا؟

(۳۵)**سوال**: مہندی میں پیشاب ٹپک گیا، عورت نے مہندی لگالی، اس کا رنگ ہاتھوں اور پیروں پر چڑھ گیا تو اب کیا کرے، کیا اس کے ہاتھ اور پیر اب ناپاک قرار پائیں گے، اگر ایسا ہے تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشدہ پروین، بیگوسرائے

الجواب وباللہ التوفیق: ناپاک مہندی لگانے سے ہاتھ میں چڑھا ہوا رنگ ناپاک نہیں ہوگا اس لیے ہاتھ پاک ہے اس میں شبہ نہ کیا جائے، مہندی ناپاک تھی جس کو دھو دیا گیا اور ہاتھ پاک ہوگیا۔

''اختضبت المرأة بالحناء النجس أو صبغ الثوب بالصبغ النجس ثم غسل كل ثلاثاً طهر وفي الخانية إذا وقعت النجاسة في صبغ فإنه يصبغ به الثوب ثم يغسل ثلاثاً فيطهر كالمرأة اختضبت بحناء نجس''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب الأنجاس'': ج۱، ص:۳۲۹.

فصل ثانی

پانی کا بیان

ٹرین کے باتھ روم کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

(۳۶)**سوال**: ابھی ہم گورکھپور کے سفر پر تھے، ٹرین میں سیٹ کے نیچے اٹیچی وغیرہ سامان رکھ دیا کچھ دیر بعد باتھ روم میں نکاسی کی نالی جام ہونے سے پانی باتھ روم میں بھر گیا اور باہر آنے لگا آیا یہ پانی پاک سمجھا جائے گا یا ناپاک؟ واش بیسن کے پانی کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: نسیم احمد وارثی، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: ٹرین کے باتھ روم میں لوگ کھڑے ہوکر بھی پیشاب کرتے ہیں اور بیت الخلا میں پورے طور پر نکاسی نہ ہونے سے گندہ پانی جمع ہوجاتا ہے؛ اس لیے غالب گمان یہ ہے کہ یہ پانی ناپاک ہے لہٰذا اگر یہ ناپاک پانی کپڑے پر لگ جائے یا بدن کے کسی حصہ یا پیروں میں لگ جائے، تو اس کا دھونا اور پاک کرنا ضروری ہوگا، اٹیچی میں اگر پانی اندر چلا گیا اور کپڑا گیلا ہوگیا، تو کپڑا ناپاک ہوجائے گا اور اس کا دھونا ضروری ہوگا تاہم اگر بیت الخلا صاف ہے اور غالب گمان ہے کہ پانی پاک ہے، تو پھر اس سے بدن اور کپڑے ناپاک نہ ہوں گے اگرچہ پانی کے پاک ہونے میں شک ہو۔

اور اگر پانی باہر کے واش بیسن میں بھر کر بہہ پڑے، تو وہ پانی گرچہ گندہ ہے، مگر ناپاک نہیں ہے، اس کے لگنے سے کپڑے اور بدن ناپاک نہ ہوں گے۔

”عن أبي أمامة الباهلي قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم إن الماء لا ینجسه شيء إلا ما غلب علی ریحه وطعمه ولونه“[1]

(۱) أخرجه ابن ماجة، في سننه، ”أبواب الطهارة: باب الحیاض“: ج۱، ص:۵۲۱۔ رقم:۱۹۰۳ (کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

”وينبغي حمل التيقن المذكور على غلبة الظن والخوف على الشك أو الوهم كما لا يخفى“(۱)

”قالوا لو ألقى عذرة أو بولا في ماء فانتفخ عليه ماء من وقعها لا ينجس ما لم يظهر لون النجاسة أو يعلم أنه البول وما ترشش على الغاسل من غسالة الميت مما لا يمكنه الامتناع عنه مادام في علاجه لا ينجسه لعموم البلوىٰ بخلاف الغسلات الثلاث إذا استنقعت في موضع فأصابت شيئا نجسته“(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خون والے سانپ کے کنویں میں گرنے سے کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟

(۳۷) **سوال:** ایک کنویں میں خشکی والے سانپ کا بچہ گر کر مر گیا اور گل سڑ گیا؛ لیکن پھٹا نہیں، یہ کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟ اگر ناپاک ہوگیا، تو اس کا کتنا پانی نکالا جائے گا، ازراہ کرم جواب عنایت فرما کر رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان، لکھنؤ

الجواب وباللہ التوفیق: اولاً دیکھا جائے کہ اس سانپ میں بہنے والا خون ہے کہ نہیں، اگر بہنے والا خون ہے، تو اس کے مرنے اور گلنے سڑنے سے کنواں ناپاک ہوجائے گا، لہٰذا پانی کا اندازہ کر کے اس کو نکال دیا جائے۔ اور اگر ثابت ہوجائے کہ ایسے سانپ میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، تو اس سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا اور اگر یہ سانپ خشکی کا نہیں ہے؛ بلکہ پانی کا ہے، تو اس کے مرنے سے

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب المياه“: ج۱، ص: ۱۸۶.
(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة: النجس المرئي يطهر بزوال عينه“: ج۱، ص: ۲۴۸.

پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

”أو مات فيها حيوان دموی غير مائي لما مر وانتفخ أو تمعط أو تفسخ ينزح كل مائها الذي كان فيها وقت الوقوع بعد إخراجه ...... وانتفخ ولا فرق بين الصغير والكبير كالفارة والأدمي والفيل لأنه تنفصل بلته وهي نجسة مائعة فصارت كقطرة خمر“(۱)

”وإن ماتت فيها شاة أو كلب أو آدمي نزح جميع ما فيها من الماء فإن انتفخ الحيوان فيها أو تفسخ نزح جميع ما فيها صغر الحيوان أو كبر لانتشار البلة في أجزاء الماء“(۲)

”فيفسد في الأصح كحية برية إن لها دم وإلا لا ...... كحية برية أما المائية فلا تفسده مطلقا“(۳)

”ومثله لو ماتت حية برية لادم فيها في إناء لا ينجس وإن كان فيها دم ينجس“(۴)

”أما المائية فلا تفسد مطلقاً كما علم مما مر“(۵)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۱۶ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: باب المياه، فصل في البئر“ :ج۱،ص:۳۶۷،۳۶۸.

(۲)المرغيناني، الهداية، ”كتاب الطهارة: فصل في البئر“ :ج۱،ص:۴۳.

(۳)ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: باب المياه، حكم سائر المائعات كالماء في الأصح“:ج۱،ص:۳۳۱.

(۴)ابن الهمام، فتح القدير، ”كتاب الطهارة: فصل فى الغسل باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالا يجوز“:ج۱،ص:۹۰.(زکریا بک ڈپو دیوبند)

(۵)ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: باب المياه، حكم سائر المائعات كالماء في الأصح“:ج۱،ص:۳۳۱.

مچھلی والے تالاب کا پانی استعمال کرنا:

(۳۸)**سوال**: ایک شخص کا ایک تالاب ہے جو کافی بڑا ہے، اس نے اس میں مچھلیاں پال رکھی ہیں، اس میں اکثر مچھلیاں زندہ ہی ہوتی ہیں؛ لیکن کچھ مرتی بھی رہتی ہیں، مری ہوئی مچھلیاں کتنی ہیں اور وہ کب تک پانی میں موجود ہیں اس کا پتہ نہیں چلتا، مچھلی مرتی ہے، تو اسے دوسری زندہ مچھلیاں کھا لیتی ہیں، بہرحال مری ہوئی مچھلیاں تالاب میں ضرور ہوتی ہیں، تو ایسے تالاب کے پانی سے وضو غسل کرنا یا اس سے کپڑے پاک کرنا درست ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد احمد اللہ، بنگلور

الجواب وباللہ التوفیق: وضو غسل اور کپڑوں وغیرہ کو پاک کرنے کے لیے پانی کا پاک ہونا ضروری ہے، بڑے تالاب میں جو رکا ہوا پانی ہوتا ہے وہ فی نفسہ پاک ہے، اس کے اندر زندہ مچھلیاں رہنے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا اسی طرح اگر اس میں کچھ مچھلیاں مرجائیں، تو بھی وہ پانی پاک ہی رہتا ہے، اس لئے کہ وہ حیوان جس کا مردار حلال ہے جیسے مچھلی وہ موت وحیات دونوں حالتوں میں پاک ہے، مچھلیوں میں حقیقت میں خون نہیں ہوتا وہ پانی ہی میں پیدا ہوتی اور اسی میں مرتی رہتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: ’’**ھو الطھور مائہ الحل میتتہ**‘‘[(۱)]

مچھلی پالن کرنے والے لوگ مچھلیوں کو کھلانے کے لیے مرے ہوئے جانور بیل، بھینس یا دیگر گلی سڑی ناپاک چیزیں تالاب میں ڈالتے ہیں، اگر ایسی ناپاک چیزیں تالاب میں ڈالی گئی ہوں، تو پھر دو صورتیں ہیں، اگر تالاب دہ دردہ سے کم ہے، تو نجاست کے گرنے ہی سے ناپاک ہوجائے گا اور اگر بڑا تالاب ہے اور نجاست کی وجہ سے پانی کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو اور ذائقہ میں سے کوئی وصف بدل گیا تو وہ تالاب ناپاک کہلائے گا اور اس سے وضو غسل اسی طرح کپڑے پاک کرنا درست نہیں ہوگا۔

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الطهارة: باب ما جاء في ماء البحر أنه طهور“: ج ۱، ص: ۲۱، رقم: ۶۹. (كتب خانه نعيميه ديوبند)

''الماء إذا وقعت فيه نجاسة فإن تغير وصفه لم يجز الانتفاع به بحال''(۱)

''إن تغيرت أوصافه لا ينتفع به من كل وجه كالبول''(۲)

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

پاک کپڑا دھونے سے پانی کا مستعمل ہونا:

(۳۹) **سوال:** حضرات مفتیان کرام دار العلوم وقف دیوبند:

مجھے آپ سے ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ میں نے اپنا ایک کپڑا دھویا، اسے تین بار پاک کر کے میں باہر دوسرے نل کے پاس آئی وہاں بالٹی میں پانی رکھا ہوا تھا میں نے وہ کپڑا ایک مرتبہ اس پانی میں بھی بھگو کر نچوڑ دیا اور پھیلا دیا، بالٹی میں جو پانی بچا میں نے اسی سے وضو کر کے نماز پڑھ لی میرے شوہر یہ کہنے لگے کہ یہ بالٹی کا پانی مستعمل پانی ہے، اس سے آپ کی وضو درست نہیں ہوئی اور میں کہہ رہی ہوں کہ وہ کپڑا تو پاک تھا، میں نے وہ کپڑا اس میں دھویا ہی نہیں، وہ تو میں دھو کر لائی تھی وہ تو خالی پاک کپڑا پانی میں بھیگا ہے، اب آپ بتائیں کہ میری وضو و نماز درست ہوئی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: جمیلہ خاتون، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ بالا صورت میں آپ کی بات درست ہے، کپڑا تین مرتبہ پاک کر لیا گیا، تو اب وہ کپڑا پاک ہو گیا، صرف کپڑا پانی میں بھگو دینے سے پانی مستعمل نہیں کہلاتا؛ اس لیے مذکورہ صورت میں بالٹی میں جو پانی تھا اس سے وضو درست ہو گئی اور جب وضو درست ہوئی، تو اس سے نماز بھی درست ہو گئی؛ لیکن اس سے بہتر پانی ہوتے ہوئے طبعی

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الطهارة: باب المياه، مسئلة البئر جحط'': ج۱، ص:۳۵۳۔

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضئ، ومما يتصل بذلك مسائل'': ج۱، ص:۷۸۔

کراہت کی وجہ سے ایسے پانی سے وضونہیں کرنی چاہئے۔

”قلت: أرأيت ثوبا نجسا غسل في إجانة بماء نظيف ثم عصر ولم يهرق ذلك الماء ثم غسل في إجانة أخرى بماء نظيف ثم عصر ولم يهرق ذلك الماء ثم غسل في إجانة أخرى بماء نظيف ثم عصر ما حكم الثوب، قال: قد طهر قلت فهل يجزى من توضأ بالماء الأول أو الثاني أو الثالث؟ قال: لا قلت: فإن توضأ رجل من ذلك وصلى؟ قال يعيد الوضوء والصلاة. قلت: أرأيت إن غسل ذلك الثوب في إجانة أخرى بماء طاهر هل يجزى من توضأ بذلك الماء الرابع؟ قال: قلت: نعم: قلت: لم؟ قال: لأنه لما غسل في الإجانة الثالثة فقد صار طاهرا ثم غسل في الإجانة الرابعة وهو طاهر فلا بأس بأن يتوضأ بذلك الماء الرابع لأنه طاهر“(۱)

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بندروں کا جھوٹا اور اس کی گندگی کا حکم:

(۴۰) **سوال:** ہماری مسجد کی چھت پر پانی کی ٹنکی ہے کبھی اس ٹنکی کا ڈھکن کھلا رہ جاتا ہے بندر اس پانی کو جھوٹا اور کبھی گندگی بھی کر دیتا ہے۔ مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ کیا بندر کا جھوٹا ناپاک ہے؟ اگر ناپاک ہے تو اس کو پاک کرنے کی کیا صورت ہوگی؟ ایسے ہی بندروں نے جو گندگی کی ہے اس کی صفائی کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل ومدلل جواب دینے کی زحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فراز، لکھنؤ

---

(۱) محمد بن الحسن الشيباني، الأصل، ”كتاب الصلاة: باب البئر وما ينجسها“: ج۱، ص:۶۳. (بيروت، دارالكتب العلمية، لبنان)

الجواب باللّٰہ التوفیق: بندر کا جھوٹا ناپاک ہے، عام طور پر ٹینکوں میں موجود پانی ماء راکد قلیل (ٹھہرا ہوا تھوڑا پانی) ہوتا ہے، بندر کے جھوٹا کرنے کی وجہ سے ٹنکی میں موجود پانی کو نکال دے، پانی نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک طرف سے پانی داخل کیا جائے اور دوسری طرف سے نکال دیا جائے جب ٹینک سے پانی نکل جائے گا تو ٹنکی اور پائپ سب پاک ہوجائیں گے "**وسؤر خنزير و كلب وسبع بهائم نجس**"(۱)

"**وقال أبوجعفر الهندواني: يطهر بمجرد الدخول من جانب والخروج من جانب وإن لم يخرج مثل ما كان فيه، وهو أي قول الهندواني اختار الصدر الشهيد حسام الدين لأنه حينئذ يصير جاريًا والجارى لا ينجس ما لم يتغير بالنجاسة**"(۲)

نیز ٹنکی میں اگر بندر بول وبراز (گندگی) کردے تو اس صورت میں پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نجاست اور ٹنکی میں موجود پانی کو اولاً نکالا جائے گا اور اگر ٹنکی زیادہ بڑی ہو یا کسی وجہ سے مکمل خالی کرنا بہت مشکل ہو، تو اس میں ایک طرف سے پانی ڈالا جائے اور ایک طرف سے جاری کردیا جائے، (یعنی مسلسل اس میں پاک پانی آتا رہے اور ناپاک پانی نکلتا رہے) یہاں تک کہ پانی کے تینوں اوصاف (رنگ، مزہ، بو) اپنی اصلی حالت پر آجائیں، تو ٹنکی پاک ہوجائے گی؛ البتہ مسجد کے انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ ٹنکی کو بہتر طریقہ سے ڈھک دیں یا جال وغیرہ لگادیں تاکہ بندر پانی کو ناپاک نہ کرسکیں۔

"**يجب أن يعلم أن الماء الراكد إذا كان كثيراً فهو بمنزلة الماء الجاري لا يتنجس جميعه بوقوع النجاسة في طرف منه إلا أن يتغير لونه أو طعمه أو ريحه. على هذا اتفق العلماء، وبه أخذ عامة المشايخ، وإذا كان قليلاً فهو بمنزلة الحباب والأواني يتنجس بوقوع النجاسة فيه وإن لم تتغير إحدى أوصافه**"(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

كتبه: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: باب المياه، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بھیڑیئے کے نطفے سے پیدا ہوئی بکری کا جھوٹا:

(۴۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہمارے یہاں راجستھان میں بکریاں بہت پالتے ہیں اور جنگلوں میں چراتے ہیں، جنگلوں میں بکریوں کے چرتے ہوئے بھیڑیئے نے بکری سے جفتی کرلی اوراس سے بچہ پیدا ہوا، یہ جو بچہ ہے یہ بکری ہے، اس کے جھوٹے پانی سے متعلق کیا حکم ہے، اسے بھیڑیا سمجھیں یا بکری ہی سمجھیں؟ شرعی حکم کیا ہے، وضاحت درکار ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مشہود، جودھپور، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: جانوروں میں اصلاً ماں کا اعتبار ہوتا ہے، اگر بچہ بھیڑیئے کے پیٹ سے پیدا ہو، تو اسے بھیڑیا اور بکری کے پیٹ سے پیدا ہو، تو اسے بکری ہی کہا جائے گا، مذکورہ صورت میں بھیڑیئے نے بکری سے جفتی کی اور بکری کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوا ہے، تو اسے بکری ہی کہا جائے گا اوراس کا جھوٹا پانی پاک کہلائے گا، اس پانی سے کیا گیا غسل اور وضو وغیرہ درست ہے۔

”لتصريحهم بحل أكل ذئب ولدته شاة اعتباراً للأم وجواز الأكل يستلزم طهارة السؤر كما لا يخفىٰ، قوله لتصريحهم الخ صرح في الهداية وغيرها في الأضحية بجواز الأضحية به حيث قال: والمولود بين الأهلي والوحشي يتبع الأم لأنها الأصل في التبعية حتى إذا نزا الذئب على الشاة يضحى الولد“(۱)

الجواب صحیح:

امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......مطلب في السؤر“: ج۱، ص:۳۸۲.

(۲)إبراهم الحلبي، الحلبي الكبيري، ”كتاب الطهارة: فصل في أحكام الحيض“: ج۱، ص:۸۸.

(۳)برهان الدين، المحيط البرهاني، ”كتاب الطهارات: الفصل الرابع: في المياه التي يجوز التوضوء، في الحياض والعذران والعيون“: ج۱، ص:۹۲.

(۱)ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: باب المياه، مطلب ست تورث النسيان“: ج۱، ص:۳۸۶.

بچوں کے گرائے ہوئے پتھروں سے کنویں کی پاکی یا ناپاکی کا حکم:

(۴۲) **سوال:** بچے اکثر کھیلتے ہوئے کنویں میں ڈھیلے یا پتھر پھینک دیتے ہیں اور ان ڈھیلوں یا پتھروں کے پاک یا ناپاک ہونے کا علم نہیں ہوتا، تو ایسی صورت میں کنویں کا کیا حکم ہوگا اور اگر کنواں ناپاک ہوگا، تو کتنا پانی نکالا جائے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: مہتاب عالم، روڑکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اگر ڈھیلوں یا پتھروں کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو، تو کنواں حسب سابق پاک رہے گا اور اگر ڈھیلوں یا پتھروں پر نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہو، تو کنواں ناپاک ہوگا اور سارا پانی نکالا جائے گا۔

’’ولو وقع في البئر خرقة أو خشبة نجسة ينزح كل الماء‘‘(۱)

’’اليقين لا يزول بالشك، الأصل بقاء ما كان على ما كان‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سوکر اٹھنے پر پانی میں ہاتھ ڈالنا:

(۴۳) **سوال:** سوکر اٹھنے پر آدمی وضو کرتا ہے اگر پانی میں ہاتھ ڈال دے، تو کیا پانی ناپاک ہو جاتا ہے؟ یا سوکر اٹھنے پر پانی میں ہاتھ ڈالنا غلط ہے اور ایسے عام حالات میں جب آدمی جاگا ہوا ہے اور پانی استعمال کرنا چاہتا ہے، تو پانی میں ہاتھ ڈالنا کیسا ہے؟ یہ صورت ہر وقت پیش آتی

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الطهارة‘‘: ج۷، ص:۸؛ وهكذا في الفتاویٰ التاتار خانية، ’’كتاب الطهارة‘‘: ج۱، ص:۳۱۸.

(۲) ابن نجيم، الأشباه والنظائر: ’’القاعدة الثالثة، اليقين لا يزول بالشك‘‘: ص:۱۸۳/۱۸۷. (دارالکتاب دیوبند)

ہے، ہمارے یہاں پانی بڑے برتنوں میں رکھا رہتا ہے، اس میں سے ڈبہ وغیرہ بھرتے ہیں، تو پانی میں ہاتھ پڑتا ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد غیور، پوکرن، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: جب آدمی سوتا ہے، تو اسے یہ معلوم نہیں رہتا کہ اس کا ہاتھ کہاں کہاں لگا ہے، اسی طرح عام غفلت کے وقت بھی آدمی کا ہاتھ بدن میں کسی بھی جگہ لگ جاتا ہے؛ اس لئے جب آدمی سوکر اٹھے، تو اس کے لئے مسنون ہے کہ پہلے ہاتھ دھولے، ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے اندر ہاتھ نہ ڈالے۔

”لحديث الصحيحين: إذا استيقظ أحدكم من منامه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها ولفظ مسلم حتى يغسلها ثلاثاً فإنه لا يدري أين باتت يده“[1]

لیکن اگر پانی میں ہاتھ ڈال ہی دیا، تو پانی ناپاک نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ ہاتھ پر بالیقین ناپاکی نہیں ہے۔ **”اليقين لايزول بالشك“**[2]

الجواب صحیح:

امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گٹر کے ناپاک پانی کا حکم:

(۴۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

آج کل سرکاری پانی کی لائنوں میں عام طور پر گٹر کا پانی ملا ہوا رہتا ہے، کبھی کبھی گٹر کا پانی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ باقاعدہ پانی میں بدبو آتی ہے اور ذائقہ بھی خراب ہوجاتا ہے مسئلہ یہ ہے کہ ٹینک میں

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: مطلب سائر بمعنى باقي، يا بمعنى جميع“: ج۱ص:۲۲۸.

(۲) ابن نجيم، الأشباه والنظائر“: ج۱ص:۱۸۳.

جو جمع شدہ پانی ہے اس کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ کیا سارا پانی نکالنا ہوگا یا اسے اتنا بھر دیا جائے کہ پانی باہر بہنا شروع ہو جائے تو ٹینک پاک ہو جائے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عثمان، بیگوسرائے

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جب کہ واقعۃً گٹر کا پانی ٹینک میں داخل ہو گیا اور اس پانی میں بدبو وغیرہ پیدا ہوگئی یا پانی کا ذائقہ تبدیل ہو گیا، تو یہ پانی شرعاً ناپاک ہے۔ ٹینک کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سارا پانی نکال کر اسے دھولیا جائے یا اگر سارے پانی کا نکالنا ممکن نہ ہو، تو ٹینک میں مزید اس قدر صاف پانی داخل کیا جائے کہ پانی نکل کر بہتا رہے یہاں تک کہ صاف ہو جائے اور رنگ اور بدبو ختم ہو جائے تو پانی پاک ہو جائے گا۔

المحیط البرہانی میں ہے:

''ویجوز التوضؤ بالماء الجاري، ولا یحکم بتنجسه لوقوع النجاسة فیه ما لم یتغیر طعمه أو لونه أو ریحه، وبعدما تغیر أحد هذه الأوصاف وحکم بنجاسته لا یحکم بطهارته ما لم یزل ذلك التغیر بأن یزاد علیه ماء طاهر حتی یزیل ذلك التغیر، وهذا؛ لأن إزالة عین النجاسة عن الماء غیر ممکن فیقام زوال ذلك التغیر الذي حکم بالنجاسة لأجله مقام زوال عین النجاسة''(۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''الماء الجاري بعدما تغیر أحد أوصافه وحکم بنجاسته لا یحکم بطهارته ما لم یزل ذلك التغیر بأن یرد علیه ماء طاهر حتی یزیل ذلك التغیر''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) محمد بن أحمد، المحیط البرهاني، ''کتاب الطهارة: الفصل الرابع في المیاه ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نابالغ اور مجنون کے وضو کا پانی مستعمل ہے یا نہیں؟

(۴۵) **سوال**: حضرات مفتیان کرام: عرض ہے کہ نابالغ یا مجنون کے وضو کرنے سے پانی مستعمل ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوتا تو پانی کے مستعمل نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟ نیز بچہ اگر پانی میں ہاتھ ڈال دے یا پانی میں گر جائے، تو شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید علی، شریف نگر، مراد آباد

الجواب وباللہ التوفیق: مجنون شریعت کا مکلّف نہیں ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے:

''إن القلم رفع عن المجنون حتى يفيق وعن الصبي حتى يدرك وعن النائم حتى يستيقظ''(۱)

پانی کے مستعمل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس سے نجاست کو زائل کیا گیا ہو یا ثواب کی نیت سے استعمال کیا گیا ہو، مجنون اگر کسی پانی سے وضو کرے، تو چونکہ وہ شریعت کی نظر میں ثواب کی نیت کرنے کا اہل نہیں ہے، اس لیے اس کی نیت معتبر نہیں ہوگی اور اس کے وضو کرنے سے پانی مستعمل نہیں ہوگا۔

بچہ اگر سمجھ دار ہے، تو اس کے وضو کا پانی مستعمل شمار ہوگا اور اگر وہ سمجھ دار نہیں ہے اور اس کے بدن یا کپڑے وغیرہ پر کوئی نجاست وغیرہ بھی لگی ہوئی نہیں ہے، تو بچہ کے پانی میں ہاتھ ڈالنے یا پانی میں گرنے کی وجہ سے وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا ایسے پانی کو وضو، غسلِ جنابت اور کپڑے وغیرہ پاک

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......التي يجوز التوضؤ بها والتي لا يجوز التوضؤ بها'': ج۱،ص:۹۰.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الطارة: الباب الثالث في المياه، النوع الأول: الماء الجاري'': ج۱،ص:۶۸۔

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب المحاربين، باب لا يرجم المجنون المجنونة'': ج۲،ص: ۱۰۰۶،رقم:۶۸۱۵۔(كتب خانه نعيميه، ديوبند)

کرنے کے لئے استعمال کرنا جائز ہے اور اگر بچہ سمجھدار نہیں ہے، تو اس کا حکم بھی مجنون کی طرح ہے یعنی وہ ماء مستعمل شمار نہیں ہوگا۔

''وإذا أدخل يده الصبي في إناء على قصد إقامة (القربة)؛ ذكر في هذه المسألة في شيء من الكتب، وقد وصل إلينا أن هذه المسألة صارت واقعة فاختلف فيها فتوى الصدر الشهيد حسام الدين عمر، وفتوى القاضي الإمام جمال الدين ...... قال رحمهما الله: والأشبه أن يصير مستعملا إذا كان الصبي عاقلا؛ لأنه من أهل القربة، ولهذا صح إسلامه وصحت عباداته حتى أمر بالصلاة إذا بلغ سبعا ويضرب عليها إذا بلغ عشرا''(۱)

''ولو توضأ الصبي يصير الماء مستعملًا''(۲)

''وإذا أدخل الصبي يده في الإناء على قصد القربة فالأشبه أن يكون الماء مستعملًا إذا كان الصبي عاقلًا؛ لأنه من أهل القربة''(۳)

خلاصہ:

مجنون یا وہ بچہ جو سمجھدار نہ ہو، پاکی اور ناپاکی کو نہ سمجھتا ہو ایسا بچہ یا مجنون اگر پانی میں ہاتھ ڈال دے، اور دوسرا پانی دستیاب ہو، تو بہتر ہے کہ اس نئے پانی کو وضو، غسل اور کپڑے وغیرہ دھونے میں استعمال کرے؛ اس لئے کہ عام طور پر بچہ اور مجنون پاکی اور ناپاکی میں احتیاط نہیں کر پاتے ہیں۔

علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے: پانی کو اگر حدث اصغر یا اکبر کو دور کرنے یا ثواب کے حصول کے لیے یا فرض کو ساقط کرنے کے لیے استعمال کیا گیا تو وہ پانی بھی ماء مستعمل شمار ہوگا۔

---

(۱) برهان الدين محمود بن أحمد، المحيط البرهاني في الفقه النعماني، ''كتاب الطهارة: الفصل الرابع في المياه التي يجوز، ومما يتصل بهذا الفصل، بيان حكم الأسار'': ج۱، ص: ۱۲۳. (دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

(۲) عثمان بن علي، تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي، ''كتاب الطهارة: الماء المستعمل'': ج۱، ص: ۲۵. (زكريا بك ڈپو ديوبند)

(۳) بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، ''كتاب الطهارة: المقصود بالماء المستعمل وأقسامه'': ج۱، ص: ۴۰۳.

’’(أو) بماء (استعمل لأجل (قربة) أي ثواب ولو مع رفع حدث أو من مميز أو حائض لعادة أو عبادة أو غسل ميت أو يد لأكل أو منه بنية السنة (أو) لأجل (رفع حدث) ولو مع قربة كوضوء محدث ولو للتبرد، فلو توضأ متوضئ لتبرد أو تعليم أو لطين بيده لم يصر مستعملًا اتفاقًا كزيادة على الثلاث بلا نية قربة وكغسل نحو فخذ أو ثوب طاهر أو دابة تؤكل (أو) لأجل (إسقاط فرض) هو الأصل في الاستعمال كما نبه‘‘

’’(قوله: أو من مميز) أي إذا توضأ يريد به التطهير كما في الخانية وهو معلوم من سياق الكلام، وظاهره أنه لو لم يرد به ذلك لم يصر مستعملًا، تأمل‘‘(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ٹینک میں کبوتر گرکر مرگیا تو پاکی کیسے حاصل ہوگی؟

(۴۶) **سوال:** دولاکھ لیٹر پانی کا ایک بڑا ٹینک ہے اس میں کبوتر گرکر مرگیا اور ابھی پھولا پھٹا نہیں ہے، تو اس کا پانی کیسا ہے؟ اگر ناپاک ہے، تو اس سے وضو وغسل کا کیا حکم ہے؟ نماز وغیرہ کے بارے میں تفصیل بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: سمیر، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر ٹینک میں کبوتر گرکر مرگیا، تو ٹینک کا پانی ناپاک ہوگیا ٹینک کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پورا پانی نکال دیا جائے کبوتر بھی نکالا جائے، پھر اس میں پاک

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الطهارة: مبحث الماء المستعمل‘‘: ج۱، ص: ۳۴۸-۳۴۹.

پانی بھر دیا جائے۔

اگر کبوتر کے گرنے کا صحیح وقت معلوم نہ ہو، تو ایسی صورت میں جب کہ پھٹا پھولا نہیں، جس وقت کبوتر کو ٹینک میں دیکھا گیا اسی وقت سے نجاست کا حکم لگے گا اور اب تک جو نمازیں اس پانی سے وضو وغسل کر کے پڑھی گئیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے اور کپڑے جو اس پانی سے دھوئے گئے وہ بھی پاک ہیں۔ اور اگر پھول پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں لوٹانی ہوگی۔

’’ویحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم ...... ومذ ثلثة أيام بلياليها إن انتفخ أو تفسخ استحساناً وقالا من وقت العلم فلا يلزمهم شيء قبله قيل وبه يفتى‘‘(۱)

’’وإذا علم وقت الوقوع أي وقت حيوان مات في البئر حكم بالتنجس من وقته أي من وقت الوقوع وإلا أي وإن لم يعلم فمن يوم وليلة إن لم ينتفخ الواقع أو لم يتفسخ لأن أقل المقادير في باب الصلوٰة يوم وليلة فإن ما دون ذلك ساعات لا يمكن ضبطها لتفاوتها ومن ثلثة أيام وليا ليها إن انتفخ أو تفسخ لأن الانتفاخ دليل التقادم فيقدر وقوعه منذ ثلثة أيام لأنها أقل الجمع‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک ٹینک کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۴۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: گھر

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الطهارة: فصل في البئر‘‘: ج۱، ص: ۲۱۸۔

(۲) عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، ’’كتاب الطهارة: فصل تنزح البئر لوقوع نجس‘‘: ج۱، ص: ۳۴۔

کی ٹنکی؟ اگر وہ ناپاک ہوجائے، تو پاک کیسے ہوگی؟ نیز ٹنکی کا پانی ماء قلیل ہے یا ماء کثیر؟ براہ کرم شرعی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سعدان سلیم، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر ٹنکی میں کوئی نجاست وغیرہ نہیں گری ہے تو وہ ٹنکی خواہ بڑی ہو یا چھوٹی اس کا پانی پاک ہے، اس ٹنکی کے پانی سے گھریلو کام کاج (مثلاً: کھانا بنانے اور کپڑے وغیرہ دھونے) وضواور غسل وغیرہ میں استعمال کرنا بلا کراہت درست ہے؛ البتہ اگر ٹنکی ناپاک ہو، تو ٹنکی پاک کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ٹنکی کے پانی کو (جو ماء راکد کے حکم میں ہے) کسی طرح جاری کردیا جائے اس کی بہتر اور آسان صورت یہ ہے کہ ایک طرف موٹر چلا دیا جائے جس سے پانی ٹینک میں داخل ہونا شروع ہوجائے گا اور دوسری طرف اس ٹینک سے نکلنے والا پائپ کا نل (ٹونٹی) کھولدیا جائے جب اتنا پانی جتنا موجود تھا نکل جائے اور پانی سے نجاست کا اثر رنگ، بو، مزہ وغیرہ ختم ہوجائے تو اب یہ ٹینک اور اس کا پانی پاک ہوجائے گا۔

"ویجوز التوضوء بالماء الجاري، ولا یحکم بتنجسه لوقوع النجاسة فیه مالم یتغیر طعمه أو لونه أو ریحه وبعد ما تغیر أحد هذه الأوصاف وحکم بنجاسة لا یحکم بطهارته ما لم یزل ذلك التغیر بأن یزاد علیه ماء طاهر حتی نزیل ذلك التغیر وهذا؛ لأن إزالة عین النجاسة عن الماء غیر ممکن فیقام زوال ذلك التغیر الذي حکم بالنجاسة لأجله مقام زوال عین النجاسة"[1]

"فتاوی عالمگیریہ" میں ہے:

"حوض صغیر تنجّس ماؤہ فدخل الماء الطّاهر فیه من جانب وسال ماء الحوض من جانب آخر کان الفقیه أبوجعفر یقول: کما سال ماء الحوض من

---

(۱) برهان الدین محمود بن أحمد، المحیط البرهاني، "کتاب الطهارة: الماء المستعمل": ج۱، ص:۸۳.

الجانب الآخر یحکم بطھارۃ الحوض الخ‘‘(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

نل کا گدلا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

(۴۸)**سوال:** نل کا پانی بعض مرتبہ ایسا گدلا ہوتا ہے کہ برتن کی تہہ نظر نہیں آتی، جالی کے پھٹنے سے شاید اس طرح کا پانی آتا ہے، تو کیا اس سے وضو کرنا یا کپڑا پاک کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نور العین، آسام

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا مٹیالا پانی جس کی رقت وسیلان باقی ہو اور اس کو پانی ہی کہا جاتا ہو اس سے وضو کرنا اور کپڑے کو پاک کرنا درست ہے؛ اس لیے صورت مسئولہ میں گدلے پانی سے وضو کرنا درست ہے۔

’’الطین والجص والنورۃ فإن التوضؤ بالماء الذي اختلط بہ ھذہ الأشیاء یجوز بالاتفاق إذا کان الخلط بہ قلیلاً ...... فإن کانت رقتہ باقیۃ جاز الوضوء بہ وإن صار ثخیناً بحیث زالت عنہ رقتہ الأصلیۃ لم یجز‘‘(۲)

’’الماء الذي خالطہ شيء من الطین یجوز الوضوء بہ اجماعاً لبقاء اسم الماء المطلق‘‘(۳)

(۱) جماعۃ من علماء الھند، الفتاویٰ الھندیۃ، ’’کتاب الطھارۃ: الباب الثالث في المیاہ، الفصل الأول فیما یجوز بہ التوضوء‘‘: ج۱،ص:۱۷۔

(۲) بدر الدین العیني، البنایۃ شرح الھدایۃ، ’’کتاب الطھاقر: الطھارۃ بالماء الذي خالطہ شيء طاھر‘‘: ج۱، ص:۳۶۵.

(۳)عبد اللہ بن محمود الحنفي، الاختیار لتعلیل المختار، ’’کتاب الطھارۃ: فصل في الماء الذین یجوز التطھیر بہ، حکم الماء الراکد‘‘: ج۱،ص:۶۶. (دار الرسالۃ العالمیۃ، لبنان)

''وذلك كماء المد أي السيل فإنه يختلط بالتراب والأوراق والأشجار فما دامت رقة الماء غالبة تجوز به الطهارة وإن تغيرت أوصافه كلها وإن صار الطين غالباً لا تجوز''[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) عبد الغني بن طالب الحنفي، اللباب في شرح الكتاب، ''كتاب الطهارة'': ج۱،ص:۱۹. (دارالعلم دیوبند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الوضوء
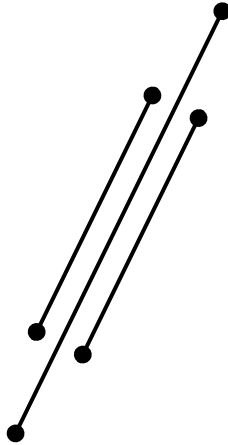
فصل اوّل: استنجا کا بیان

فصل ثانی: وضو کا بیان

فصل ثالث: مسواک کا بیان

فصل رابع: نواقض وضو کا بیان

فصل خامس: مسح کا بیان

فصل اوّل

استنجا کا بیان

استنجا کے بعد پانی یا ڈھیلے کا استعمال کرنا:

(۱) **سوال**: پیشاب کے بعد صرف ڈھیلا یا صرف پانی کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: ظفر احمد کشمیر، متعلّم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہتر تو یہ ہے کہ پانی اور ڈھیلا دونوں کو جمع کرلیا جائے دوسرے نمبر پر صرف پانی پر اکتفاء کیا جائے؛ لیکن اگر پانی نہ ہو، تو مجبوراً ڈھیلے پر اکتفا کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۳/۷: ۱۴۱۸ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کاغذ (ٹیشو پیپر) سے استنجے کرنا:

(۲) **سوال**: چھوٹے استنجے کے لیے کاغذ (ٹیشو پیپر) کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: جناب نجب صاحب، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو کاغذ استنجے کے لیے بنائے گئے ہیں، ان کا استعمال ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے مانند ہے؛ اگرچہ اس میں مٹی والے فوائد نہیں ہیں؛ لیکن پانی کے قائم مقام یہ کاغذ نہیں ہے؛ لہٰذا اس کاغذ کو استعمال کرنے کے بعد پانی کا استعمال کیا جانا چاہیے، اگر

(۱) ثم إعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل، و يليه في الفضل، الاقتصار على الماء، و يليه الاقتصار على الحجر، و تحصل السنة بالكل و إن تفاوت الفضل. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الطهارة، مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل،" ج۱، ص:۵۵۰)؛ والاستنجاء بالماء أفضل (علي بن عثمان، الفتاویٰ السراجيه، "كتاب الطهارة، باب الاستنجاء،" ج۱، ص:۶۱)؛ و الإستنجاء نوعان: أحدهما بالماء، والثاني بالحجر أو بالمدر أو ما يقوم مقامهما من الخشب أو التراب، والاستنجاء بالماء أفضل (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانيه، "كتاب الطهارة، نوع منه في بيان سنن الوضوء و آدابه،" ج۱، ص:۲۱۱)

مجبوری ہو (پانی اور ڈھیلا نہ ملے، یا بیماری کی وجہ سے پانی نقصان دہ ہو)، تو اس کاغذ پر اکتفاء کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۵/۱۳: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کس ہاتھ سے استنجا کرنا چاہیے؟

(۳) **سوال**: استنجا کون سے ہاتھ سے کرنا چاہیے؟ کیا دونوں ہاتھوں سے استنجا کرنا صحیح ہے؟ شرعی حکم کیا ہے؟

المستفتی: عبدالصمد، کرناٹکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: استنجا بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے، دائیں ہاتھ سے بلا عذر استنجا کرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۴/۱۴: ۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و یسنّ أن یستنجي بحجر منق و نحوه من کل طاهر مزیل بلا ضرر، ولیس متقوما ولا محترماً قوله (و نحوه من کل طاهر الخ) کالمدر، وهو الطین الیابس، والتراب، والخلقة البالیة، والجلد الممتهن. قال في المفید: و کل شيء طاهر غیر متقوم یعمل عمل الحجر. (طحطاوي، حاشیةالطحطاوي علی المراقي، ج۱، ص:۴۵)؛و کره تحریماًبعظم و طعام و روث و آجرّ و خزف و زجاج و شيء محترم. قال الشامي : و قوله (و شيء محترم) ...... أما غیر المحترم ...... فیجوز الاستنجاء به.(ابن عابدین، رد المحتار علی الدر ، ''کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قلیل،'' ج۱،ص:۵۴۸،مکتبة زکریا دیوبند)

(۲) و کره بعظم و طعام و وروث و آجر و خذف و زجاج و شيء محترم کخرقة دیباج و یمین ولا عذر بیسراه. (ابن عابدین، الدر المختار مع ردالمحتار، ''کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب: إذا دخل المستنجي في ماء قلیل،'' ج۱،ص:۵۵۲)؛و یکره الإستنجاء بالید الیمنی (عالم بن العلاء، تاتارخانیه، ''نوع منه في سنن الوضو آدابه،'' ج۱،ص:۲۱۱)،و یکره الاستنجاء بالعظم...... و هکذا بالیمین، هکذا في التبیین. و إذا کان بالیسری عذر یمنع الاستنجاء بها، جاز أن یستنجي بیمینه من غیر کراهة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ''کتاب الطهارة، الباب السابع: في النجاسة و أحکامها، الفصل الثالث، في الاستنجاء،'' ج۱،ص:۱۰۵)

تعویذ کی انگوٹھی پہن کر استنجا کرنا:

(۴)**سوال**: انگوٹھی میں حروف مقطعات کا تعویز ہے جو شیشے وغیرہ سے بالکل چھپا دیا جاتا ہے، اس کو لیٹرین میں لے کر جانا کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالحمید، میواتی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کی گنجائش ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ طہارت اس ہاتھ سے نہ کرے، جس میں انگوٹھی ہے؛ مناسب ہے کہ تعویز ہو یا انگوٹھی اس کو نکال کر ہی جائے۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۱۹: ۱۴۱۹ھ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

بغیر استنجا کیے نماز پڑھ لینا:

(۵)**سوال**: ایک شخص نے پیشاب کر کے استنجا نہیں کیا، قطرے کا بھی مرض اس کو نہیں ہے اور بھولے سے نماز بھی پڑھ لیا، تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عبدالاحد، مید پور، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں پیشاب کا قطرہ کپڑے پر لگا ہوگا؛ مگر وہ اتنی مقدار میں نہیں ہوتا کہ نماز کے لئے مانع ہو؛ اس لیے نماز درست ہوگئی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے مگر آئندہ ایسا نہ کریں، نماز جیسی اہم عبادت کو ذرا سی لاپرواہی (استنجا نہ کرنا) سے ناقص کر دینا اچھا

---

(۱) قلت لكن نقلوا عندنا أن للحروف حرمة ولو مقطعة. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب : إذا دخل المستنجي في ماء قليل،" ج۱،ص:۵۵۲)؛و يكره أن يدخل في الخلاء و معه خاتم عليه اسم الله تعالىٰ أو شيء من القرآن. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، "كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث في الاستنجاء، الإستنجاء على خمسة أوجه،" ج۱،ص:۱۰۶)؛وعن أنس رضى الله عنه: كان رسول الله ﷺ إذا دخل الخلاء وضع خاتمه. (بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، "كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء،" ج۱،ص:۷۴۵)

نہیں ہے، کیوں کہ اگر اس طرح پیشاب کے قطرات کی زیادہ مقدار ہوگئی، تو ظاہر ہے کہ نماز نہ ہوگی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۶/۱۵: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ڈھیلے کے بجائے پانی سے استنجا کرنا:

(۶) **سوال**: ہمارے امام صاحب اکثر ڈھیلے سے استنجا نہیں کرتے ہیں؛ بلکہ پانی سے اچھی طرح استنجا کرتے ہیں، تو ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مستری نور الحسن، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ان کی امامت درست ہے۔ کتب فقہ میں ہے کہ صرف پانی یا صرف ڈھیلے سے استنجا کرنے سے سنت استنجا حاصل ہو جاتی ہے؛ لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ دونوں سے استنجا کرے۔

فتاویٰ شامی میں ہے: ثم إعلم أن الجمع بین الماء والحجر أفضل ویلیه في الفضل الاقتصار علی الماء أو علی الحجر وتحصل السنة بالکل۔ (۲)

و غسله بالماء أفضل لقوله تعالیٰ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا نزلت في أقوام کانوا یتبعون الحجارة الماء ثم هو أدب و قیل سنة في زماننا۔ (۳)

الأفضل الجمع بینهما، فإذا اقتصر علی أحدهما فالماء أولی. و إن اقتصر

---

(۱) و أما الفرض فهي ما إذا كانت النجاسة أكثر من قدر الدرهم، و أما السنة إذا كانت النجاسة أقل من قدر الدرهم فالاستنجاء حينئذ سنة. والدليل أن المراد عدم الوجوب لأن قدر الدرهم معفو، فعلم أن الاستنجاء ليس بواجب. (بدرالدين العينى، البنايه شرح الهداية، "فصل في الاستنجاء،" ج۱،ص:۷۴۸)؛ والاستنجاء سنة. (المرغيناني، هداية، "كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء،" ج۱،ص:۷۸)؛ والغسل سنة و يجب إن جاوز المخرج نجس. ("ابن، عابدين، در المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب إذا دخل المستنجى في ماء قليل،" ج۱،ص:۵۴۹-۵۵۰)؛ و في موضع آخر منه، و عفا الشارع عن قدر درهم و إن كره تحريما فيجب غسله و ما دونه تنزيها فيسن و فوقه مبطل فيفرض. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، باب الأنجاس،" ج۱،ص:۵۲۰)

(۲) ابن عابدين، ردالمحتار، "كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل،" ج۱،ص:۵۵۰

(۳) المرغيناني، هداية، "كتاب الطهارات، فصل في الاستنجاء،" ج۱،ص:۷۹۔

على الحجر جاز.[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۶/۵: ۱۴۱۹ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

استنجا کے لیے وہی ڈھیلا دوبارہ استعمال کرنے کا حکم:

(۷) **سوال:** جس ڈھیلے سے استنجا کرلیا گیا ہے، اگر اس کو دوبارہ استعمال کریں، تو یہ صورت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: رشید احمد قاسمی، مدرسہ عربیہ، رسولپور

الجواب وباللہ التوفیق: جس ڈھیلے سے استنجا کرلیا گیا ہے، پھر دوبارہ اسی سے استنجا کرنا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر اس کے دوسرے کنارے سے استنجا کرے، تو پاکی حاصل ہوجائے گی۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲/۱۴: ۱۴۲۷ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بیت الخلا جاتے وقت کی مختلف دعائیں:

(۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

میں بیت الخلا جاتے وقت ”أللهم إني أعوذ بالله من الخبث و الخبائث“ پڑھتا

---

(۱) بدرالدين العيني، البنايه شرح الهداية، ”كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء،“ ج۱،ص:۷۵۶

(۲) وكره تحريما بعظم و طعام و روث يابس كعذرة يابسة و حجر استنجى به إلابطرف آخر أي لم تصبه النجاسة. (ابن عابدين، ردالمحتار، ”كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل،“ ج۱،ص:۵۵۱)؛ ولا يستنجي بالأشياء النجسة، و كذا لا يستنجي بحجر استنجى به مرة هو أو غيره إلا إذا كان حجراً له أحرف، له أن يستنجي كل مرة بطرف لم يستنج به فيجوز من غير كراهة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ”كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الاستنجاء،“ ج۱،ص:۱۰۵)

ہوں ؛ مگر ایک دن میں نے مناجات مقبول دعائیں دیکھی جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی ہے اس میں بیت الخلا میں جانے کی دعا اس طرح لکھی تھی ''**بسم الله أللهم إني أعوذ بك من الخبث و الخبائث**'' اب معلوم یہ کرنا ہے کہ میں بیت الخلا جاتے وقت کون سی دعا پڑھوں، بسم اللہ والی یا بغیر بسم اللہ والی؟

المستفتی: محمد فیض دہلی

الجواب وبالله التوفيق: بیت الخلا میں جاتے وقت دعا میں تین قسم کے الفاظ حدیث میں مذکور ہیں اور تینوں مصنف ابن ابی شیبہ میں ہیں:

عن أنس بن مالك قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء، قال: أعوذ بالله من الخبث، والخبائث (۱)

عن زيد بن أرقم، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن هذه الحشوش محتضرة، فإذا دخل أحدكم فليقل: أللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث (۲)

عن أنس: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل الخلاء، قال: بسم الله أللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث'' (۳)

ان تینوں میں کوئی بھی دعا پڑھ سکتے ہیں؛ البتہ مناجات مقبول میں جو دعا ہے، وہ معنی کے اعتبار سے زیادہ جامع ہے، اس لیے اس کا پڑھنا بھی درست ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی ۲۴/۵/ ۱۴۴۱ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

استنجا کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم:

(۹) **سوال**: غسل کا طریقہ یہ لکھا ہوا ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ دھونا چاہئے، پھر استنجا اس

(۱) أخرجه ابن أبي شيبة، في مصنفه، حققه محمد عوامه، كتاب الطهارة، ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ج۱، ص:۲۱۹، رقم:۱ (بيروت : دار ارقم، لبنان)

(۲) ایضاً، ج۱، ص:۲۲۱، رقم:۲۹۸۹۹ (۳) ایضاً، ج۱، ص:۲۲۳، رقم:۲۹۹۰۲

کے بعد وضو۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ استنجا کے بعد دوبارہ دونوں ہاتھ دھونے چاہیے یا نہیں؟

المستفتی: مشتاق احمد صاحب، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: جی ہاں دھونا چاہیے۔[۱]

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم قاسمی　　**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۳/۸: ۱۴۱۹ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مغربی طرز کے بنے استنجا خانے کے استعمال کا حکم:

(۱۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

آج کل مغربی طرز کے استنجا خانے عام ہوتے جارہے ہیں، ایئرپورٹ اور پبلک مقام پر اس طرح کے پیشاب خانے بنائے جارہے ہیں، جس میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ہوتا ہے؛ ایسے پیشاب خانے کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ، مید پور، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: مغربی طرز کے بنے ہوئے استنجا خانے جس میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ہوتا ہے، ان کا استعمال مکروہ ہے؛ اس لیے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو فقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے؛ ہاں عذر کی بنا پر یا اس وجہ سے کہ کوئی متبادل نہ ہو اور دوسری جگہ جا کر استنجا کرنا دشوار ہو، تو عارضی طور پر اس طرح کے پیشاب خانے کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ **وأن يبول قائما أو مضطجعا أو مجردا من ثوبه بلا عذر.**[۲]

الجواب صحیح:　　فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی　　**کتبہ**: امانت علی قاسمی ۱۰/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند　　مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) والغسل بالماء إلى أنه يقع في قلبه له طهر مالم يكن موسوسا فيقدر بثلاث، (ابن عابدين الدر المختار، ”كتاب الطهارة، فصل في الاستنجاء،“ ج۱، ص: ۵۴۹)؛ والبداءة (بغسل اليدين...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کموڈ پر استنجا کا حکم:

(۱۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کموڈ نما فلش ہے، جس پر بیٹھ کر قضائے حاجت کی جاتی ہے، آج کل اس کا استعمال دفاتر ہوٹلز، ایئرپورٹس اور یونیورسٹیز سے لے کر گھروں تک عام ہوتا چلا جارہا ہے۔ عام طور پر ہوٹلوں میں اسی طرح کے کموڈ ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ نہیں ہوتے ہیں، اس پر استنجا کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بسا اوقات مجبوری بھی ہوجاتی ہے، اسپتالوں میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا نظم نہیں ہوتا ہے۔

المستفتی: محمد عابد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: احتیاط کے ساتھ کموڈ کا استعمال کرنا جائز ہے، تاکہ جسم اور کپڑے پر چھینٹے نہ پڑیں؛ البتہ بہتر اور صحت بخش طریقہ وہی ہے، جو فطری ہے اور جسے محمد ﷺ نے اپنایا ہے۔ جدید ریسرچ کے مطابق اگر اس فطری طریقے کے مطابق قضائے حاجت کے لیے بیٹھا جائے، تو اپنڈے سائیٹس (Appendiesitis) دائمی قبض، بواسیر (Piles)، گردوں کے امراض، گیس، تبخیر اور بدہضمی وغیرہ جیسے امراض ختم ہوجاتے ہیں [۱] علاوہ ازیں ایک روایت میں ہے کہ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **علّمنا رسول اللہ ﷺ: إذا دخل أحدنا الخلاء أن یعتمد علی الیسری و ینصب الیمنی.** [۲]

جو لوگ کموڈ کا استعمال کرتے ہیں ان کو مندرجہ ذیل آداب کا خیال رکھنا چاہیے (۱) اگر کموڈ صرف آپ کے ذاتی استعمال میں نہیں ہے (بلکہ مشترکہ یا پبلک کموڈ ہے) تو آپ کو اس کی سیٹ کی

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الطاھرتین ثلاثا) قبل الإستنجاء و بعدہٗ .(ابن عابدین،رد المحتار علی الدر المختار، ''سنن الوضوء،'' ج۱،ص:۲۲۶-۲۲۷)

(۲)ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، مطلب: القول المرجح علی الفعل،'' ج۱،ص:۵۵۷)؛ویکرہ البول قائما لتنجسه غالبا إلا من عذر کوجع بصلبه. (طحطاوی،حاشیة الطحطاوي علی المراقي، فصل فیما یجوز به الاستنجاء، ج۱،ص:۵۴، دارالکتاب دیوبند)

(۱) محمد طارق محمود چغتائی، سنت نبوی اور جدید سائنس، حاجت ضروریہ اور جدید سائنس، ج۱،ص:۱۹۰

(۲) أخرجه البیهقي، في سننه، ''کتاب الطھارۃ، باب تغطیة الراس عند دخول الخلاء والاعتماد،'' ج۱، ص:۹۶(بیروت: دارالکتب العلمیة، لبنان)

طہارت پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔اس پر بیٹھنے سے قبل اسے دھوکر ٹشو پیپر سے خشک کرلیں (۲) کموڈ پر بیٹھنے سے قبل اس پر ٹشو پیپر کو اس طرح بچھالیں کہ ٹشو کا کوئی حصہ دائیں بائیں لٹکا ہوا نہ ہو اور سیٹ کی طرح ٹشو بھی مکمل طور پر خشک ہو (۳)۔بول و براز سے قبل کموڈ کے باؤل میں پانی کی سطح کے اوپر ٹشو پیپر کے اتنے ٹکڑے ڈال لیں کہ دورانِ فراغت نیچے کا پانی اچھل کر جسم کو نہ لگے (۴)۔بول و براز سے فراغت کے بعد پہلے فلش کو چلا کر غلاظت کو پانی بہادیں اس احتیاط کے ساتھ کہ اس دوران فلش کا پانی اچھل کر آپ کے جسم کو نہ لگے (۵) اب جسم دھلا ہوا اور خشک ہوگا۔اب سیٹ سے اٹھ کر سیٹ کا ٹشو بھی باؤل میں گرادیں اور ایک مرتبہ پھر فلش سے پانی کو بہادیں (۷) گندے اور آلودہ ہاتھ کو پہلے ڈیٹول صابن سے دھوئیں، پھر عام ٹوائیلیٹ صابن سے دونوں ہاتھ دھوکر پاک کرلیں۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ :امانت علی قاسمی ۹/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح :

محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی،

محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

قبرستان میں استنجا کرنا:

(۱۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے یہاں آبادی کے قریب قبرستان ہے، بعض لوگ قبرستان میں استنجا کرلیتے ہیں اور بعض مرتبہ کسی پرانی قبر پر بھی، اسی طرح بعض لوگ قبرستان میں گوبر وغیرہ ڈالتے ہیں، قبروں کی بے حرمتی ظاہر ہوتی ہے، ایسا کرنا درست ہے یا نہیں اور ایسا کرنے والوں کو روکنا ضروری ہے یا نہیں؟ شرعی مسئلہ بتاکر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: ریاست علی، شاہپور، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: قبرستان ایسی جگہ کا نام ہے کہ وہاں جاکر آدمی کو آخرت اور اللہ تعالیٰ کی رضاء کے کام کرنے کی طرف توجہ ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت

قبور کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس سے آخرت کی طرف توجہ ہوتی ہے، کسی قبر پر یا قبروں کے قریب استنجا کرنا یا گوبر وغیرہ ڈالنا حماقت وجہالت ہے، یہ صورت بالکل ناجائز ہے، لوگوں کو اس سے روکا جائے اور قبرستان کی حفاظت کے جو عرفی طریقے ہیں وہ اختیار کیے جائیں۔

''یحرم قضاء الحاجة فوق المقبرة وعلة ذلك ظاهرة فإن المقابر محل عظات وعبرة فمن سوء الأدب والخلق أن يكشف الإنسان فوقها سوئته ويلوثها بالأقذار الخارجة منه على أنه قد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه حث على زيارة القبور لتذكر الآخرة فمن الجهل والحماقة أن يتخذ الناس الأماكن التي تزار للتذكر والاعتبار محلا للبول والتبرز''[1]

''وفي مقابر لأن الميت يتأذي بما يتأذي به الحي والظاهر أنها تحريمية''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

پانی سے استنجا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(۱۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں! پانی سے استنجا کرنے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ اس کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ از روئے شریعت رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سلیمان، رانچی

الجواب وباللہ التوفیق: پانی سے استنجا کرنا شرعاً درست ہے؛ البتہ استنجا کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے ہاتھ کو کلائی تک دھولے پھر مقعد کو خوب ڈھیلا کر کے (اگر روزہ دار نہ ہو) بائیں ہاتھ

(۱) عبد الرحمن الجزيري، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، ''كتاب الطهارة: محبث آداب قضاء الحاجة''، ج۱،ص:۹۱. (بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مطلب القول المرجح على الفعل''، ج۱،ص:۵۵۶۔

سے خوب استنجا کرے ''أن النبي صلى الله عليه وسلم كان "إذا بال نتر ذكره ثلاث نترات ''[1] اور بیچ کی انگلی کو ابتدا میں باقی انگلیوں سے کچھ اونچا کرے اور اس سے مقام نجاست کو دھوئے، پھر چھوٹی انگلی (جس کو عرف میں کنی انگلی کہتے ہیں) کے پاس کی انگلی اٹھائے اور اس سے اس مقام کو دھوئے، پھر چھوٹی انگلی کو اٹھائے اور پھر انگوٹھے کے پاس کی انگلی اٹھائے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو اس قدر دھونے میں مبالغہ کرے کہ اس کو یقین یا غالب گمان ہو جائے کہ صفائی ہوگئی ہے اور چکنائی بھی دور ہوگئی ہے اور اگر روزہ دار ہو، تو زیادتی نہ کرے اور نہ زیادہ پھیل کر بیٹھے، دھونے کی کچھ حد مقرر نہیں ہے، اگر کوئی شخص وسوسہ والا ہے تو اپنے لیے تین مرتبہ دھونے کی مقدار مقرر کرلے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

''وصفة الاستنجاء بالماء أن يستنجي بيده اليسرى بعدما استرخى كل الاسترخاء إذا لم يكن صائما ويصعد أصبعه الوسطى على سائر الأصابع قليلا في ابتداء الاستنجاء ويغسل موضعها ثم يصعد بنصره ويغسل موضعها ثم يصعد خنصره ثم سبابته فيغسل حتى يطمئن قلبه أنه قد طهر بيقين أو غلبه ظن ويبالغ فيه إلا أن يكون صائما ولا يقدر بالعدد إلا أن يكون موسوسا فيقدر في حقه بالثلاث. كذا في التبيين''[2]

مزید فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

استنجا میں تین انگلیوں سے زیادہ استعمال نہ کرے انگلیوں کی چوڑائی سے استنجا کرے انگلیوں کی پشت اور سر سے استنجا نہ کیا جائے پانی نرمی سے آہستہ آہستہ ڈالے پانی ڈالنے میں سختی نہ کرے، بعض علماء نے کہا ہے کہ انگلیوں کا استعمال نہ کرے؛ بلکہ ہتھیلی سے دھونا کافی ہے ایسے ہی عورت کے لئے بہتر ہے کہ کشادہ ہو کر بیٹھے ہتھیلی سے اوپر اوپر دھولے۔

''ولا يستعمل في الاستنجاء إلا أكثر من ثلاث أصابع ويستنجي بعرض الأصابع لا برءوسها، كذا في محيط السرخسي ويصب الماء بالرفق ولا يضرب بالعنف، كذا في المضمرات ويدلك برفق. وقال عامة المشايخ: يكفيه الغسل

---

(۱) أخرجه البيهقي، في سننه، "كتاب الطهارة: باب الاستبراء عن البول": ج۱، ص:۱۸۲، رقم:۵۵۲۔

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، "كتاب الطهارة: الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الثالث: فى الاستنجاء صفة الاستنجاء بالماء": ج:۱، ص:۳۰۱

بكفه من غير أن يرفع أصبعه وقال عامتهم: تجلس المرأة منفرجة وتغسل ما ظهر بكفها ولا تدخل أصبعها، كذا في السراج الوهاج وهو المختار، هكذا في التتارخانية ناقلا عن الصيرفية وتكون أفرج من الرجل كذا في المضمرات''[1]

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۱۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

استنجا جاتے ہوئے دعا بھول جائے تو:

(۱۴) **سوال:** میں استنجا کرنے جاتے ہوئے دعا پڑھتا ہوں؛ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعا پڑھنی بھول جاتا ہوں، پھر استنجا کرتے ہوئے یاد آتا ہے کہ دعا تو پڑھی ہی نہیں، تو مجھے اس وقت دعا پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟ اور میرے لئے کیا صورت مناسب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد تفضّل، بیڑ، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ بالا صورت میں جب استنجا کے لیے جاتے ہوئے دعا یاد نہیں رہی، تو گندی جگہ پر پہونچنے سے پہلے اور ستر کھولنے سے پہلے دعا یاد آجائے، تو دعا پڑھ لینی چاہئے؛ لیکن اگر بیت الخلا میں گندی جگہ ہے یا ستر کھول چکا ہے، تو اب زبان سے دعا نہ پڑھے، ہاں بہتر ہے کہ دل ہی دل میں دعاء پڑھ لے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعاء پر بھی اجر عطا فرمائیں گے۔

''قبل الاستنجاء وبعده إلا حال انكشاف وفي محل نجاسة فيسمى بقلبه، قال ابن عابدين: فلو نسي فيها سمى بقلبه ولا يحرك لسانه تعظيماً لإسم اللّٰه تعالىٰ''[2]

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۱۶ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أیضاً:

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الطهارة: مطلب سائر بمعنى باقي لا بمعنى جميع'': ج ۱، ص: ۲۲۷۔

مقطوع الیدین کے استنجا کا حکم:

(۱۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام: مسئلہ پوچھنا ہے کہ اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ نہ ہوں، یا بایاں ہاتھ کٹ گیا ہو، یا بیماری کی وجہ سے وہ ہاتھ کام نہ کرتا ہوتو وہ شخص استنجا کیسے کرے گا؟ کیا اس شخص سے استنجا ساقط ہو جائے گا؟ اس سلسلے میں شرعی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عدنان، بیگوسرائے

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں، یا کٹ جائیں اوراس کی بیوی نہ ہو جو پانی ڈال سکے، تو وہ شخص استنجا نہ کرے یعنی اس سے استنجا ساقط ہوگیا اور اگر بایاں ہاتھ نہ ہو اور دایاں ہاتھ موجود ہو، تو داہنے ہاتھ سے وہ شخص استنجا کرے گا۔ ”**لو شلت یدہ الیسری ولا یقدر أن یستنجی بھا إن لم یجد من یصب الماء لا یستنجی وإن قدر علی الماء الجاری یستنجی بیمینہ، کذا في الخلاصۃ**“(۱)

اور اگر کوئی شخص بیمار ہو اس کی بیوی بھی نہ ہو اور اس کا بیٹا یا بھائی موجود ہو اور وہ بیمار شخص خود وضو اور استنجا کرنے پر قادر نہ ہو، تو اس کو اس کا بیٹا یا بھائی وضو کرا دے اور استنجا اس بیمار شخص سے ساقط ہو جائے گا ”**الرجل المریض إذا لم یکن لہ امرأۃ ولا أمۃ ولہ ابن أو أخ وھو لا یقدر علی الوضوء فإنہ یوضئہ ابنہ أو أخوہ غیر الاستنجاء فإنہ لا یمس فرجہ وسقط عنہ الاستنجاء، کذا في المحیط**“(۲) اسی طرح اگر بیمار عورت کا شوہر نہ ہو اور وہ وضو کرنے سے عاجز ہو اور اس بیمار عورت کی بیٹی یا بہن ہو، تو وہ اس کو وضو کرا دے اور استنجا اس بیمار عورت سے ساقط ہو جائے گا۔

”**المرأۃ المریضۃ إذا لم یکن لھا زوج وعجزت عن الوضوء ولھا ابنۃ أو أخت توضئھا ویسقط عنھا الاستنجاء، کذا في فتاوی قاضي خان**“(۳)

(۱) جماعۃ من علماء الھند، الفتاویٰ الھندیۃ، ”کتاب الطھارۃ: الباب التاسع في النجاسۃ وأحکامھا، الفصل الثالث: في الاستنجاء صفۃ الاستنجاء بالماء“: ج۱،ص:۴۹،۱۰۵۔

(۲) أیضًا: (۳) أیضًا:

تاہم اگر گندگی پھیلنے یا اس سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو تو مرد کے لئے کوئی مرد اور عورت کے لئے کوئی عورت نجاست کو ہٹائے اور صفائی کردے، پردہ کا حتی الامکان خیال رکھے، نجاست دور کرتے وقت کپڑا یا گلپس وغیرہ کو حائل بنالے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کاغذ پر بول وبراز کرنا کیسا ہے؟

(۱۶) **سوال**: ساؤتھ انڈیا میں عام رواج ہے کہ والدہ چھوٹے بچوں کو کاغذ بچھا کر پیشاب پاخانہ کے لئے بٹھاتی ہے، تو اس پر پیشاب، پاخانہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز سادہ کاغذ پر بول وبراز کرانا کیسا ہے؟ ''بینوا توجروا''

فقط: والسلام

المستفتی: شمس الحق، کرلا، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: کاغذ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ٹیشو پیپر جو ایسی ہی ضروریات کے لئے بنائے جاتے ہیں، دوسرے عام کاغذ جو حصول علم کا ذریعہ ہے، اس دوسرے کاغذ کے استعمال میں مذکورہ رواج غلط ہے اس کا ترک ضروری ہے، کاغذ لکھا ہوا ہو یا کورا بہر صورت اس پر پیشاب وغیرہ ممنوع ہے۔ کہ کاغذ حصول علم کا ذریعہ ہے اس بناء پر قابل احترام ہے۔

''وکذا ورق الکتابة لصقالته وتقومه وله احترام أیضا لکونه آلة کتابة العلم''(۱)

جو حال درخت کے پتوں کا ہے وہی حال کاغذ کا ہے۔ یعنی کاغذ بھی پتوں کی طرح چکنا ہے۔ (نجاست دور نہ کرے گا بلکہ اور بھی پھیلا دے گا) اور قیمتی بھی ہے اور شریعت میں اس کی حرمت بھی

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الطهارة: فصل في الاستنجاء: ج ۱، ص: ۵۱۳؛ وفتاویٰ رحیمیہ، ج ۴، ص: ۲۵۔

ہے اس لئے کہ وہ علم کا آلہ ہے۔

’’(أو استنجى برجيع دابة أو عظم)، إذا كانت الدابة مما يؤكل لحمه فهو ممنوع الاستنجاء برجيعها؛ لأنه جاء ما يدل على أن الروث يكون علفاً لدواب الجن، والعظم يكون طعاماً للجن، وأما إذا كان من غير مأكول اللحم فإنه نجس والنجاسة لا تزال بالنجاسة، فما يؤكل لحمه كالإبل والبقر والخيل وغير ذلك من مأكول اللحم فهذا هو الذى يكون رجيعه علفاً لدواب الجن، وأما ما لا يؤكل لحمه فأرواثه نجسة، فلا تزال بها النجاسة؛ لأنها تزيد النجاسة نجاسة، ويمكن أيضاً أنها تنشر النجاسة فى أماكن أخرى غير المكان الذي عليه النجاسة في الأصل. قوله: (فإن محمداً –صلى الله عليه وسلم – بريء منه)، هذا يدل على تحريم ذلك، وفيه: أن هذه الأمور التي وصف من فعلها بأن النبي صلى الله عليه وسلم برئ منه من الكبائر، وأنها حرام، وأنها لا تسوغ ولا تجوز،[1] فنهى في الحديث عن الاستنجاء بالعظم لأنه غذاء للجن فيستنبط من ذلك كراهية الاستنجاء بالأوراق التي أعدت لكتابة العلم لما في ذلك اتلاف حق العلم كما كان إتلاف غذاء الجن بالاستنجاء بالعظم وهذاالحديث وإن كان سنده ضعيف ولكنه قوى درايةً‘‘

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عذر کی وجہ سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا حکم:

(۱۷) **سوال**: حضرات مفتیان کرام: سلام مسنون!

(۱) شرح سنن أبي داؤد لعبد المحسن العباد، ’’ ‘‘: ج۱، ص:۲۔

آج کل آفس، ائیر پورٹ، شوپنگ مال میں ہندوستانی طرز کے بیت الخلاء یا کموڈ وغیرہ کا انتظام نہیں رہتا ہے وہاں یورینل (Urenal) کا انتظام ہوتا ہے اس کی وجہ سے ان جگہوں پر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا پڑتا ہے کیا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ازروئے شریعت صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد انعام بن الیاس، رامپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بغیر کسی شرعی عذر کے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

''وقالت عامة العلماء: البول قائماً مكروه إلا لعذر وهي كراهية تنزيه لا تحريم الخ''(۱)

البتہ اگر آفس، ائیر پورٹ، پیٹرول پمپ، شوپنگ مالز وغیرہ میں بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی جگہ یا کوئی انتظام نہ ہو، تو کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا بہرحال لازم اور ضروری ہے۔

''ویکره أن یبول قائماً أو مضطجعا أو متجردا عن ثوبه من غیر عذر''(۲)

''قوله: ''وأن یبول قائما'': لما ورد من النهي عنه ولقول عائشة رضي اللّٰه عنها: من حدثكم أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان یبول قائماً فلا تصدقوه، ماكان یبول إلا قاعداً'' رواه أحمد، والترمذي، والنسائي وإسناده جید، قال النووي في شرح مسلم: وقد روي في النهي أحادیث لا تثبت ولكن حدیث عائشة رضي اللّٰه عنها ثابت فلذا قال العلماء: یكره إلا لعذرٍ وهي كراهة تنزیه لا تحریم الخ، وأما بوله في السباطة التي بقرب الدور فقد ذكر عیاض أنه لعله طال علیه مجلس حتى حفزه البول فلم یمكنه التباعد، أو لما روي ''أنه بال قائماً لجرح بمأبضه'' بهمزة

(۱) بدرالدین العیني، عمدة القاري، ''كتاب الوضوء: باب البول قائما وقاعداً'': ج ۲، ص: ۶۲۲، رقم: ۲۲۴. (مكتبة فیصل دیوبند)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''كتاب الطهارة: الباب السابع: في النجاسة وأحكامها الفصل الثالث في الاستنجاء'': ج ۱، ص: ۱۰۶.

ساكنة بعد الميم وباء موحدة وهو باطن الركبة، أو لوجع كان بصلبه والعرب كانت تستشفى به أو لكونه لم يجد مكاناً للقعود أو فعله بياناً للجواز‘‘[1]

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کے پانی (ماء مستعمل) سے استنجا کا حکم:

(۱۸) **سوال:** مفتی صاحب سلام مسنون! سوال پوچھنا ہے کہ عام طور پر باتھ روم میں بالٹی رکھی ہوئی ہوتی ہے، باتھ روم میں وضو کرتے ہوئے پانی اس بالٹی میں جمع ہو جاتا ہے، پھر دوسرے بعض لوگ انجانے میں اسی وضو کے مستعمل پانی سے جو بالٹی میں جمع ہے استنجا کر لیتے ہیں، وضاحت طلب مسئلہ یہ ہے کہ مستعمل پانی سے نجاست حقیقیہ دور کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دوسرے پانی کے ہوتے ہوئے ایسا پانی استعمال نہیں کرنا چاہئے؛ لیکن اگر کوئی شخص اس بالٹی (جس میں وضو میں استعمال شدہ پانی بھرا ہوا ہے) سے پانی لے کر آب دست کر لے یا استنجا کر لے، تو اس پانی سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔ مفتی بہ قول کے مطابق اس طرح کے ماء مستعمل سے نجاست حقیقیہ کو پاک کرنا درست ہے جیسا کہ علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے:

’’قوله: على الراجح مرتبط بقوله بل لخبث: أى نجاسة حقيقية، فإنه يجوز إزالتها بغير الماء المطلق من المائعات خلافا لمحمد‘‘

’’وحكمه أنه ليس بطهور لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد‘‘[2]

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الطهارة: باب الأنجاس‘‘: ج۱، ص: ۵۵۷.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الطهارة: باب المياه، مطلب في تفسير القربة والثواب‘‘: ج۱، ص: ۳۵۳.

”ولا يجوز بماء استعمل لأجل قربة) أي ثواب ولو مع رفع حدث أو من مميز أو حائض لعادة. وهو طاهر ولو من جنب وهو الظاهر“[۱]

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

ڈھیلے سے استنجا کرنے کا طریقہ:

(۱۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں!
ڈھیلے سے استنجا کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، محی الدین پور، یوپی

الجواب وباللہ التوفیق: ذکر کردہ سوال میں استنجا کے صحیح طریقہ کے سلسلے فقہاء نے لکھا ہے کہ پیشاب سے فراغت کے بعد جب اطمینان حاصل ہو جائے، تو ڈھیلے جو پاک ہوں یا ٹیشو پیپر وغیرہ سے اولا پیشاب کو خشک کرے پھر پانی سے مقامِ استنجا دھوئے، اسی طرح قضائے حاجت کے بعد تین ڈھیلوں یا ٹیشو پیپر سے پہلے مقعد کو صاف کرے پھر پانی سے دھونا افضل طریقہ ہے، نیز ڈھیلوں کے استعمال میں کسی خاص کیفیت اور طریقہ کو اختیار کرنا لازم نہیں ہے، اصل مقصود صفائی اور پاکی حاصل کرنا ہے اسی لئے اگر ڈھیلے یا ٹیشو وغیرہ دستیاب نہ ہوں، تو صرف پانی کا استعمال بھی کافی ہے۔

”وعدد الثلاثة في الاستنجاء بالأحجار أو ما يقوم مقامها ليس بأمر لازم، والمعتبر هو الإنقاء، فإن أنقاه الواحد كفاه وإن لم ينقه الثلاث زاد عليه“[۲]

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مبحث الماء المستعمل“: ج۱، ص: ۳۴۸.

(۲) برهان الدين، المحيط البرهاني، ”كتاب الطهارات: الفصل الأول في الوضوء فصل في الاستنجاء وكيفيته“: ج۱، ص: ۴۳. (بيروت: دار الكتب العلمية، لبنان)

’’(قوله: ولايتقيد الخ) أي بناء على ما ذكر من أن المقصود هو الإنقاء فليس له كيفية خاصة وهذا عند بعضهم‘‘(۱)

’’وأشار بقوله: منق إلى أن المقصود هو الإنقاء وإلى أنه لا حاجة إلى التقييد بكيفية من المذكورة في الكتب نحو إقباله بالحجر في الشتاء وإدباره به في الصيف لاسترخاء الخصيتين فيه لا في الشتاء. وفي المجتبى: المقصود الإنقاء فيختار ما هو الأبلغ والأسلم عن زيادة التلويث‘‘(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کھلی جگہ میں قضائے حاجت کے وقت دعا پڑھنے کا حکم:

(۲۰) **سوال:** حضرات مفتیان کرام عرض ہے کہ: شہروں میں عام طور پر بیت الخلاء ہوتے ہیں، بیت الخلا جاتے وقت دروازے پر دعا پڑھ لی جاتی ہے؛ لیکن بعض دیہاتوں میں آج بھی بیت الخلا کا انتظام نہیں ہوتا ہے لوگ قضائے حاجت کے لیے کھلی جگہ یعنی میدان میں جاتے ہیں سوال یہ ہے کہ کھلی جگہ میں دعا کہاں پڑھنی چاہئے یا اس جگہ دعا کو منقطع کرنا چاہئے؟ براہ کرم جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد توصیف خان، لکھنؤ

الجواب وباللہ التوفیق: فقہاء نے لکھا ہے کہ بیت الخلا میں قدم رکھنے سے پہلے اور جنگل میں ستر کھولنے سے پہلے دعا پڑھی جائے، جیسا کہ الفتاویٰ الہندیہ میں مذکور ہے:

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الطهارة: فصل في الاستنجاء: مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل‘‘: ج۱، ص:۵۴۸.

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الطهارة: باب الأنجاس‘‘: ج۱، ص:۲۵۲. (دار الكتاب ديوبند)

”ویستحب له عند الدخول في الخلاء أن یقول: اللهم إني أعوذبك من الخبث والخبائث ویقدم رجله الیسری وعند الخروج یقدم الیمنیٰ“[(۱)]

”قبل الاستنجاء وبعده إلا حال انکشاف: قوله: إلا حال انکشاف الظاهر أن المراد أنه یسمی قبل رفع ثیابه إن کان في غیر المکان المعد لقضاء الحاجة وإلا فقبل دخوله فلو نسي فیهما سمی بقلبه ولا یحرك لسانه تعظیماً لإسم اللّٰه تعالیٰ“[(۲)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

صرف ڈھیلے سے استنجا پر اکتفاء

(۲۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام: زید ایک مسجد کا امام ہے، زید کو نماز کے دوران خیال آیا کہ میں نے صرف ڈھیلہ سے استنجا کیا ہے پانی سے نہیں کیا، تو اس صورت میں زید کیا کرے، نماز پوری کرے یا توڑ دے اور اگر نماز پوری کر لی، تو اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبدالکریم، میواتی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں دیکھا جائے گا کہ اگر نجاست مخرج سے متجاوز نہیں ہوئی ہے، تو پانی سے استنجا سنت ہے نماز کا اعادہ ضروری نہیں ہے اور اگر نجاست مخرج سے متجاوز ہوگئی، تو اگر نجاست قدر درہم سے کم ہے، تو دھونا واجب ہے، نماز پوری کر کے اعادہ کر لے اور اگر

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب الطهارة: الباب السابع: في النجاسة وأحکامها، الاستنجاء علی خمسة أوجه“: ج۱ص:۱۰۶.

(۲) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الطهارة: سنن الوضوء“: ج۱ص:۱۰۹.

نجاست قدر درہم سے زائد ہوگئی، تو دھونا فرض ہے، نماز باطل ہونے کی وجہ سے توڑ دے اور از سر نو پڑھے۔

''والغسل سنة ويجب إن جاوز المخرج نجس''(۱)

''وعفا عن قدر درهم وإن كره تحريماً فيجب غسله وما دونه تنزيهاً فيسن وفوقه مبطل فيفرض''(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خروجِ ریح کی صورت میں نجاست کا حکم:

(۲۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام! یہ بات سمجھ سے بالاتر معلوم ہوتی ہے کہ ریح خارج ہونے سے وضو کس طرح ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح جب خروج نجاست کی وجہ سے استنجا میں شرم گاہ کو دھویا جاتا ہے، تو خروج ریح کی صورت میں اس جگہ کو کیوں نہیں دھویا جاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، شاملی

الجواب وباللہ التوفیق: بغیر حکمت جانے حکم کو تسلیم کرنے کا نام اطاعت ہے احکامِ شریعت کی حکمت تلاش کرنا شان عبدیت کے خلاف ہے، بس یہ سمجھنا چاہئے کہ جب حکم کرنے والا حکیم ہے، تو اس کے حکم میں ضرور کوئی حکمت ہوگی اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، بندہ کا کام حکم بجالانا ہے، نہ کہ وجہیں تلاش کرنا، ہاں ایسی حکمتیں تلاش کرنا جو حکم خداوندی کی عظمت میں اضافہ کرتی ہوں ممنوع نہیں ہے؛ اس لیے بعض علماء نے احکام خداوندی کی کچھ حکمتیں بیان کی ہیں، کہ ریح خارج ہونے سے ملائکہ سے دوری ہو جاتی ہے اور طبیعت میں سستی آ جاتی ہے، وضو کرنے سے

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس'': ج۱، ص: ۵۵۰۔
(۲) أيضًا، ''كتاب الطهارة: باب الاستنجاء'': ج۱، ص: ۵۲۰۔

طبیعت میں فرحت ونشاط پیدا ہوجاتا ہے اور فرشتوں کا قرب نصیب ہوجاتا ہے، شیاطین سے دوری ہوجاتی ہے، وضواللہ تعالیٰ کی عبادت کی عظمت اوراس کی توقیر کا اظہار بھی ہے، اس جگہ کا دھونا جہاں سے ریح خارج ہوئی ہے؛ اس لئے ضروری نہیں کہا گیا کیونکہ وہاں سے کوئی نجاست کا خروج تو ہوا نہیں کہ اسے دھویا جائے۔

”وقيل إن العبد إذا شرع في الخدمة يجب أن يجدد نظافته وأيسرها تنقية الأعضاء التي تنكشف كثيراً لتحصل بها نظافة القلب إذ تنظيف الظاهر يوجب تنظيف الباطن“(۱)

”فلا يسن من ريح لأن عينهاطاهرة وإنما نقضت لانبعاثها عن موضع النجاسة“(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بریڈ سے استنجا کرنا کیسا ہے

(۲۳)**سوال**: بریڈ سے استنجا کرنا کیسا ہے؟ کیا اس سے پاکی حاصل ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: حنیف، سوپول، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: بریڈ میں جذب کرنے کی صلاحیت ہے، اس سے پیشاب تو جذب ہوجائے گا اور استنجا معتبر مانا جائے گا؛ البتہ کھانے پینے کی اشیاء سے استنجا کرنا مکروہ ہے حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

---

(۱)بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، ”كتاب الطهارة“: ج۱،ص:۱۴۲.
(۲)ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة: فصل في الاستنجاء“: ج۱،ص:۵۴۵.

”عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فإنه زاد إخوانكم من الجن“(۱)

”ولا يستنجى بعظم ولا بروث لأن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن ذلك ولو فعل يجزيه لحصول المقصود ومعنى النهي في الروث للنجاسة وفي العظم كونه زاد الجن، ولا يستنجى بطعام لأنه إضاعة وإسراف“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

موضع استنجا کے پاک ہونے کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم:

(۲۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

استنجا کرتے وقت پہلے مقعد کو دھونا ضروری ہے یا پیشاب کے مقام کو؟ کیا اس سلسلے میں احناف کے مابین کوئی اختلاف ہے؟ کیا استنجا کے بعد ہاتھ ناپاک ہو جاتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد دانش، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: استنجا کرتے وقت پہلے مقعد کو دھونا ضروری ہے یا مقام پیشاب کو اس سلسلے میں احناف کے درمیان اختلاف ہے: حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مقعد کو پہلے دھویا جائے اور پیشاب کے مقام کو بعد میں، حضرات صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک پیشاب کے مقام کو اولاً دھویا جائے اور مقعد کو بعد میں، یہی مختار قول بھی ہے۔

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الطهارة: باب ما جاء في كراهية ما يستنجى به“: ج ۱، ص: ۱۱، رقم: ۱۸. (مكتبه نعيميه ديوبند)

(۲) ابن الهمام، فتح القدير، ”كتاب الطهارة: فصل الاستنجاء“: ج ۱، ص: ۲۱۷.

’’ثم عند أبي حنیفة رحمه اللّٰه یغسل دبره أولا ثم یغسل قبله بعده وعندهما یغسل قبله أولا، کذا في التتارخانیة وعلی قولهما مشی الغزنوی وهو الأشبه، کذا في شرح منیة المصلی لابن أمیر الحاج‘‘(۱)

اور موضع استنجا کے پاک ہونے کے ساتھ ہی ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے اور استنجا کے بعد ہاتھ بھی کلائیوں تک دھولے تو بہتر ہے جیسا کہ ابتدا میں دھویا جاتا ہے، ہاتھ کو مٹی، صابن، یا ہینڈ واش وغیرہ سے اچھی طرح صاف کر لینا مزید صفائی ستھرائی کا سبب ہے جیسا کہ امام نسائیؒ نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے۔

’’عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم توضأ، فلما استنجی دلك یده بالأرض‘‘(۲)

’’وتطهر الید مع طهارة موضع الاستنجاء، کذا في السراجیة ویغسل یده بعد الاستنجاء کما یکون یغسلها قبله لیکون أنقی وأنظف، وقد روي أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم غسل یده بعد الاستنجاء ودلك یده علی الحائط، کذا في التجنیس‘‘(۳)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۰/۱۲: ۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

استنجا بالماء افضل ہے یا استنجا بالاحجار؟

(۲۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے: کہ استنجا بالماء

(۱) أخرجه النسائي، في سننه، ’’کتاب الطهارة: باب دلك الید بالأرض بعد الاستنجاء‘‘: ج۱، ص: ۴۵. (مکتبه نعیمیه دیوبند)
(۲) أخرجه النسائي، في سننه، ’’کتاب الطهارة: باب دلك الید بالأرض بعد الاستنجاء‘‘: ج۱، ص: ۴۵، رقم: ۵۰.
(۳) أیضاً:

افضل ہے یا استنجا بالحجر ہے؟ نیز اگر کشف عورۃ کا خطرہ ہو، تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ نیز صرف پانی یا صرف پتھر سے استنجا کرنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں شرعی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد نورالاسلام، دھنباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: استنجا میں صرف پانی پر اکتفاء کرنا یا صرف پتھر سے پوچھنا (جب کہ نجاست درہم کی مقدار سے زائد نہ ہو) تو دونوں صورتیں جائز ہیں؛ البتہ بہتر ہے کہ پانی سے استنجا کیا جائے، نیز فقہاء نے افضل طریقہ لکھا ہے کہ پہلے پتھر یا اس جیسی چیزوں سے نجاست کو پوچھنا چاہئے، پھر پانی سے دھونا چاہئے، مذکورہ صورت صفائی ستھرائی اور پاکی میں اضافہ کا ذریعہ ہے، ایسے ہی کشف ستر کا خطرہ نہ ہوتو استنجا بالماء افضل ہے اور اگر کشف ستر کا خطرہ ہوتو استنجا بالاحجار کرنا چاہئے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”والاستنجاء بالماء أفضل إن أمكنه ذلك من غير كشف العورة و إن احتاج إلى كشف العورة يستنجى بالحجر ولا يستنجى بالماء كذا فى فتاویٰ قاضيخان“(۱)

”ثم إعلم أن الجمع بين الماء والحجر أفضل ويليه في الفضل الاقتصار على الماء“(۲)

”عن أبي سعيد عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنهما عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من اكتحل فليوتر من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج ومن استجمر فليوتر، من فعل فقد أحسن، ومن لا فلا حرج، ومن أكل فما تخلل فليلفظ وما لاك بلسانه فليبتلع من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج، ومن أتى الغائط فليستتر

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب التاسع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث: في الاستنجاء“: ج۱، ص:۱۰۴۔

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل“: ج۱، ص:۳۳۸۔

فإن لم يجد إلا أن يجمع كثيبا من رمل فليستدبره فإن الشيطان يلعب بمقاعد بني آدم، من فعل فقد أحسن ومن لا فلا حرج"(۱)

"عن عطاء بن أبي ميمونة قال سمعت أنسا يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأتي الخلاء فأتبعه أنا وغلام من الأنصار بإداوة من ماء، فيستنجي بها"(۲)

"عن أبي أيوب وجابر بن عبد الله وأنس بن مالك الأنصاريين عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذه الآية ﴿فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المتطهرين﴾ فقال: يا معشر الأنصار إن الله تعالى قد أثنى عليكم خيرا في الطهور فما طهوركم هذا. قالوا يا رسول الله نتوضأ للصلاة ونغتسل من الجنابة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فهل مع ذلك من غيره. قالوا لا غير أن أحدنا إذا خرج من الغائط أحب أن يستنجي بالماء. فقال: هو ذاك فعليكموه"(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۰/۱۲/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

استنجا میں جن چیزوں کا استعمال جائز نہیں؟

(۲۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیا کتب فقہ میں کہیں مذکور ہے کہ کن کن چیزوں سے استنجاء کرنا درست نہیں ہے؟ براہ کرم مکمل مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سمیع اللہ، پٹنہ

(۱)أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الطهارة: باب الاستتار في الخلاء": ج۱،ص:۹،رقم:۳۵.(مكتبه نعيميه ديوبند)

(۲)أخرجه البيهقي، في سننه، "كتاب الطهارة: باب الاستنجاء بالماء": ج۱،ص: ۲۲۵.(بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

(۳)أخرجه دار قطني، في سننه، "كتاب الطهارة: باب في الاستنجاء": ج۱،ص:۶۲.(بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فقہ کی مختلف کتابوں میں لکھا ہے کہ درج ذیل اشیاء سے استنجا کرنا درست نہیں ہے، مثلاً: ہڈی کھانے کی چیزیں، لید اور تمام ناپاک چیزیں اور وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو یعنی ناپاک ہو، پختہ اینٹ، شیشہ، کوئلہ، چونا، لوہا، چاندی، سونا وغیرہ اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کریں، جیسے: سرکہ وغیرہ یا ایسی چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں، جیسے: بھوسہ اور گھاس وغیرہ، یا ایسی چیزیں جو قیمت والی ہوں، چاہے قیمت تھوڑی ہو یا زیادہ، جیسے: کپڑا، یعنی ایسا کپڑا جس کو اگر استنجا کے بعد دھویا جائے، تو اس کی قیمت میں کمی آجائے، جیسے: ریشم وغیرہ کا کپڑا، ان سے استنجا کرنا درست نہیں ہے۔ مزید تفصیلات فتاویٰ ہندیہ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ [1]

”قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا تسنجو بالروث ولا بالعظام فإنه زاد اخوانکم من الجن“[2]

اسی طرح آدمی کے اجزاء، جیسے: بال، ہڈی، گوشت، مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو، درختوں کے پتے، کاغذ چاہے لکھا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی، بغیر اجازت دوسرے کے مال سے چاہے وہ پانی ہو یا کپڑا یا کوئی اور چیز، روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا جانور نفع اٹھائیں، ایسی تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

”یجوز في الاستنجاء استعمال الحجر: (وما قام مقامه) أي ویجوز أیضاً بما قام مقام الحجر کالمدر والتراب والعود والخرقة والقطن والجلد ونحو ذلك“[3]

”عن عائشة رضي اللّٰہ عنها، قالت: قدم سراقة بن مالك علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فسأله عن التغوط، فأمره أن یستعلی الریح وأن یتنکب القبلة، ولا یستقبلها ولا یستدبرها، وأن یستنجي بثلاثة أحجار ولیس فیها رجیع، أو ثلاثة أعواد، أو ثلاث حثیات من تراب“[4]

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ”کتاب الطهارة: الباب التاسع: في النجاسة وأحکامها، الفصل الثالث في الاستنجاء، صفة الاستنجاء بالماء“: ج۱،ص:۵۵.

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الطهارة وسننها، باب کراهیة الاستنجاء بالیمین“: ج۱،ص:۱۰،رقم:۱۸.

(۳) بدر الدین العیني، البنایة شرح الهدایة، ”ما یجوز به الاستنجاء و ما لا یجوز“: ج۱،ص:۷۴۹.

(۴) أخرجه البیهقي، في سننه، ”کتاب الطهارة: باب ما ورد في الاستنجاء بالتراب“: ج۱،ص:۱۷۹،رقم:۵۳۹.

''إن لماء زمزم حرمة فإن النبي صلى الله عليه وسلم مج في دلو زمزم ثم أمر بإفراغه في بئر زمزم، فعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: جاء النبي صلى الله عليه وسلم إلىٰ زمزم فنزعنا له دلواً، فشرب ثم مج فيها، ثم أفرغناها زمزم، ثم قال: لولا أن تغلبوا عليها لنزعت بيدي''(۱)

''عن أنس بن مالك، قال: كان أبو ذر يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فرج عن سقف بيتي وأنا بمكة، فنزل جبريل عليه السلام ففرج صدري، ثم غسله بماء زمزم، ثم جاء بطست من ذهب ممتلئ حكمة وإيمانا، فأفرغه في صدري، ثم أطبقه، ثم أخذ بيدي، فعرج بي إلى السماء الدنيا، فلما جئت إلى السماء الدنيا، قال جبريل: لخازن السماء افتح، قال: من هذا؟ قال هذا جبريل......الخ''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

پرس اور والٹ میں تعویذ رکھ کر بیت الخلا جانا کیسا ہے؟

(۲۷) **سوال:** تعویذ یا کوئی کاغذ جس میں اللہ کا نام ہو اس کو پرس اور والٹ میں رکھ کر بیت الخلا جانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر تعویذ کو اچھی طرح کپڑے میں سی دیا جائے، تو اس کو پہن کر بیت الخلا میں جانا درست ہے۔ لہٰذا اگر والٹ میں بند ہو، تو اس کو جیب میں رکھ کر لے

(۱) أخرجه أحمد، في مسنده، ''الجزء الخامس'': ج۵،ص:۴۶۷. (القاهرة، مؤسسة الرسالة، مصر)
(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الصلاة: باب كيف فرضت الصلاة في الإسراء'': ج۱،ص:۵۰، رقم: ۳۴۹. (مكتبه نعيميه ديوبند)

جانے میں حرج نہیں ہے؛ البتہ اس کو ساتھ نہ لے جانا بہتر ہے اگر ممکن ہو۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۲/۱۱/۱۴۴۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی،

امانت علی قاسمی، محمد عمران، گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ٹوائلٹ پیپر سے استنجا کرنے کا حکم:

(۲۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: آج کل جو ٹوائلٹ پیپر استعمال ہوتے ہیں انہیں استعمال کرنا کیسا ہے؟ یہ پانی کے قائم مقام ہوں گے یا نہیں؟ اگر کوئی ٹوائلٹ پیپر استعمال کرلے اور پانی کا استعمال نہ کرے اس صورت میں اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ ایسے ہی آج کل استنجا کے لیے ایک مخصوص قسم کا جاذب کاغذ مارکیٹ میں ملتا ہے، وہ کاغذ جذب کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے ایسے کاغذ سے استنجا کرنے کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح بعض حضرات سگریٹ کی ڈبی سے بھی استنجا کرتے ہیں؛ کیونکہ اس ڈبی میں بھی جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، کیا ایسی ڈبی سے استنجا کرنا شرعاً درست ہے؟ از روئے شریعت جلد مطلع فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ارشد، اعظم گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں ٹوائلٹ پیپر کا استعمال جائز ہے، اگر نجاست اپنے مخرج سے تجاوز نہ کرے اور پانی نہ بھی استعمال کیا جائے تو بھی ٹوائلٹ پیپر سے استنجا کے بعد نماز صحیح ہوجائے گی؛ البتہ اگر نجاست اپنے مخرج سے ایک درہم سے زائد تجاوز کرگئی ہو، تو پانی کا استعمال ضروری ہوگا، صرف پیپر کا استعمال کافی نہ ہوگا۔

---

(۱) تکرہ إذا بة درهم علیه آیة إلا إذا کسره، رقیة في غلاف متجاف لم یکره دخول الخلاء به والاحتراز أفضل. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "سنن الغسل": ج۱، ص:۱۷۸؛ وفتح القدیر لإبن الهمام، "باب الحیض والاستحاضة": ج۱، ص:۱۶۹؛ وابن نجیم، البحر الرائق، "باب ما یمنع الحیض": ج۱، ص:۲۱۳)

’’یجوز الاستنجاء بنحو حجر منق كالمدر والتراب والعود والخرقة والجلد وما أشبهها ...... ثم الاستنجاء بالأحجار إنما يجوز إذا اقتصرت النجاسة على موضع الحدث فأما إذا تعدت موضعها بأن جاوزت الشرج اجمعوا على أن ما جاوز موضع الشرج من النجاسة إذا كانت أكثر من قدر الدرهم يفترض غسلها بالماء‘‘(۱)

’’كان عمر رضي الله عنه إذا بال قال: ناولني شيئا أستنجی به قال: فأناوله العود والحجر أو يأتي حائطا يتمسح به أو يمسه الأرض ولم يكن يغسله. وهذا أصح‘‘(۲)

’’(ويجب) أي يفرض غسله (إن جاوز المخرج نجس)‘‘(۳)

نیز جاذب کاغذ اور سگریٹ کی ڈبی وغیرہ سے استنجا کرنے کے سلسلے میں ایک ضابطہ یاد رکھیں کہ: استنجا کرنا ہر ایسی چیز سے درست ہے جس میں نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت ہو اور وہ قابل احترام بھی نہ ہو، پھر عام طور پر نجاست کو دور کرنے کے لئے دو طریقے اپنائے جاتے ہیں یا استعمال کئے جاتے ہیں، پہلا: یہ کہ نجاست کو بہادے اور دوسرا نجاست کو جذب کرلے اگر مارکیٹ میں موجود جاذب کاغذ اور سگریٹ کی ڈبی میں نجاست کو جذب کرنے کی صلاحیت ہے، تو شریعت مطہرہ نے ان سے اور ان جیسی چیزوں سے استنجا کرنے کی اجازت دی ہے اور استعمال کرنے کو جائز لکھا ہے، جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے۔

’’وإذا كانت العلة في الأبيض كونه آلة الكتابة كما ذكرناه يؤخذ منها عدم الكراهة فيما لا يصلح لها إذا كان قالعا للنجاسة غير متقوم‘‘(۴)

’’يجوز في الاستنجاء استعمال الحجر (وما قام مقامه) أي ويجوز أيضاً بما قام

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الطهارة: الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث في الاستنجاء‘‘: ج۱،ص:۱۰۳.

(۲)أخرجه البيهقي، في سننه، ’’كتاب الطهارة: باب ماورد في الاستنجاء بالتراب‘‘: ج۱،ص:۱۷۹،رقم:۵۴۰.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الطهارة: الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث في الاستنجاء‘‘: ج۱،ص:۱۰۳.

(۴) نجم الحسن أمروهوي، نجم الفتاوی: ج۲،ص:۱۴۹،۱۵۰۔

مقام الحجر كالمدر والتراب والعود والخرقة والقطن والجلد ونحو ذلك"[1]

"فعن عائشة رضي الله عنها ، قالت: قدم سراقة بن مالك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله عن التغوط، فأمره أن يستعلى الريح وأن يتنكب القبلة، ولا يستقبلها ولا يستدبرها، وأن يستنجى بثلاثة أحجار وليس فيها رجيع، أو ثلاثة أعواد، أو ثلاث حثيات من تراب"[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نیوز پیپر، اور میگزین وغیرہ سے استنجا کا حکم:

(۲۹)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام:

نیوز پیپر، پرانا اخبار، یا میگزین، یا سادہ کاغذ وغیرہ سے استنجا کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا عذر یا غیر عذر دونوں صورتوں میں استعمال نہیں کیا جا سکتا ہے؟ اس سلسلے میں شریعت کیا رہنمائی کرتی ہے؟ مدلل تحریر فرمائیں نوازش ہوگی۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صادق: سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: آج کل عام طور پر بڑے شہروں میں نیوز پیپر وغیرہ کا استنجا کے لیے استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔ ان چیزوں کو استنجا کے لیے استعمال کرنا نہایت ہی تکلیف دہ عمل ہے۔ صاحب البحر الرائق نے لکھا ہے: لکھے ہوئے کاغذ سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

---

(۱)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، " ": ج۱،ص:۲۵۵.

(۲)بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، "كتاب الطهارة: ما يجوز به الاستنجاء به ومالا يجوز": ج۱،ص:۷۴۹.

(۳)أخرجه البيهقي، في سننه، "كتاب الطهارة: باب ما ورد في الاستنجاء بالتراب": ج۱،ص:۱۷۹،رقم:۵۳۹.

”والورق قيل: إنه ورق الكتابة وقيل إنه ورق الشجر وأي ذلك كان فإنه مكروه“(۱)

اس لیے کہ کاغذ ایک گراں قدر چیز ہے جو علوم وفنون کی امین اور خود اسلام اور اس کی تعلیمات کے لئے بلند پایہ محافظ ہے، اس کی اس عظمت اور اہمیت کا تقاضا ہے کہ ایسے معمولی اور کمتر کاموں کے لیے اس کا استعمال نہ ہو اور اس کو نجاستوں میں ملوث ہونے سے بچایا جائے؛ البتہ مجبوری کی حالت اس سے مستثنیٰ ہے۔ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کراہت کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

”لصقالته وتقومه وله احترام أيضا لكونه آلة لكتابة العلم“(۲)

اس لیے کہ وہ چکنا ہوتا ہے (جس سے نجاست کے پھیل جانے کا اندیشہ ہے) اور قیمتی ہوتا ہے، نیز آلۂ علم ہونے کی وجہ سے قابلِ احترام بھی ہے۔

اس کی تائید ان فقہاء کے اقوال سے بھی ہوتی ہے جو مطلق کاغذ کے اس مقصد کے لئے استعمال کو مکروہ نہیں کہتے، بلکہ ایسے کاغذ کے استعمال سے منع کرتے ہیں جس میں حدیث وفقہ سے متعلق کچھ لکھا ہوا ہو، مشہور فقیہ ابن قدامہ نے اپنی کتاب المغنی میں لکھا ہے:

”ولا يجوز الاستنجاء بماله حرمة كشيء كتب فيه فقه أو حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم“(۳)

قابل احترام چیزیں مثلاً ایسی چیز کہ جس میں فقہ اور حدیث کی عبارتیں درج ہوں، ان سے استنجا کرنا جائز نہیں۔

علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں:

”لا يجوز بما كتب عليه شيء من العلم كالحديث والفقه“(۴)

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة“: ج۱، ص: ۲۵۵.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: فصل في الاستنجاء“: ج۱، ص: ۳۴.

(۳) ابن قدامة، المغني، ”فصل استجمر بحجر ثم غسله أو كسر“: ج ۱، ص: ۱۱۷. (بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

(۴) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مطلب إذا دخل المستنجي في ماء قليل“: ج۱، ص: ۵۵۳۔

البتہ ایسے کاغذ جو خاص استنجا کے مقصد کے لیے ہی تیار کیے جاتے ہیں اور وہ کاغذ اس قابل نہیں ہوتے ہیں کہ ان پر کچھ لکھا جائے، تو ان جیسے کاغذوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا اٹیچ بیت الخلاء بنانا منع ہے؟

(۳۰) **سوال**: (۱) دین دار مسلمانوں کے گھروں میں جو اٹیچ بیت الخلا ہوتے ہیں کیا وہاں لازماً شیاطین بسیرا کرتے ہیں، جب کہ گھر میں آتے جاتے دعا کا اہتمام ہوتا ہو؟

(۲) کیا گھر میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنے پر ہمیشہ ساتھ رہنے والا شیطان بھی باہر رک جاتا ہے۔

(۳) بیت الخلا میں کپڑے ٹانگے رکھنے سے کیا شیاطین ان کپڑوں پر اور وہاں پڑے خواتین کے بالوں پر جادو کرتے ہیں؟

(۴) گھر میں میاں بیوی دونوں دین دار ہیں، بچے بھی حافظ قرآن ہیں، پابندی سے فضائل اعمال کی تعلیم بھی ہوتی ہے اور قرآن پاک کی تلاوت بھی؛ لیکن میاں بیوی میں نا اتفاقی رہتی ہے اور ایک دوسرے کی صورت دیکھنا گوارا نہیں ہوتا، بات بات میں نا اتفاقی اور جھگڑا ہوتا، یہ حال تقریباً بیس سال سے ہے، منزل اور سورۃ بقرہ کی تلاوت کے اہتمام کے باوجود یہ حال ہے۔ کیا اس کو یقینی جادو یا جنات کا عمل یا نظر بد سمجھا جائے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد، ہاپوڑ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء حاجت کی جگہ

---

(۱) خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل: ج ۱، ص: ۸۵۔ (کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند)

شیاطین کا بسیرا ہوتا ہے اور دعا پڑھ کر بیت الخلا جانے سے آدمی شیطان کے وساوس سے محفوظ رہتا ہے اس لیے اگر گھر میں اٹیچ بیت الخلا ہو، تو بیت الخلاء میں شیطان کا بسیرا ہوسکتا ہے؛ لیکن اس کا اثر گھر پر نہیں پڑتا ہے اور جو لوگ بیت الخلا دعا پڑھ کر جاتے ہیں وہ بھی شیطانی وساوس سے محفوظ رہتے ہیں۔

''عن أنس بن مالك رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه قال: (إن هذه الحشوش محتضرة، فإذا دخلها أحدكم فليقل: اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث)، فأخبر في هذا الحديث أن الحشوش مواطن للشياطين، فلذلك أمر بالاستعاذة عند دخولها،[1] ومن هذا قول رسول الله صلى الله عليه وسلم إن هذه الحشوش محتضرة أي يصاب الناس فيها وقد قيل إن هذا أيضا قول الله –عز وجل– ﴿كل شرب محتضر﴾ (سورة القمر: ۲۸) أي يصيب منه صاحبه. مالك عن يحيى بن سعيد أنه قال أسرى برسول الله صلى الله عليه وسلم فرأى عفريتا من الجن يطلبه بشعلة من نار كلما التفت رسول الله صلى الله عليه وسلم رآه فقال له جبريل أفلا أعلمك كلمات تقولهن إذا قلتهن طفئت شعلته وخر لفيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بلى فقال جبريل فقل أعوذ بوجه الله الكريم وبكلمات الله التامات اللاتى لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء وشر ما يعرج فيها وشر ما ذرأ في الأرض وشر ما يخرج منها ومن فتن الليل والنهار ومن طوارق الليل والنهار إلا طارقا يطرق بخير يا رحمن''[2]

(۲) روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان گھر میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھ لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ضمان میں آجاتا ہے اور شیطان کہتا ہے کہ اب میں تمہارے ساتھ رات نہیں گزار سکتا لیکن جب آدمی بغیر دعا کے گھر میں داخل ہوتا ہے، تو شیطان کہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ رات گزاروں گا؛ اس لیے گھر میں داخل ہوتے وقت دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

---

(۱) شرح صحيح البخاري لابن بطال: ج۱۰، ص: ۹۰.

(۲) ابن عبدالبر، الاستذكار: ج۸، ص: ۴۴۳.

”وروينا عن أبي أمامة الباهلي، واسمه صدي بن عجلان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة كلهم ضامن على الله عز وجل: رجل خرج غازيا في سبيل الله عز وجل فهو ضامن على الله عز وجل حتى يتوفاه فيدخله الجنة أو يرده بما نال من أجر وغنيمة، ورجل راح إلى المسجد فهو ضامن على الله تعالى حتى يتوفاه فيدخله الجنة أو يرده بما نال من أجر وغنيمة، ورجل دخل بيته بسلام فهو ضامن على الله سبحانه وتعالىٰ حديث حسن، رواه أبو داود بإسناد حسن، ورواه آخرون. ومعنى ضامن على الله تعالىٰ: أي صاحب ضمان، والضمان: الرعاية للشيء، كما يقال: تامر، ولابن: أي صاحب تمر ولبن. فمعناه: أنه في رعاية الله تعالىٰ، وما أجزل هذه العطية، اللهمَّ ارزقناها“.

”وروينا عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إذا دخل الرجل بيته فذكر الله تعالىٰ عند دخوله وعند طعامه قال الشيطان: لا مبيت لكم ولا عشاء، وإذا دخل فلم يذكر الله تعالىٰ عند دخوله، قال الشيطان: أدركتم المبيت، وإذا لم يذكر الله تعالىٰ عند طعامه قال: أدركتم المبيت والعشاء“[1]

(۳) بیت الخلا کے لٹکے کپڑے یا وہاں گرے خواتین کے بالوں پر شیطان کا جادو کرنا کوئی ضروری نہیں ہے؛ بلکہ جو لوگ اس طرح کا عمل کراتے ہیں وہ اس طرح کی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں؛ اس لیے بہتر ہے کہ بال وغیرہ کو محفوظ مقام پر دفن کر دیا جائے؛ لیکن شیطان کا ان بالوں پر تصرف کرنا کوئی ضروری نہیں ہے؛ اس لیے کہ شیطان، جنات اس کے بغیر بھی تصرف پر قادر ہو جاتے ہیں۔

(۴) میاں بیوی کے درمیان نا اتفاقی اگر رہتی ہے، تو ضروری نہیں کہ یہ جادو ہی کا اثر ہو، گھر میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کی منزل، اسی طرح معوذتین اور سورہ بقرہ کا اہتمام کریں، اگر جادو وغیرہ کا کوئی اثر ہوگا، تو زائل ہو جائے گا اور اگر اس کے بعد بھی نا اتفاقی ختم نہ، تو بہتر

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب الأذكار للنووي: ج،ص:۲۴،رقم:۶۰۔(كتب خانه نعيميه ديوبند)

ہوگا کہ دونوں خاندانوں کے بزرگوں کے سامنے مسئلہ کو پیش کیا جائے وہ حضرات طرفین کی بات کو سن کر جو فیصلہ کریں اس پر دونوں حضرات عمل کریں ''إن شاء اللّٰہ'' نا اتفاقی ختم ہو جائے گی۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۱/۱/۲۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بیت الخلا میں قضائے حاجت کے وقت باتیں کرنے کا حکم:

(۳۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

قضاء حاجت کے وقت بیت الخلا میں بیٹھ کر آپس میں باتیں کر سکتے ہیں یا نہیں؟ شریعت مطہرہ میں اس کا کیا حکم ہے؟ نیز ایک دوسرے کے ستر کو دیکھنا از روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد حسین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قضاء حاجت کے وقت بیت الخلا یا کھلے میدانوں میں یا جنگلوں میں آپس میں باتیں کرنا انسانی شرافت سے بہت دور اور بڑی بدتہذیبی کی بات ہے کہ دو افراد برہنہ ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اپنی حاجت سے فارغ ہوں اور اس سے بھی بڑی بے حیائی یہ ہے کہ اس دوران وہ دونوں آپس میں بات چیت بھی کرتے رہیں، یہ امر شرعاً جائز نہیں ہے۔ امام ابن ماجہؒ نے ایک روایت نقل کی ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دو آدمی قضاء حاجت کرتے ہوئے آپس میں باتیں نہ کریں کہ دونوں ایک دوسرے کے ستر کو دیکھ رہے ہوں؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر ناراض ہوتے ہیں''۔

''عن أبي سعيد الخدري أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا يتناجى

إثنان على غائطهما، ينظر واحد منهما إلى عورة صاحبه، فإن الله عز وجل يمقت على ذلك''(۱)

لہٰذا بیت الخلا میں بات چیت کرنے سے احتراز کرنا چاہیے؛ کیوں کہ بیت الخلا میں باتیں کرنا شرعاً مکروہ ہے؛ البتہ اگر انتہائی ناگزیر ہو تو مختصر کلام کیا جا سکتا ہے، نیز آج کل بیت الخلا اور غسل خانہ ایک ساتھ اٹیچ ہوتا ہے جہاں رفع حاجت کے علاوہ غسل، وضو، کپڑے دھونا وغیرہ جیسے کام ہوتے ہیں ایسے اٹیچ باتھ روم میں صرف رفع حاجت اور ننگے ہونے کے وقت گفتگو ممنوع ہے دیگر کاموں کے دوران گفتگو کرنا ممنوع نہیں ہے، جیسا کہ الموسوعۃ الفقہیہ میں مذکورہ ہے:

''الكلام حال قضاء الحاجة وفي الخلاء'' ''ذهب جمهور الفقهاء من الحنفية والمالكية والشافعية والحنابلة إلى كراهة الكلام أثناء قضاء الحاجة وفي الخلاء، ولا يتكلم إلا لضرورة بأن رأى ضريراً يقع في بئر، أو حية أو غيرها تقصد إنساناً أو غيره من المحترمات فلا كراهة في الكلام في هذه المواضع''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

---

(۱) أخرجه ابن ماجة، في سننه، ''أبواب الطهارة وسننها: باب النهي عن الاجتماع على الخلاء'': ج۱، ص:۲۹، رقم:۳۴۲.

(۲) الموسوعة الفقهية الكويتية، ''الكلام حال قضاء الحاجة وفي الخلاء'': ج ۳۵، ص:۱۱۳. وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، كويت

فصل ثانی

وضو کا بیان

وضو کے دوران ناک میں پانی ڈالنے کا طریقہ:

(۳۲) **سوال**: وضو کے دوران ہاتھ میں پانی لے کر ناک میں ڈالے، یا ناک کے سامنے کر کے سانس لے کر اوپر کھینچے، اس سلسلے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: جان محمد، جڑودہ، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: وضو کے دوران ناک میں پانی ڈالنے کے لیے استنشاق کا لفظ آتا ہے، استنشاق کے معنی آتے ہیں: سانس کے ذریعہ ناک میں پانی چڑھانا، ''**إدخال الماء في الأنف بنفس**''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۹/۷: ۱۴۲۶ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو میں کوئی عضو خشک رہ گیا:

(۳۳) **سوال**: وضو کے بعد معلوم ہوا کہ کوئی عضو خشک رہ گیا ہے، تو صرف اس عضو کو دھولیں، یا دوبارہ وضو بنائیں؟

المستفتی: جان محمد، جڑودہ، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: جو عضو خشک رہ گیا ہے، اس کو دھو لینا کافی ہے؛ لیکن عمداً

---

(۱) بدرالدین العینی، عمدة القاري شرح صحیح البخاري، باب غسل الوجه بالیدین من غرفة، ج۲، ص:۳۷۳،الاستنشاق هو إدخال الماء في أنفه بأن جذبه بریح أنفه. کذا في الحاشیة. (أخرجه النسائي، في سننه، کتاب الطهارة، باب الوضوء ثلثا ثلثا، إیجاد الاستنشاق، ج۱،ص:۱۲،رقم:۱۸)

ایسا نہ کیا جائے کہ ایک عضو کو دھونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونے میں تاخیر ہو۔ (۱)

الجواب صحیح:　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۹/۷: ۱۴۲۶ھ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند　نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

نورانی قاعدہ کو بغیر وضو ہاتھ لگانا:

(۳۴) **سوال:** نورانی قاعدہ جس میں قرآنی آیات ہوتی ہیں، بغیر وضو اس کو چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: اسلام الدین، بڑوت

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم کی کسی ایک آیت کو بھی بغیر وضو چھونا جائز نہیں ہے، تو کسی پارہ کو چھونا بھی جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر کسی کتاب میں قرآن بھی لکھا ہو اور اس کے علاوہ دیگر باتیں بھی ہوں، وہ دیگر باتیں قرآن سے زائد ہوں، تو بغیر وضو چھونے کی گنجائش ہے اور اگر قرآن زیادہ ہو یا صرف قرآن ہی ہو، تو چھونا جائز نہیں۔ نورانی قاعدہ میں آیات قرآنی کم ہیں؛ اس لیے اس کو بلا وضو چھونے کی گنجائش ہے۔ (۲)

الجواب صحیح:　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲/۷: ۱۴۲۶ھ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند　نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) والترتيب والولاء بكسر الواو. المراد جفاف العضو حقيقة أو مقداره و حينئذ فيتجه ذكر المسح فلو مكث بين مسح الجبيرة أو الرأس و بين مابعده بمقدار ما يجف فيه عضو مغسول كان تاركا للولاء. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب في تصريف قولهم معزياً، ج۱،ص:۲۴۵، زكريا بك ڈپو ديوبند)، و إن غسل بعض أعضائه و ترك البعض حتى جف ما قد غسل أجزأه لأن الموالاة سنة عندنا. (ابوبكر محمد بن أحمد السرخسي، كتاب المبسوط، كتاب الطهارة، باب الوضوء والغسل، ج۱، ص:۱۷۰، بيروت: دار الكتب العلمية، لبنان)

(۲) و يعرف به أن القرآن إذا كتب في كتاب و رسالة مخلوطا بكلام آخر لا يشترط الطهارة لمسه. (إعلاء السنن، لا يمسه القرآن إلا طاهر، ج۱،ص:۲۶۹)؛ ولكن لا يحرم في غير المصحف إلا بالمكتوب أي موضع الكتابة كذا في باب الحيض (ابن عابدين، ردالمحتار، سنن الغسل، ج۱،ص:۳۱۷،زكريا بك ڈپو ديوبند)

بغیر ناک میں پانی ڈالے وضوکرنا:

(۳۵)**سوال**: ناک میں پانی ڈالے بغیر وضو درست ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: کبیرالدین، ہاپوڑ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو ہو گیا، مگر یہ عمل خلافِ سنت ہے، جو مناسب نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۷/۹:۱۴۲۰ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو میں داڑھی کے تمام بالوں کا دھونا:

(۳۶)**سوال**: جس شخص کی داڑھی بہت گھنی ہو، تو تمام بالوں کا دھونا فرض ہے یا مستحب؟ اور جڑوں میں پانی پہونچانا ضروری ہے یا صرف مسح کرلیا جائے؟

المستفتی: قاری محترم صاحب، بستی

مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ، قصبہ چرتھاول، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر داڑھی گھنی نہ ہو اور بالوں کے اندر سے چہرہ بالکل صاف نظر آتا ہو، تو پوری ڈاڑھی کا دھونا فرض ہے؛ صرف مسح کرنا کافی نہیں ہوگا، اگر گھنی داڑھی ہو، تو

---

(۱)و غسل الفم أي استیعابه ...... بمیاه ثلاثة و الأنف ببلوغ الماء المارن بمیاه وهما سنتان مؤکدتان. قال الشامي: قوله (وهما سنتان مؤکدتان) فلو ترکهما، أثم علی الصحیح. (ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطهارة، مطلب : في منافع السواك، ج۱،ص:۲۳۶)؛ویُسن في الوضوء ثمانیة عشر شیئاً ...... والمضمضة ثلاثاً ولو بغرفة، والاستنشاق بثلاث غرفات. (الشرنبلالی، نورالإیضاح، کتاب الطهارة، فصل: یسن في الوضوء، ص۳۲)(اتحاد بك ڈپو دیوبند)،و یتعلّق بترکها (السنة المؤکدة) کراهة و إساء ة (حاشیة الطحطاوی علی المراقی، کتاب الطهارة، فصل في سنن الوضوء، ص:۶۴)(دارالکتاب دیوبند)

نیچے جلد پر پانی پہونچانا ضروری نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم **کتبہ:** محمد احسان غفرلہٗ ۱۴/۱۱/۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جس پانی میں بھنگ ملی ہو، اس سے وضو کا حکم:

(۳۷) **سوال:** پانی میں افیون، بھنگ و چرس مل گئی ہو، تو اس پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: حاجی ضیاء الحق، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: افیون، بھنگ، چرس، تمبا کو وغیرہ ناپاک نہیں ہیں؛[۲] اس لیے اس پانی سے وضو و غسل وغیرہ درست ہے۔[۳]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہٗ ۱۷/۱۱/۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ثم لا خلاف أن المسترسل لا يجب غسله ولا مسحه: بل يسن، و أن الخفيفة التي ترى بشرتها، يجب غسل ما تحتها. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب، في معنى الاستنشاق و تقسيمه، ج۱، ص:۲۱۵)؛ والشعر المسترسل من الذقن، لا يجب غسله. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، ج۱، ص:۵۴)(مكتبة فيصل ديوبند)؛ و(يجب) يعني يفترض (غسل ظاهر اللحية الكثة) وهي التي لا ترى بشرتها) في أصح ما يفتى به) (ويجب) يعني يفترض (إيصال الماء إلى بشرة اللحية الخفيفة). (احمد بن اسماعيل، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في تمام أحكام الوضوء، ص:۶۲)

(۲) و كذا يجوز بماء خالطه طاهر جامد مطلقاً كأشنان و زعفران و فاكهة و ورق شجر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضي من الحوض أفضل، ج۱، ص:۳۳۴)، و تجوز الطهارة بماء خالطه شيء طاهر، فغير أحد أو صافه كماء المد، والماء الذى يختلط به الأشنان أو الصابون أو الزعفران بشرط أن تكون الغلبة للماء من حيث الأجزاء. (ابراهيم الحبلي، غنية المستملي في شرح منية المصلي، "فصل في بيان أحكام المياه"، ص:۷۸)(دارالكتاب ديوبند)

(۳) و تجوز الطهارة بالماء المطلق كماء السماء ...... و إن غير طاهر بعض أو صافه كالتراب والزعفران والأشنان والصابون (إبراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر، "كتاب الطهارة، فصل تجوز الطهارة"، ج۱، ص:۲۸)

لوٹے میں مسواک ڈال دی تو اس پانی سے وضو کرنا:

(۳۸) **سوال**: اگر مسواک کو تر کرنے کے لیے وضو کے پانی کے لوٹے میں ڈال دیا جائے تو اس پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: حاجی نثار احمد، باغوں والی، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: مسواک پاکی کے لیے ہوتی ہے۔ ناپاکی سے پاکی حاصل ہی نہیں ہوسکتی؛ لہٰذا اس پانی میں کوئی کراہت نہیں آئے گی، پھر بھی احتیاط اسی میں ہے کہ مسواک لوٹے میں نہ ڈالی جائے؛ بلکہ الگ سے پانی ڈال کر مسواک کو تر کرلیا جائے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۷/۱۱/۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی
رکن دار الافتاء دار العلوم وقف دیوبند

غسل کے بعد وضو کو لازم سمجھنا:

(۳۹) **سوال**: عام طور پر دستور ہے کہ غسل کے بعد لوگ مستقل وضو بناتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں؟ یہ کیسا ہے؟

المستفتی: محمد شاہ نواز، ضلع: کٹیہار

الجواب وباللہ التوفیق: وضو نام ہے تین اعضاء (منہ، ہاتھ اور پاؤں) کے دھونے کا اور سر کے مسح کرنے کا۔ جب غسل ہو گیا ہے، تو ظاہر ہے کہ یہ اعضاء بھی دھل گئے اور غسل کے ساتھ وضو بھی ہو گیا؛ البتہ غسل سے پہلے وضو بنا لینا سنت ہے، اگر کسی نے پہلے وضو بنایا اور غسل کر لیا تب بھی وضو ہو گیا؛ اس لیے دوبارہ وضو کرنے کا التزام درست نہیں؛ بلکہ تحصیل حاصل ہوگا اور

---

(۱) وهو من قضبان أشجار لها رائحة طيبة. (عالم بن العلاء، تاتارخانیہ ”کتاب الطهارة، فصل الوضوء“ ج۱،ص۲۲۲)؛ و ینبغي أن یکون السواك من أشجار مِرّة لا یطیب نکهة الفم. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیہ، ”کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني في سنن الوضوء، منها السواك،“ ج۱، ص۵۷)؛ و روي ابن ماجه من حدیث عائشةؓ أیضا. کنت أصنع له ثلاثة آنیة مخمرة إناء لطهوره و إناء لسواکه. و إناء لشرابه. (بدرالدین العینی، البنایة شرح الهدایة،” کتاب الطهارة، سنن الوضوء“ ج۱ص:۲۰۱)

لازم سمجھتے ہوئے ایسا کرنا بدعت ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہٗ ۲۴/۱۱/۱۴۲۰ھ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

موبائل میں تلاوت کے وقت بلا وضو موبائل کو چھونے کا حکم:

(۴۰) **سوال:** میں اپنے موبائل فون میں قرآن مجید کا ایپ رکھتا ہوں، تو میرے دوست نے کہا کہ موبائل فون میں قرآن مجید کا ایپ نہیں رکھنا چاہیے؛ کیونکہ موبائل فون کبھی نیچے ہو جاتا ہے اور کبھی موبائل لے کر بیت الخلا بھی چلے جاتے ہیں، جس سے قرآن مجید کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ کیا یہ سب باتیں صحیح ہیں، کیا موبائل فون میں قرآن مجید کا ایپ نہیں رکھنا چاہیے اور بغیر وضو اس موبائل کو چھونا کیسا ہے؟ برائے مہربانی جواب سے نوازیں۔

المستفتی: محمد شمس الضحیٰ، بیگوسرائے

الجواب وباللہ التوفیق: اس مسئلہ میں تقریباً حضرات اہل علم کا اتفاق ہے کہ موبائل میں قرآن کریم کی تلاوت جائز ہے؛ البتہ یہاں یہ سوال اہمیت کا حامل ہے کہ جس وقت موبائل میں قرآن کی تلاوت کی جائے اور قرآن کریم کے نقوش موبائل کی اسکرین پر نمایاں ہوں، جسے دیکھ کر قاری پڑھ رہا ہے، تو اس وقت موبائل کو بلا وضو ہاتھ لگانا درست ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں حضرات اہل علم کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جس وقت موبائل کی اسکرین پر قرآن کے نقوش ظاہر ہوں، تو وہ مصحف کے حکم میں ہے اور پورے قرآن کو بلا وضو چھونا درست نہیں ہے ﴿لَا يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ دوسری رائے یہ ہے کہ صرف اسکرین کو چھونا درست نہیں ہے، باقی موبائل کے دوسرے حصے کو چھونا درست ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ جس وقت موبائل کی اسکرین پر قرآن

---

(۱) و عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يتوضأ بعد الغسل، رواه مسلم. (بدرالدين العينى، البناية، "كتاب الطهارة، فصل في الغسل"، ج۱، ص:۳۱۹، زكريا بك ڈپو ديوبند)؛ و سنته أن يبدأ المغتسل فيغسل يديه و فرجه و يزيل النجاسة إن كانت على بدنه ثم يتوضأ وضوء ه للصلوة إلا رجليه. (المرغيناني، الهدايه، فصل في الغسل، ج۱، ص:۳۰)؛ وفي جامع الجوامع. ومن يوجب الوضوء مع الغسل غلط (عالم بن العلاء، الفتاوىٰ التاتارخانيه، "كتاب الطهارة، نوع آخر في بيان فرائضه و سننه"، ج۱، ص:۲۷۶، بيروت، دارالكتب العلمية، لبنان)

کے نقوش ہوں، تو وہ قرآن کے حکم میں نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو موبائل کے دوسرے پارٹس غلاف منفصل کے حکم میں ہے۔ تیسری رائے یہ ہے کہ اس اسکرین کو بھی بلا وضو ہاتھ لگانا جائز ہے اور دیگر حصے کو بھی۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک کاغذ پر قرآن لکھ کر اس کو فریم کر دیا ہو، وہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ موبائل یا کمپیوٹر کی اسکرین پر جو آیات نظر آتی ہیں، وہ سافٹ ویر ہیں، یعنی ایسے نقوش ہیں، جن کو چھوا نہیں جا سکتا ہے، نیز ماہرین کے مطابق یہ نقوش بھی کمپیوٹر یا موبائل کے شیشے پر نہیں بنتے؛ بلکہ فریم پر بنتے ہیں اور شیشے پر نظر آتے ہیں؛ لہٰذا اسے مصحف قرآنی کے غلاف منفصل پر قیاس کیا جا سکتا ہے، یعنی: ایسا غلاف جو قرآن کریم کے ساتھ لگا ہوا نہ ہو؛ بلکہ اس سے جدا ہو۔ فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق اس کو چھونا درست ہے۔

تینوں نقطہائے نظر دلائل پر مبنی ہیں اور اپنی جگہ درست معلوم ہوتے ہیں؛ لیکن یہاں ضروری ہے کہ قرآن کریم کے آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔ سماج اور معاشرے میں جو لوگ موبائل میں قرآن پڑھتے ہیں؛ وہ قرآن سمجھ کر ہی پڑھتے ہیں؛ اگر چہ اس پر قرآن کی حقیقت صادق نہ آئے؛ اس لیے یہ تیسری رائے اگر چہ دلائل کے اعتبار سے قوی ہے؛ لیکن فتوی اور عمل کے لیے مناسب نہیں ہے؛ اسی لیے زیادہ تر حضرات اہل علم نے پہلی اور دوسری رائے اختیار کی ہے۔

فقہاء کے یہاں اصول یہ ہے کہ غیر مصحف میں صرف نقوش کو بلا وضو چھونا درست نہیں ہے باقی حصے کو چھونا درست ہے۔ اس اصول کی روشنی میں موبائل پر نمایاں نقوش کو بلا وضو چھونا درست نہ ہوگا؛ باقی دیگر حصے کو چھونا درست ہوگا۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

”يحرم به أي بالأكبر و بالأصغر مس مصحف أي ما فيه آية –إلا بغلاف متجاف غير مشرز –وقال إبن عابدين :لكن لا يحرم في غير المصحف إلا بالمكتوب أي موضع الكتابة“(۱)

البتہ احتیاط اس میں ہے کہ اسکرین پر آیات کے نمایاں ہونے کی صورت میں پورے موبائل

(۱)ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة، مطلب: يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء،“ ج۱،ص:۳۱۵(زكريا بك ڈپو ديوبند)۔

کو مصحف کے حکم میں رکھ کر بلا وضو چھونے کی اجازت نہ دی جائے، اس میں قرآن کریم کا ادب بھی ملحوظ رہے گا۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

"ومسه أي القرآن و لو في لوح أو درهم أو حائط لكن لا يمنع إلامن مس المكتوب بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجلد و موضع البياض منه". (۱)

علامہ ابن نجیم مصری تحریر فرماتے ہیں:

"وتعبير المصنف بمس القرآن أولى من تعبير غيره بمس المصحف لشمول كلامه ما إذا مس لوحا مكتوبا عليه آية و كذا الدرهم والحائط .....لكن لا يجوز مس المصحف كله المكتوب و غيره بخلاف غيره فإنه لا يمنع إلا مس المكتوب" (۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی ۱/۱۲/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خون (بلیڈنگ) روکنے کے لیے ٹشو پیپر کا استعمال کرنا:

(۴۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین:

میری اہلیہ کو خون (بلیڈنگ) بہت آتا ہے۔ کیا شرمگاہ کے تھوڑا اندر روئی یا ٹیشو پیپر رکھ سکتے ہیں؟ جس سے خون باہر نہ آئے اور وضو نہ ٹوٹے۔

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا کرنے کی گنجائش ہے۔ (۳)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۴/۱/۱۴۳۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، ردالمحتار، "كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب : لو أفتى مفت بشيء من..." ج۱، ص: ۴۸۸

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الطهارة، باب الحيض"، ج۱، ص: ۳۹۴ (دارالكتاب ديوبند)

(۳) و في المضمرات عن النصاب به سلس بول، فجعل القطنة في ذكره، ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

وضو کرنے کے بعد سگریٹ پینا:

(۴۲) **سوال**: وضو کے بعد سگریٹ پینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: گلزار احمد

الجواب وباللہ التوفیق: وضو نہیں ٹوٹتا؛ لیکن تمباکو نوشی کی بد بو منہ میں ہوتی ہے، اس لیے نماز یا مسجد میں جانے سے پہلے کلی کر لینی چاہیے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۰/۶/۱۴۲۱ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناخن پالش اور سرخی لگا کر وضو کرنا:

(۴۳) **سوال**: ناخن پالش اور سرخی لگا کر وضو ہوگا یا نہیں؟ ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: لیاقت علی، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ناخن ان اعضاء میں سے ہے جن کو وضو میں دھونا ضروری ہے اور پالش ان چیزوں میں ہے جو اپنی کثافت کی وجہ سے پانی کو ناخن تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے، اسی لیے پالش لگا کر وضو کرنا درست نہیں ہے اور سرخی اس سے مختلف ہے؛ اس لیے

......بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا......و منعه من الخروج، وهو يعلم أنه لو لم يحش ظهر البول فأخرج القطنة و عليها بلة، فهو محدث ساعة إخراج القطنة فقط. و عليه الفتویٰ. (ابراهيم بن محمد، حاشية الطحطاوي، "كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة،" ص:۱۴۹، دارالکتاب دیوبند)، ولو حشت المرأة فرجها بقطنة فإن وضعتها في الفرج الخارج فابتل الجانب الداخل من القطنة كان حدثا، و إن لم ينفذ إلى الجانب الخارج لا يكون حدثا، (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل بيان ما ينقض الوضوء، ج۱،ص:۱۲۴)

(۱)و منها، الإغماء، والجنون، والغشي، والسكر. وحد السكر في هذا الباب: أن لا يعرف الرجل من المرأة عند بعض المشائخ وهو اختيار الصدر الشهيد (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه ، كتاب الطهارة، الباب الأول: في الوضوء، الفصل الخامس، في نواقض الوضوء، منها الإغماء، والجنون، والغشي، والسكر، ج۱،ص۶۳)؛ و ينقضه إغماء و منه الغشي، و جنون، و سكر بأن يدخل في مشيه تمايل. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، مطلب نوم الأنبياء غير ناقض، ج۱،ص:۲۷۳، مكتبة زكريا ديوبند)

اس کا حکم یہ نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۹/۷/ ۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کے لوٹے کو بالٹی میں استعمال کرنا:

(۴۴) **سوال:** وضو کے لوٹے کو بالٹی میں ڈال کر غسل کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: بدر عالم، مانکی، متصل دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: لوٹے کے نچلے حصہ میں کوئی نجاست لگی ہوسکتی ہے، اس کو دھوکر بالٹی میں ڈال کر غسل کرنا درست ہے[۲]، تاہم اس کا خیال رہے کہ اہل مسجد نے جو لوٹے جس کام کے لیے رکھے ہیں، ان سے وہی کام لینا چاہیے۔[۳]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۳: ۱۴۲۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و زوال مایمنع وصول الماء إلی الجسد کشمع و شحم أو کان فیه ما یمنع الماء کعجین وجب غسله ما تحته و لا یمنع الدرن و خرء البراغیث. (الشرنبلالی، نورالإیضاح، کتاب الطهارة، فصل في الوضوء، ص:۳۱ مکتبة عکاظ دیوبند)؛ و إن کان ممضوغاً مضغاً متاکداًبحیث تداخلت أجزاء ہ و صار لزوجة و علاکة کالعجین شرح المنیة. قوله وهو الأصح صرح به في شرح المنیة و قال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة. والحرج. (ابن عابدین، ردالمحتار، کتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، ج۱،ص:۲۸۹)؛ والخضاب إذا تجسد و یبس یمنع تمام الوضوء والغسل. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفرض الثاني: غسل الیدین، ج:۱،ص:۵۴،مکتبة فیصل دیوبند)؛وأو لزق بأصل ظفره طین یابس أو رطب لم یجز، و إن تلطخ یده بخمیر أو حناء جاز. (جماعة من علماء الهند، ”کتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفرض الثاني، في غسل الیدین“، ج:۱،ص:۵۵)

(۲) لأن ملاقاة الطاهر للطاهر لا توجب التنجس. (ابن الهمام، فتح القدیر، ”کتاب الطهارة باب الماء الذي یجوز به الوضوء،“ ج۱،ص:۹۲،مکتبة زکریا، دیوبند)

(۳) و إذا وقف للوضوء، لا یجوز الشرب منه، و کل ما أعدّ للشرب حتی الحیاض،...... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

پیروں کی پھٹن میں پانی پہونچانے کا حکم:

(۴۵)**سوال:**”في مجموع النوازل إذا كان برجله شقاق، فجعل فيه الشحم وغسل الرجلين، ولم يصل الماء إلى ما تحته، ينظر: إن كان يضره إيصال الماء إلى ما تحته يجوز، وإن كان لا يضره لا يجوز، كذا ”في المحيط“ فإن خرزه جاز بكل حال، كذا في الخلاصة“[۱]

حضرات علماء کرام سے اس عبارت میں آخری جملہ کا حل مطلوب ہے”فإن خرزه جاز بكل حال“ سے کیا مراد ہے؟

المستفتی: محمد راشد، علی گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یعنی: اگر پیروں کی پھٹن کوسی دیا جائے، تو اب پانی اندر پہونچے یا نہ پہونچے؛ بہرصورت وضو درست ہوگا۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۸/۷/۱۴۴۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لا يجوز فيها التوضؤ كذا في ”خزانة المفتيين“ (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ”كتاب الوقف، الباب الثاني عشر في الرباطات“، ج۲،ص:۴۱۵)؛ولا يجوز الوضوء من الحياض المعدة للشرب في الصحيح و يمنع من الوضوء منه و فيه و حمله لأهله، إن مأذوناً به جاز. و إلا لا (ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع،“ ج۹،ص:۱۱-۶۱۲)؛و أجمعوا أنه إذا وقف للوضوء، لا يجوز الشرب منه. (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانيه، ”كتاب الوقف، الفصل الثاني والعشرون، في المسائل التي تعود إلى الرباطات والمقابر“، ج۸،ص:۱۸۴)

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، الباب الأول في الوضوء، الفرض الثالث: غسل الرجلين،ج۱،ص:۵۴

(۲) وعلل في الدرر بأن محل الفرض استتر بالحائل، و صار بحال لا يواجه الناظر إليه، فسقط الفرض عنه، و تحول إلى الحائل.(ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق و تقسيمه،“ ج۱،ص:۲۱۱)

گردن پر مسح کرنا:

(۴۶)**سوال**: میرا سوال یہ ہے، وضو میں چار فرض ہیں، ان میں سے تیسرے نمبر کا جو چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے، مسح کرنے کے بعد جو گردن پر ہاتھ پھیرتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کس حدیث میں ہے؟

المستفتی: فروغ احمد، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: گردن پر مسح کے سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں ملی، اس باب میں جو احادیث ملتی ہیں، ان کو علماء نے ضعیف قرار دیا ہے؛ اس لیے احناف کے نزدیک گردن پر مسح کرنا سنت نہیں ہے؛ ہاں مستحب ہے؛ کبھی کر لے اور کبھی چھوڑ دے؛ اس کی گنجائش ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۴/۵/۱۴۳۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

جوتے پہن کر وضو کرنا:

(۴۷)**سوال**: کیا جوتے پہن کے وضو کرنا جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبداللہ، اڑیسہ

الجواب وباللہ التوفیق: پیر دھونا اور اگر خفین پہنے ہوں، تو ان پر مسح کرنا جب

---

(۱)و مستحبه التيامن و مسح الرقبة قوله (و مسح الرقبة) هو الصحيح، و قيل: إنه سنة (ابن عابدين، رد المحتار على الدر، "كتاب الطهارة، مطلب لا فرق بين المندوب، والمستحب والنفل والتطوع، ج۱ص:۲۴۶)؛وقال ظفر أحمد التهانوى بعد ما ساق أحاديث المسح على الرقبة: دلّت هذه الأحاديث على استحباب مسح الرقبة، ولا يمكن القول بسنيته لعدم نقل المواظبة (ظفر احمد عثماني، إعلاء السنن، كتاب الطهارة، باب استحباب مسح الرقبة، ج۱ص:۶۶)؛وفي الظهيرية: قيل : مسح الرقبة مستحب. (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانيه، "كتاب الطهارة، الفصل الأول، في الوضوء، المسح على الرقبة والاختلاف فيه"، ج۱ص:۲۲۶)

فرض ہے [۱]؛ تو جوتے پہن کر وضو کرنے کا کیا مطلب ہے؟ جوتے تو بہر حال اتارنے ہی پڑیں گے۔ [۲]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۲/۷/۱۴۴۳ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بے وضو قرآن چھونا:

(۴۸) **سوال:** بغیر وضو قرآن چھونا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد زاہد، مئو

الجواب وباللہ التوفیق: بغیر وضو قرآن کریم کو چھونا جائز نہیں؛ البتہ بغیر چھوئے قرآن کی تلاوت کرسکتا ہے۔ ﴿لا یمسه إلا المطهرون﴾ [۳]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۷/۳/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن سعید بن المسیب والحسن أنهما قالا: یمسح علی الجوربین إذا کانا صفیقین. (أخرجه ابن أبي شیبة، في مصنفه، ”کتاب الطهارة، في المسح علی الجوربین“ ج۱، ص:۲۷۶، رقم:۱۹۸۸، بیروت: دارالکتب العلمیة، لبنان)

(۲) لا شك أن المسح علی الخف علی خلاف القیاس، فلا یصلح إلحاق غیره به، إلا إذا کان بطریق الدلالة وهو أن یکون في معناه و معناه (الساتر) لمحل الفرض الذي هو بصدد متابعة المسح فیه في السفر وغیره للقطع بأن تعلیق المسح بالخف لیس لصورته الخاصة؛ بل لمعناه للزوم الحرج في النزع المتکرر في أوقات الصلاة خصوصاً مع آداب السیر. (ابن الهمام، فتح القدیر، ”کتاب الطهارات، فصل في الآثار، باب المسح علی الخفین“، ج۱، ص:۱۵۸)؛ اور جوربین اگر موٹے ہوں تو ان پر مسح کرنے کے تو بعض فقہاء قائل بھی ہیں لیکن جوتوں پر مسح کرنا تو کسی بھی امام کے مذہب میں جائز نہیں۔ لم یذهب أحد من الأئمة إلی جواز المسح علی النعلین. (محمد یوسف البنوري، معارف السنن، ”باب في المسح علی الجوربین والنعلین“ ج۱، ص:۳۴۷، مکتبة أشرفیة، دیوبند)

(۳) قال الطیبی بیان لقوله تعالیٰ لا یمسهٗ الا المطهرون (الواقعه:۷۹)، فإن المراد في الناس عن مسه إلا علی الطهارة (ملا علی قاری، مرقاة المفاتیح، شرح مشکاة المصابیح، ”کتاب الطهارة، باب مخالطة الجنب، الفصل الثاني“ ج۲، ص:۱۵۱، مکتبة فیصل دیوبند)، لا یمسهٗ إلا المطهرون و قول النبي لا یمس القرآن إلا طاهرٌ بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

بغیر وضو ذکر و اذکار کرنا:

(۴۹) **سوال**: شیوخ اپنے مریدین کو جو ذکر و ظائف بتلاتے ہیں وہ ذکر و وظائف بغیر وضو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ سلطان الحق، روڑکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ذکر و اذکار بلا وضو جائز ہے؛ مگر بہتر اور افضل یہ ہے کہ یہ اذکار و وظائف بھی وضو کے ساتھ کرے، تاکہ اجر و ثواب میں اضافہ ہو، نیز شیطانی وساوس سے باوضو شخص کی حفاظت ہوتی ہے تاکہ یہ بھی نصیب ہو جائے۔ (۱)

فقط واللہ اعلم

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۶/۱/۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تفسیر کی کتابوں کو بلا وضو چھونا:

(۵۰) **سوال**: اردو و عربی تفسیر کی کتابوں کو بلا وضو چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: جعفر احمد کشمیری

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ولأن تعظيم القرآن واجبٌ وليس مسُّ التعظيم من المصحف بيد حلّها حدث و إعتباره المس بالقراء ة غير سديد لأن حكم الحدث لم يظهر في الفم و ظهر في اليد بدليل أنه افترض غسل اليد ولم يفترض غسل الفم في الحدث فبطل الإعتبار. (علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الطهارة، مطلب: مس المصحف“، ج۱ص:۱۴۱)؛وقال الإمام الطيبي، أن هذا الكتاب كريمٌ على اللّٰه تعالى ومن كرمه أنه أثبته عنده في اللوح المحفوظ و عظم شأنهٗ بأن حكم بأنهٗ لا يمسهٗ إلا الملائكة المقربون و صانه عن غير المقربين فيجب أن يكون حمكه عند الناس، كذلك بناء على أن ترتب الحكم على الوصف المناسب مشعر بالعلية. (زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة، باب الحيض،“ ج۱ص:۳۴۹،دار الكتاب ديوبند)

(۱) و يجوز له الذكر والتسبيح والدعاء. (ابراهيم بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ،فصل، ج۱ص:۴۳)؛والحائض أوالجنب إذا قال: الحمد للّٰه على قصد الثناء لا بأس به. (على بن عثمان، الفتاوىٰ السراجيه، طهارة، ”باب الحيض والنفاس،“ ج۱ص:۷۹)(شاملة)؛و أما الأذكار فلم ير بعضهم بمسه باساً. والأولىٰ عند عامة المشائخ لا يمس إلا بحائل كما في غيره. (بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية،”كتاب الطهارة، باب الحيض والاستحاضه،فروع فيما يكره للحائض والجنب“، ج۱ص:۶۵۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فقہاء کا متفقہ اصول یہ ہے کہ اگر تفسیر کی عبارت والفاظ زیادہ ہوں، تو بغیر وضو چھونا جائز ہے اور اگر قرآن کی عبارت والفاظ تفسیر سے زیادہ ہوں، تو اس کو بغیر وضو چھونا جائز نہیں ہے؛ لہٰذا معارف القرآن اور جلالین جیسی کتابوں کو بغیر وضو چھونا جائز ہے۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ وضو کے ساتھ چھوا جائے۔ (۱)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح: خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۶/۲۰/۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

ووٹ ڈالنے کی نشانی والی سیاہی پر وضو کا حکم:

(۵۱) **سوال**: ملک ہندوستان کے جمہوری قوانین کے تحت ووٹ کی شرعی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے شہر سے دور مختلف علاقوں میں کام کر رہے تبلیغی احباب اور ائمہ ومدرسین کا الیکشن کے روز ووٹ ڈالنے کے لیے جانا لازم وضروری ہے۔ نیز جو سیاہی انتخابات کے دوران انگلی پر لگائی جاتی ہے، کیا اس کے رہتے ہوئے وضو جائز ہے؟

المستفتی: مولانا عباس صاحب، بلند شہری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ووٹ ایک طرح کی شہادت ہے، جہاں تک ممکن ہو ووٹ ضرور ڈالنا چاہیے (۲) ووٹ ڈالنے کے بعد انگلی پر جو سیاہی لگائی جاتی ہے، وہ جلدی ختم نہیں ہوتی؛ اس لیے اس کے رہتے ہوئے وضو درست ہوگا۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۵/۳۰/۱۴۴۰ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱) (ولو قیل به) أي بهذا التفصیل بأن یقال. إن کان التفسیر أکثر لا یکره و إن کان القرآن أکثر یکره. (ابن عابدین، ردالمحتار، ''کتاب الطهارة، مطلب یطلق الدعاء علی ما یشمل الثناء،'' ج۱،ص:۳۲۰)؛ و قال الحلواني. إنما قلت هذا العلم بالتعظیم فإني ما أخذت الکاغذ إلا بطهارة. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الطهارة، باب الحیض،'' ج۱،ص:۳۵۰)؛ و قد جوز بعض أصحابنا مس کتب التفسیر للمحدث ولم یفصلوا بین کون الأکثر تفسیراً ولو قیل به إعتباراً للغالب لکان حسناً. (طحطاوی، حاشیه الطحطاوی، ''کتاب الطهارة، باب الحیض والنفاس والاستحاضة،'' ج۱،ص:۱۴۴)

(۲) قال النووي... رحمه الله تعالیٰ: أجمعوا علی أن من وعد انساناً شیئا...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ایک پیر کٹے ہوئے شخص کا وضو:

(۵۲) **سوال**: ایک شخص ایک پاؤں سے معذور ہے اور وہ اس پاؤں میں کیلپر پہنتا ہے صورت حال یہ ہے کہ کیلپر پہنے کی حالت میں جب وہ وضو کرتا ہے، تو پاؤں نہیں دھو پاتا کیونکہ ایسی صورت میں اس کو دقت پیش آتی ہے، جب کہ وہ اپنے آفس میں کام کرتا ہے اور وہاں پر کیلپر اتارنے کی کوئی گنجائش بھی نہیں اور تیمّم کی بھی کوئی شکل نہیں ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں اس کا وضو ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عدنان انظر، بیگوسرائے

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو حصہ پیر کا وضو میں دھویا جاتا ہے، وہ اگر مکمل کٹا ہوا ہے تو اسے دھونا ساقط ہو جاتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲/۱۰: ۱۴۴۰ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

وضو کے وقت سلام کرنا:

(۵۳) **سوال**: ایک شخص وضو کر رہا ہے، تو دوسرے آدمی کو اسے سلام کرنے میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

المستفتی: سمیع الحق، ضلع سہارنپور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ليس بمنهى عنه فينبغي أن يفي بوعده. (ملا على قارى، مرقاة المفاتيح، "كتاب الآداب، باب المزاح،" ج۹،ص:۱۱۴)

(۳) ولو كان على بدنه قشر سمك أو خبز ممضوغ متلبد و جب إزالته، و كذا الخضاب المتجسد الحناء. (الجوهرة النيرة. كتاب الطهارة، ج۱،ص:۱۲؛ وكفايت المفتى، باب مايتعلق بفرائض الغسل، ج۳،ص:۳۵۸)، ولا بد من زوال ما يمنع وصول الماء للجسد كشمع و عجين لا صبغ بظفر صباغ ولا ما بين الأظفار. (طحطاوي، حاشية الطحطاوي، "كتاب الطهارة، فصل لبيان فرائض الغسل،" ج۱،ص:۱۰۲)

(۱) ولو قطعت رجله من الكعب و بقى النصف من الكعب يفترض عليه غسل ما بقي من الكعب أو موضع القطع، و إن كان القطع فوق الكعب أو فوق المرفق لم يجب غسل موضع القطع. (الفتاویٰ التاتارخانيه، "كتاب الطهارة، الفصل الأول في الوضوء،" ج۱،ص:۲۰۵)؛ ولو قطعت يده أو رجله فلم يبق من المرفق والكعب شيء سقط الغسل، ولو بقي وجب. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الطهارة، الباب الأول: في الوضوء، الفرض الثالث، غسل الرجلين،" ج۱،ص:۵۴)؛ ولو قطعت رجليه و بقي بعض الكعبة يجب غسل البقية و موضع القطع و كذا في المرفق. (حسام الدين بن علي، البناية، "كتاب الطهارة،" ج۱،ص:۲۶۱ مكتبة زكريا، ديوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو میں مشغول آدمی کو سلام نہ کیا جائے، وضو بھی ایک عبادت اور کارِثواب ہے، جس میں مصروفیت اور خاص توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، جب کہ بعض اعضاء ایسے ہیں کہ اگر خاص توجہ نہ دی جائے، تو خشک ہی رہ جائیں گے اور وضو نہ ہوگا۔

وضو میں بعض فرائض، بعض سنن اور بعض مستحبات ہیں، اس کے آداب میں سے یہ ہے کہ عضو کو دھوتے ہوئے بسم اللہ اور کلمہ شہادت پڑھا جائے[۱] اور دوسری دعائیں بھی کتابوں میں منقول ہیں[۲]، جو ہر عضو کے لیے الگ الگ مخصوص ہیں، سلام سے ان سب چیزوں میں خلل ہونے کا قوی اندیشہ ہے؛ لہٰذا اس موقعہ پر سلام نہ کیا جائے اور اگر کوئی سلام کرے، تو اس کا جواب دینا اولیٰ اور بہتر ہے؛ لازم نہیں ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۶/۱۸: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھونا:

(۵۴) **سوال**: اعضاء وضو ایک ایک بار دھوکر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا اس عمل سے فضیلت حاصل ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: رشید احمد اکبر پور، پھلاس، متصل دیوبند

---

(۱)عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال: أشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحدهٗ لاشريك له و أشهد أن محمدا عبدهٗ و رسوله. أللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين، فتحت له ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيها شاء. (أخرجه الترمذي، فى سننه، ''أبواب الطهارة، باب ما يقال بعد الوضوء،'' ج۱،ص:۱۸،كتب خانه نعيمية ديوبند)

(۲)والدعاء بالوارد عنده أي عند كل عضو. والصلاة والسلام على النبي بعده أي بعد الوضوء. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب في مباحث الاستعانة في الوضوء بالغير،'' ج۱،ص:۵۲-۲۵۳)

(۳)فيكره السلام على مشتغل بذكر اللّٰه تعالى بأي وجه كان.(ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: المواضع التي يكره فيها السلام،'' ج۲، ص:۳۷۴)

الجواب وباللہ التوفیق: اعضاء وضو کو تین بار دھونا مسنون ہے، ایک مرتبہ دھونے سے بھی وضو درست ہوگا، اس سے نماز ادا ہو جائے گی؛ لیکن اس کو عادت نہیں بنانا چاہیے، وضو سنت طریقے پر کرنا چاہیے۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کے دوران ناقض وضو پیش آجائے، تو کیا کرے؟

(۵۵) **سوال:** وضو کرتے وقت اگر ریح خارج ہو جائے تو کیا از سر نو وضو کرنا چاہیے؟
المستفتی: نور الحسن، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: جی ہاں! از سر نو وضو کرنا ضروری ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید ۶/۵: ۱۴۱۳ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کرتے ہوئے دانتوں سے خون آگیا:

(۵۶) **سوال:** ایک شخص نے ہاتھ دھوئے، کلی کی، پھر دانتوں سے خون آگیا، اس نے خون

(۱) و تثليث الغسل المستوعب ولا عبرة للغرفات ولو اكتفى بمرة، إن اعتاده أثم و إلا لا. (الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك،" ج۱،ص۳۹)؛ و تكرار الغسل إلى الثلاث؛ لأن النبي عليه الصلاة والسلام توضأ مرة، مرة، و قال: هذا وضوء لا يقبل الله تعالىٰ الصلاة إلا به، و توضأ مرتين مرتين، و قال: هذا وضوء من يضاعف الله له الأجر مرتين، و توضأ ثلاثا ثلاثا، و قال: هذا وضوئي و وضوء الأنبياء من قبلي. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الطهارات،" ج۱،ص:۳۱-۳۲)

(۲) و خروج غير نجس مثل ريح. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء، ج۱،ص:۲۶۳)؛ و المعاني الناقضة للوضوء كل ما يخرج من السبيلين لقوله تعالىٰ: أو جاء أحد منكم من الغائط الخ. (المرغيناني، هدايه،"كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء،" ج۱،ص:۲۲)

کے ختم کرنے کے بعد وضو مکمل کرلیا، تو اس کا وضو درست ہوا یا نہیں؟

المستفتی: منشی فخر الاسلام، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص نے اگر اس کے بعد مکمل وضو کرلیا، تو وضو درست ہوگیا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۴/۳: ۱۴۲۱ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

جنابت کی حالت میں وضو کرنے کی حکمت:

(۵۷) **سوال:** غسل جنابت میں وضو کرنے سے کیا فائدہ ہے، کیا ناپاکی دور کیے بغیر وضو ہو جاتا ہے؟ صحابہ کرام کا عمل رہا ہے کہ مباشرت کے بعد وضو بنا کر سوتے تھے۔ حالت ناپاکی میں وضو کرنا سمجھ میں نہیں آتا؟ آپ اس کی وضاحت فرمادیں۔

المستفتی: قمر الحسن، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جنابت کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ غسل کر کے سوئے اگر غسل پر طبیعت آمادہ نہ ہو، تو شرمگاہ سے نجاست صاف کرے اور وضو کر کے سو جائے، اس کی حکمت واضح ہے غسل کے ذریعہ پاکی ہو جائے گی؛ لیکن بسا اوقات رات میں غسل کرنا حرج کا باعث ہوتا ہے؛ اس لیے شریعت نے رخصت دی ہے کہ مقام نجاست کو صاف کر کے وضو کرلیا جائے، اس سے نجاست میں تخفیف ہو جائے گی، آپ ﷺ کبھی کبھی ایسا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر آدمی جنابت کی حالت میں بلا وضو کے سو جائے، اور اسی حالت میں انتقال ہو جائے تو فرشتے اس کے جنازے میں حاضر نہیں ہوتے، اس لیے ایک اہم فائدہ ہے کہ صرف وضو سے ہی فرشتوں کے دخول کے حق میں پاکی ہوگی ''أما غسل الفرج فلإزالة الأذى وأما الوضوء

---

(۱) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (مائدہ، آیت:۶)؛ و فرض الطهارة غسل الأعضاء الثلاثة و مسح الرأس، (المرغيناني، هداية، ''كتاب الطهارة''، ج۱،ص:۱۶،مكتبة الاتحاد ديوبند)

فلتخفيف الحدث[۱] في معجم الطبراني في جنب ينام ويموت إن الملائكة لا تحضر جنازته، وبالوضوء تندفع هذه المضرة، فهذا المعنى أوجب القول باستحبابه [۲]عن ميمونة بنت سعد هل يرقد جنب؟ قال لا: أحب أن يتوضأ فإني أخشى أن يموت فلا يحضره جبرئيل[۳]عن عائشة قال: أن النبي صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن ينام وهو جنب توضأ وضوئه للصلاة''.[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی ۸/۱/ ۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

اذان کے دوران وضو کرنا:

(۵۸) **سوال**: اذان کے دوران وضو کرنا کیسا ہے چونکہ اذان کا جواب وضو بناتے ہوئے نہیں دیا جا سکتا، اور اگر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے اذان شروع ہو جائے، تو تلاوت جاری رکھی جائے یا بند کردی جائے اور اذان کا جواب کس طرح دیا جائے؟

المستفتی: عبدالحمید، محلّہ قلعہ دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وقت میں گنجائش ہو، تو اذان ہوتے ہوئے وضو نہ بنائے؛ بعد میں بنالے اور اذان کا جواب دے۔ اگر اذان کے بعد فوراً جماعت ہونے والی ہے اور گنجائش نہیں ہے، تو اذان ہوتے ہوئے وضو بنانا درست ہے۔

قرآن پاک کی تلاوت اگر مکان میں ہو رہی ہو، تو اذان کے وقت بند کر کے اذان کا جواب دیا

(۱)ابن جوزی، كشف المشكل من حديث الصحيحين: ج۴-ص:۳۷۳؛ و كشف المشكل من مسند أم المؤمنين، رقم:۲۵۸۳(شاملة)

(۲)انور شاه الكشميري، فيض الباري، كتاب الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم، الشاة والسويق،ج۱،ص:۴۰۵ (مكتبة شيخ الهند ديوبند)

(۳) أيضًا، ج۱،ص:۴۵۱

(۴)ابن قتيبه، تاويل مختلف الحديث، قالوا: أحكام قد أجمع عليها،ج۱،ص:۳۵۰ (شاملة)

جائے اور اگر مسجد میں ہو تو اختیار ہے کہ تلاوت جاری رکھے یا بند کر دی جائے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲۲/۶: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مصنوعی دانت لگے ہوں تو وضو اور غسل کا کیا حکم ہے؟

(۵۹) **سوال:** زید نے مصنوعی دانت لگا رکھے ہیں، وہ مصالحہ سے اس طرح جڑ گئے ہیں کہ ان کے اندر پانی نہیں جا سکتا، تو اس کا وضو و غسل واجب صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟ نیز وہ قوم کی امامت بھی کرتا ہے۔ مدلل بیان فرمائیں۔

المستفتی: زاہد حسن، مرزاپور، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر وہ اس طرح پیوست کر دیا گیا ہے کہ نکالا اور ہلایا ہی نہیں جا سکتا، تو وضو اور غسل صحیح ہو جاتا ہے۔ نیز اس کی امامت بھی درست ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۵/۹: ۱۴۱۵ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولا ينبغي أن يتكلم السامع في خلال الأذان والإقامة، ولا يشغل بقراء ة القرآن، ولا بشيء من الأعمال سوى الإجابة ولو كان في القراء ة ينبغي أن يقطع و يشتغل بالإستماع والإجابة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الصلوٰة، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة،'' ج۱،ص:۱۱۴)؛ ولا يقرأ السامع ولا يسلم ولا يرد السلام ولا يشتغل بشيء سوى الإجابة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلوٰة، باب الأذان،'' ج۱،ص:۴۵۰)

(۲) ولا يجب غسل ما فيه حرج كعين و ثقب انضم و داخل قلفة. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل،'' ج۱،ص:۲۸۶)؛ ولو كان سنه مجوفاً فبقي فيه أو بين أسنانه طعام أو درن رطب في أنفه، ثم غسله على الأصح. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الطهارة، الباب الثانى في الغسل،'' ج۱،ص:۱۴)

نمازِ جنازہ کے لیے کیے گئے وضو سے متعدد نمازیں پڑھنے کا حکم:

(۶۰) **سوال:** کیا ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھ سکتے ہیں، یا ہر نماز کے لیے وضو کرنا ضروری ہے۔ نیز میں نے نماز جنازہ کے لیے وضو کیا، تو کیا اس سے بھی دوسری نمازیں پڑھ سکتا ہوں، یا نہیں؟

المستفتی: محمد شاہد قاسمی، مقام بھتورا، ضلع مدھوبنی

الجواب وباللہ التوفیق: ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھنا درست ہے، ہر نماز کے لیے علاحدہ وضو ضروری نہیں۔ ''**روی أحمد بإسناد حسن مرفوعاً لو لا أن أشق علی أمتي لأمر تهم عند کل صلوة بوضوء، یعني ولو کانوا غیر محدثین**''[۱]۔ صورت مسئولہ میں نماز جنازہ کے لیے جو وضو بنایا گیا ہے، وہ بھی مکمل وضو ہے اور وہ ایسی عبادت کے لیے ہے، جو وضو کے بغیر درست نہیں۔ نیز نماز جنازہ سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا؛ اس لیے ایسے وضو سے دوسری نمازیں پڑھنا درست ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۳۰/۱/ ۱۴۲۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بغیر نیت کیے وضو سے نماز پڑھنا:

(۶۱) **سوال:** وضو میں نیت کرنا کیسا ہے؟ ایک شخص نے بغیر نیت کے وضو کیا مثلاً: غسل کیا: ناک میں پانی ڈالا، کلی بھی کی، تو اس سے وضو ہو جائے گا یا نہیں؟ یا وضو کی نیت کر کے دوبارہ وضو کرے؟

المستفتی: محمد فیاض، اتھیڑی، ضلع مظفرنگر

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الطهارة، أركان الوضوء أربعة،'' ج۱، ص: ۲۰۳

(۲) وعن بريدة أن النبي ﷺ صلی الصلوات يوم الفتح بوضوء واحد، و مسح علی خفيه، فقال له عمر: لقد صنعت اليوم لم تكن تصنعه، فقال عمدا صنعته يا عمر! (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء،'' ج۲، ص: ۳۱، مكتبة فيصل ديوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو عبادت غیر مقصودہ ہے اور عبادات غیر مقصودہ میں نیت شرط نہیں؛ لہٰذا وضو بغیر نیت کے بھی درست ہے، اس سے نماز پڑھنا صحیح ہے؛ البتہ اس پر ثواب مرتب نہیں ہوتا، حصول ثواب کے لیے وضو میں نیت کا پایا جانا ضروری ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۸: ۱۴۱۵ھ

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اٹیچ باتھ روم میں بوقت وضو دعائیہ کلمات پڑھنا:

(۶۲) **سوال:** لیٹرین، غسل خانہ اور واش بیسن ساتھ میں لگا ہوا ہے، اب اس میں مرد اور عورت وضو کرتے ہیں؛ لیکن وضو کرتے وقت دعائیہ کلمات بھی ادا کرتے ہیں، کیا اس میں دعائیہ کلمات ادا کرنا جائز ہے؟

المستفتی: اسجد صدیقی، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ غسل خانہ یا واش بیسن پر وضو کرتے وقت دعائیہ کلمات پڑھنا درست ہیں؛ لیکن لیٹرین صاف رکھنے کا اہتمام ضروری ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۹/۷: ۱۴۳۴ھ

محمد عارف قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و بیانه أن الصلوٰة تصح عندنا بالوضوء، ولو لم یکن منویا بخلاف التیمم. و إنما تسن النیة في الوضوء لیکون عبادة فإنه بدونها لا یسمی عبادة ماموراً بها: کما یأتي و إن صحت به الصلوٰة (ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الطهارة مطلب الفرق بین الطاعة والقربة،" ج۱، ص:۲۲۳)، فالنیة في الوضوء سنة.(ابن الهمام، فتح القدیر، "کتاب الطهارة،" ج۱، ص:۳۳)؛ و یستحب للمتوضی أن ینوي الطهارة فالنیة في الوضوء سنة عندنا و عند الشافعي فرض (المرغیناني، هدایة، "کتاب الطهارة" ج۱، ص:۲۰)

(۲) و یستحب أن لا یتکلم بکلام مطلقا أما کلام الناس فلکراهته حال الکشف، و أما الدعاء فلأنه في مصب المستعمل و محل الأقذار والأوحال. أقول: قد عد التسمیة من سنن الغسل فیشکل علی ما ذکره تأمل.(ابن عابدین، ردالمحتار، "کتاب الطهارة، مطلب سنن الغسل،" ج۱، ص:۲۹۱)؛ و في "قاضی خان" : أنه یکره قراء ة القرآن عند الجنازة قبل الغسل و حوالی النجاسة ولیس هکذا في الحائض، فإن نجاستها مستورة تحت الثیاب. (أنور شاه الکشمیري، فیض الباري، "کتاب الحیض، باب قراء ة الرجل، في حجر إمرأته وهی حائض،" ج۱، ص:۴۸۸)

مختلف رنگوں سے رنگے بالوں پر وضو اور غسل کا حکم:

(۶۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
مختلف رنگوں سے رنگے ہوئے بالوں پر مسح کرنا درست ہے، یا نہیں؟
المستفتی: زید، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آج کل جو بالوں کو مختلف رنگوں سے رنگا اور خضاب لگایا جاتا ہے، وہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ خضاب ذی جرم ہوتا ہے، جس کی پرتیں ہوتی ہیں جو بالوں پر جم جاتی ہیں اور پانی کے بالوں تک پہنچنے میں مانع (رکاوٹ) ہے؛ ایسے خضاب پر نہ تو مسح درست ہوگا اور نہ ہی غسل صحیح ہوگا۔

دوسری قسم کا خضاب جو صرف رنگ ہوتا ہے، اس میں کوئی جرم نہیں ہوتا جیسے کہ مہندی لگانے کے بعد بالوں کا رنگ بدل جاتا ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے بالوں پر کوئی پرت نہیں جمتی ہے، اس صورت میں وضو اور غسل درست ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی ۲/۱۱/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کے دوران چادر ممبر پر رکھنا:

(۶۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) إن كان ممضوغاً مضغاً متأكداً، بحيث تداخلت أجزاءه و صار لزوجة و علاكة كالعجين. شرح المنية. قوله: وهو الأصح صرح به في شرح المنية و قال: لإمتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل''ج۱،ص:۲۸۹)؛ والخضاب إذا تجسد و يبس يمنع تمام الوضوء والغسل. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء والفرض الثاني، غسل اليدين،''ج۱،ص۵۴)؛ أو كان فيه يعني المحل المفروض غسله ''ما'' أي شيء ''يمنع الماء'' أن يصل إلى الجسد كعجين و شمع و رمص بخارج العين بتغميضها ''وجب'' أي افترض ''غسل ماتحته'' بعد إزالة المانع. (طحطاوي، حاشية الطحطاوي، ''كتاب الطهارة، فصل في تمام أحكام الوضوء،'' ج۱،ص:۶۳)

لوگ وضو کرنے کے لیے اپنے اوپر جو چادر اوڑھ کر آتے ہیں، وہ اتار کر مسجد میں جو ممبر بنا ہوتا ہے اس پر رکھ دیتے ہیں۔ بعض لوگ اس چادر کو اتار کر رکھنے کو ناجائز کہتے ہیں، تو کیا چادر اتار کر ممبر پر رکھنا ناجائز ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: ماسٹر محمد فاروق تھتکی

الجواب وباللہ التوفیق: آدمی جو چادر سردی میں اوڑھ کر مسجد آتا ہے بظاہر وہ پاک ہوتی ہے اور اگر پاک چادر کو وضو کے دوران ممبر پر رکھ دیا جائے، تو اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا ہے، اس کو بلا وجہ انتشار کا سبب نہیں بنانا چاہیے۔ (۱)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی　　**کتبہ**: امانت علی قاسمی ۹/۵/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند　　مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کا بچا ہوا پانی پینے کا حکم اور اس کی حکمت:

(۶۵) **سوال**: بعض لوگ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیتے ہیں شرعاً یہ کیسا ہے؟ اور اس میں کیا حکمت ہے؟

المستفتی: اخلاق حسین: سمستی پوری، متعلّم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اس میں راز یہ ہے کہ جس طرح انسان ظاہری اعضاء پر پانی ڈالتا ہے اور اس کی وجہ سے ظاہری اعضا کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اسی طرح باقی پانی پی کر اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اے اللہ تو نے جس طرح میرے ظاہر کو پاک کر دیا، اسی طرح میرے باطن کو بھی پاک فرما دیں؛ کیوں کہ وضو کے پانی میں ایک خاص تاثیر اور برکت ہوتی ہے۔ (۲)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ　　**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۱/۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه. (أخرجه الترمذي، في سننه، أبواب الزهد، باب ما جاء من تكلم بالكلمة ليضحك الناس، ج۲،ص:۵۸)؛وأن رسول الله ﷺ: نهى عن قيل و قال وكثرة السوال. (أخرجه الإمام مالك في الموطا، "باب التعفف عن المال الحرام،" بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر

جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں اس کے وضو کا طریقہ:

(۶۶) **سوال:** جس شخص کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور کچھ باقی نہ ہوں، زخم اتنا ہو کہ پانی سے وضو ممکن نہ ہو اور تیمّم کرنے پر بھی قادر نہیں ہے کہ ہاتھ پیر سب ہی کٹے ہوئے ہیں اور چہرے پر اب زخم ہیں کہ تیمّم بھی نہیں کر سکتا وہ نماز کیسے پڑھے؟

المستفتی: محمد خوشنود، ضلع میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کسی طرح بھی وضو یا تیمّم کرنے کی کوئی شکل نہ ہو، تو وہ شخص بغیر طہارت کے ہی نماز ادا کرے جب تک طہارت ممکن نہ ہو، طہارت کے بغیر نماز ادا کرے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۱/۳: ۱۴۲۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی
رکن دارالافتا، دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ج۱، ص:۲۶، رقم:۲۹۹

(۲) (ماخوذ از: حضرت تھانویؒ، احکام اسلام عقل کی نظر میں، ص:۳۸)، حاشیہ میں مرقوم ہے "اور اس پانی کو کھڑے ہو کر پینا سنت ہے تا کہ اوپر سے نیچے تک پاک ہونے کی دعا ہے"، و أن يشرب من فضل الوضوء قائماً، وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا از قبیل مستحبات ہے۔ كذا في نورالإيضاح لشرنبلالي، فصل من آداب الوضوء، ص:۳۴......و أن يشرب بعده من فضل وضوئه ... والمراد شرب كله أو بعضه. (رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب في بيان إرتقاء الحديث الضعيف إلى مرتبة الحسن،" ج۱، ص:۲۵۳)؛ وعن أبي حية قال رأيت عليا توضأ الخ ثم قام فأخذ فضل طهوره فشربه و هو قائم. (أخرجه الترمذي، في سننه، "ابواب الطهارة، باب في وضوء النبى ﷺ كيف كان،" ج۱، ص:۱۷، رقم:۲۶)

(۱) مقطوع اليدين والرجلين إذا كان بوجهه جراحة، يصلي بغير طهارة ولا يعيد وهو الأصح (الشرنبلالي، نورالإيضاح مع مراقى والطحطاوي، قبيل "باب المسح على الخفين" ص:۴۴)؛ وقال في البحر : و لو قُطعت يده أو رجله، فلم يبق من المرفق والكعب شيء، سقط الغسل. (الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة، أركان الوضوء أربعة،" ج۱، ص:۲۱۷)؛ و قال الشيخ الإمام محمد بن الفضل: رأيت في الجامع الصغير للكرخي أن مقطوع اليدين والرجلين، إذا كان بوجهه جراحة، يصلى بغير طهارة ولا يتمم، ولا يعيد، وهذا هو الأصح، كذا في الظهيرية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، "كتاب الطهارة، الباب الرابع في التيمم، الفصل الثالث في التفرقات،" ج۱، ص:۸۴)

وضو کے ختم پر دعائے توبہ پڑھنے کا راز:

(۶۷) **سوال**: وضو کے ختم پر دعائے توبہ پڑھنے کا کیا راز ہے؟

المستفتی: سراج الحسن، محلہ قلعہ، علیگڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: وضو میں بدن کے اعضاء کو دھونا گناہوں کے ترک کی طرف ایماء ہے اور رجوع الی اللہ کی صورت اور صفائی ظاہر وباطن کی استدعاء ہے، زبان قال سے پڑھنا رحمت الٰہی کو جذب کرنے کے لیے بہت ہی مناسب اور مؤکد دعا ہے؛ کیونکہ جب انسان کا ظاہر پاک ہوجاتا ہے، تو یہ اس کی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس کا دل بھی اسی طرح پاک وصاف ہوجائے، مگر وہاں چونکہ قدرت کے علاوہ کسی اور کی رسائی نہیں ہوسکتی ہے؛ اس لیے دل کو پاک صاف کرنے کی استدعا اسی سے کی جاتی ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۹: ۱۴۱۹ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناخنوں میں جو میل یا مٹی ہو، وہ صحت وضو وغسل سے مانع نہیں:

(۶۸) **سوال**: ناخن میں جو میل جم جاتا ہے یا برسات کے دن چلنے پھرنے میں پیر کے ناخن میں کیچڑ جاتا ہے، وہ نہ چھڑانے سے وضو وغسل ہوجاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ارشد، ارریہ، بہار

---

(۱) (ماخوذ از: حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ، احکام اسلام عقل کی نظر میں، ''اختتام وضو پر دعائے توبہ پڑھنے کا راز'' ص ۳۴)

روح الطهارة لا يتم إلا بتوجه النفس إلى عالم الغيب، واستفراغ الجهد في طلبها، فضبط لذلك ذكراً، و رتب عليه ماهو فائدة الطهارة الداخلة في جذر النفس. (الشاه ولى الله الدهلوى، حجة الله البالغه، آداب الوضوء، ج۱، ص: ۵۷۵)؛ و(اللهم اجعلني من التوابين) أي للذنوب والراجعين عن العيوب ...... و فيه تعليم للأمة كما ورد: ''كلكم خطّاؤون، وخير الخطائين التوابون. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة، الفصل الأول، ج۲، ص: ۱۵، مكتبة فيصل ديوبند)

الجواب وباللہ التوفیق: ہاتھ وپیر کے ناخنوں میں جو میل یا مٹی جم جاتی ہے اسے چھڑائے بغیر بھی وضو ہو جائے گا۔[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
۱۴۴۰/۹/۸ھ

دانتوں پر چڑھا خول وضو و غسل سے مانع ہے یا نہیں؟

(۶۹) **سوال:** دانتوں پر سونے یا چاندی کا خول چڑھایا جاتا ہے، جو پورے دانت کو گھیر لیتا ہے۔ مرد و عورت دونوں کے لیے یہ خول چڑھوانا کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟ نیز غسل میں کلی کرنا فرض ہے؛ ایسی حالت میں یہ فرض ادا ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور وضو کا کیا حکم ہے

المستفتی: محمد عبداللہ، اجراڑہ، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: دانتوں پر سونے یا چاندی کا خول بلاضرورت چڑھانا مکروہ ہے؛ لیکن ضرورت کی وجہ سے مکروہ نہیں ہے۔ بہر صورت یہ خول وضو اور غسل کے جواز پر اثر

(۱) ولا یمنع الطهارة و نیم و حناء و درن و وسخ و کذا دهن و دسومة و تراب و طین ولو في ظفر مطلقا أي قرويا أو مدنيا في الأصح، (ابن عابدين الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل،" ج۱،ص:۲۸۸)؛ وفي الجامع الصغير: سئل أبو القاسم، عن وافر الظفر الذي يبق في أظفاره الدرن أو الذي يعمل عمل الطين أو المرأة التي صبغت أصبعها بالحناء أو الصرام أو الصباغ؟ قال: كل ذلك سواء يجزيهم و ضوئهم إذ لا يستطاع الامتناع عنه إلا بحرج، والفتوى على الجواز من غير فصل بين المدني والقروي كذا في الذخيرة، (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه؛ "كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفرض الثاني، غسل اليدين،" ج۱،ص:۵۴)؛ ولو بقي الدرن أي الوسخ في الأظفار جاز الغسل والوضوء لتولده من البدن يستوى فيه أي في الحكم المذكور المدن أي ساكن المدينة والقروي أي ساكن القرية لما قلنا. (ابراهيم، حلبي كبيري، باب في آداب الوضوء، ص:۴۲،دار الکتاب دیوبند)، وفي الجامع الصغير إن كان وافر الأظفار و فيها درن أو طين أو عجين أو المرأة تضع الحناء جاز في القروي والمدني. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الطهارة،" ج۱،ص:۱۲)

انداز نہیں ہوتا۔ (۱)

الجواب صحیح: والله اعلم بالصواب

امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی — **کتبہ:** محمد عارف قاسمی ۱۰/۷/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

لینس لگے ہونے کی حالت میں وضو کا حکم:

(۷۰)**سوال:** آنکھ میں کنٹکٹ لینس لگا ہو، تو وضو کی کیا صورت ہوگی؟ ایسی صورت میں وضو ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد حامد، پلڑا، مظفر نگر

الجواب وبالله التوفيق: آنکھ کے اندرونی حصے میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ آنکھ کی پلکوں اور دونوں کناروں پر پانی پہنچانا ضروری ہے۔ اگر مذکورہ لینس اس سے مانع نہیں ہے اور بغیر اتارے پلکوں اور آنکھوں کے کونوں پر پانی پہنچانا ممکن ہو، تو اتارنا ضروری نہ ہوگا۔ (۲)

الجواب صحیح: والله اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، — **کتبہ:** محمد عمران گنگوہی

محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — ۹/۱۲/۱۴۴۱ھ

---

(۱)لو تحركت سن رجل و خاف سقوطها فشدها بالذهب أو بالفضة لم يكن به بأس. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، "كتاب الكراهية، الباب العاشر: في استعمال الذهب والفضة،" ج۵،ص:۳۸۹)؛ ولا يشد منه المتحرك بذهب بل بفضة وجوزهما محمد. و في التاتارخانية، و على هذا الاختلاف إذا جدع أنفه و أذنه أو سقط سنه، فأراد أن يتخذ سنا آخر، فعند الإمام يتخذ ذلك من الفضة فقط، وعند الإمام محمد: يتخذ من الذهب (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس،" ج۹،ص:۵۲۰-۵۲۱)؛ و شد السن بالفضة يعني يحل شد السن المتحرك بالفضة ولا يحل بالذهب، و قال محمد: يحل بالذهب أيضا. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الكراهية، فصل في اللبس،" ج۸،ص:۳۵۰)؛ والأصل وجوب الغسل إلا أنه سقط للحرج (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل،" ج۱،ص:۲۸۶)

(۲) لا أعلم يجب غسلها كلها بقول الأكثر والأعم ممن لقيت و حكي لي عنه من أهل العلم و بأن الوجه نفسه مالا شعر عليه إلا شعر الحاجب و أشفار العينين والشارب والعنفقة. ......بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

بلا وضو کمپیوٹر پر قرآنی آیت ٹائپ کرنا:

(۷۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

بلا وضو قرآنی آیت کو چھونا درست نہیں ہے؛ لیکن کیا بلا وضو قرآنی آیت کی کمپوزنگ کرنا بھی درست نہیں ہے یا اس میں کچھ گنجائش ہے؟ اس لیے کہ بار بار وضو کرنا بسا اوقات دشوار معلوم ہوتا ہے۔

المستفتی: محمد عبداللہ، رودگران، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: بلا وضو کمپیوٹر کے ذریعہ قرآنی آیات کی کتابت کرنا درست ہے؛ اس لیے کہ یہاں پر آیت کو بلا وضو چھونا لازم نہیں آتا ہے؛ بلکہ آیت اور ہاتھ کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے جو کہ واسطہ منفصلہ کے درجہ میں ہے۔ علامہ ابن الہمام نے جنبی وغیرہ کے لیے اس تختی پر قرآن لکھنے کی گنجائش دی ہے، جو ہاتھ میں نہ لی جائے؛ بلکہ کسی چیز پر رکھ کر لکھا جائے اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہاں قلم کے ذریعہ چھونا پایا جارہا ہے اور قلم واسطہ منفصلہ ہے۔ اس بنیاد پر اگر دیکھا جائے، تو کمپیوٹر میں بھی کی بورڈ کا واسطہ موجود ہے؛ بلکہ نقش حروف بنانے میں قلم سے بھی زیادہ دور کا واسطہ ہے، اس طور پر کہ قلم سے براہِ راست نقوش حروف بنتے ہیں اور کمپیوٹر میں حروف کی بورڈ پر لکھے ہوتے ہیں صرف ان کا ظہور اسکرینوں پر ہوتا ہے؛ لہٰذا کمپیوٹر کے ذریعہ بے وضو قرآنی عبارت ٹائپ کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔[1]

فقط واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
۱۴۴۱/۱۰/۹ھ

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ......محمد بن ادريس الشافعي، كتاب الأم، "كتاب الطهارة، باب غسل الوجه،" ج۱،ص:۸۰؛و داخل العينين غير أنه سقط للحرج. (ابن نجيم، النهر الفائق شرح كنز الدقائق، كتاب الطهارة، ج۱،ص:۲۷)

(۱) لا تكره كتابة القرآن والصحيفة أو اللوح على الأرض عند الثاني خلافا لمحمد، حيث قال: أحب إلي أن لا يكتب لأنه في حكم الماس للقرآن، قال في الفتح: والأول أقيس؛ لأنه في هذه الحالة ماس بالقلم وهو واسطة منفصلة. (ابن عابدين، الدر المختار، "كتاب الطهارة، مطلب يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء،" ج۱،ص:۳۱۷)

موبائل کی چپ وغیرہ کو بلا وضو چھونے کا حکم:

(۷۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
موبائل کی چپ جس میں قرآن کریم محفوظ ہو، اسی طرح کیسیٹ اور سی ڈی وغیرہ جس میں قرآن کریم کی آیتیں محفوظ ہوتی ہیں، اس کو بلا وضو چھونا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عابد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی چپ، کیسٹ یا سی ڈی جس میں قرآن کریم محفوظ ہو اس کو بلا وضو چھونا درست ہے؛ اس لیے کہ یہاں پر چپ کو چھونا ایسے ہی ہے جیسے کہ اس موبائل کو بلا وضو چھونا، جس میں قرآن کریم محفوظ ہے۔ چپ یا کیسٹ میں عام طور پر قرآن کریم کی آواز محفوظ ہوتی ہے اور آواز قرآن کا جسم سے مس ہونا جائز ہے، اسی وجہ سے جنبی کے لیے قرآن کریم کا سننا جائز ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت: کان رأس رسول الله ﷺ في حجر إحدانا وهي حائض وهو يقرأ القرآن.[1]

الجواب صحیح:	فقط واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی	**کتبہ**: امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی	مفتی دار العلوم وقف دیوبند
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند	۱۴۴۱/۱۲/۹ھ

آبِ زمزم سے وضو اور غسل یا ناپاکی دور کرنے کا حکم:

(۷۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
آب زمزم سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح آب زم زم سے ناپاکی دور کرنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد راشد، ممبئی

---

(۱) أخرجه النسائي، في سننه، کتاب الحیض والاستحاضه، باب الرجل یقرأ القرآن و رأسه في حجر إمرأته وهي حائض ج۱،ص:۴۴، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)، ولو کان المصحف في صندوق فلا بأس للجنب أن یحمله (ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الطهارة، باب الحیض، مطلب: لو أفتی مفت بشيء من هذه الأقوال،" ج۱،ص:۴۸۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرکوئی شخص باوضوہواور تبرک کے لیے وضو یا غسل کرے یا آب زمزم کو اپنے جسم پر ملے، تو یہ جائز ہے؛ لیکن ناپاکی کی حالت میں اس سے وضو یا غسل کرنا یا ناپاکی دور کرنا درست نہیں ہے۔ تاہم اگر وضو یا غسل کرلیا، تو وضو اور غسل درست ہو جائے گا۔

یجوز الاغتسال والتوضوء بماء زمزم إن کان علی طهارة للتبرك (۱) و کذا إزالة النجاسة الحقیقیة من ثوبه أو بدنه، حتی ذکر بعض العلماء تحریم ذلك. و یستحب حمله إلی البلاد، فقد روی الترمذي. عن عائشة- رضي الله عنها- أنها کانت تحمله و تخبر أن رسول الله ﷺ کان یحمله (وفي غیر الترمذي) أنه کان یحمله، و کان یصبه علی المرضي و یسقیهم. و أنه حنك به الحسن والحسین رضي الله عنهما (۲) فلا ینبغي أن یغتسل به جنب ولا محدث ولا في مکان نجس ولا یستنجي به ولا یزال به نجاسة حقیقیة. (۳)

فقط واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
۱۴۴۱/۱۲/۱۲ھ

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

زائد انگلی اگر خشک رہ جائے، تو اس کا حکم:

(۴۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک شخص کی ایک ہاتھ میں چھ انگلیاں ہیں، اس نے وضو کیا؛ مگر زائد انگلی میں تھوڑی سی جگہ خشک رہ گئی، تو کیا اس کا وضو مکمل ہو گیا؛ کیوں کہ اس کی اصل پانچ انگلیاں تر ہو چکی ہیں۔

المستفتی: محمد حامد، کرلا، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: زائد انگلی بھی اعضائے وضو میں شمار ہوگی اور اس کا دھونا

(۱) طحطاوي، حاشیة الطحطاوي، "کتاب الطهارة،" ج۱،ص:۲۲
(۲) ابن عابدین، رد المحتار "مطلب في الاستنجاء بماء زمزم،" ج۲،ص:۶۲۵
(۳) طحطاوي، حاشیة الطحطاوي، "کتاب الطهارة،" ج۱،ص:۲۲

بھی بقیہ اعضاء کی مانند ضروری ہوگا، خشک رہ جانے کی صورت میں وضو درست نہیں ہوگا۔ و كذا الزائدة إن نبتت من محل الفرض كأصبع و كف زائدين، و إلا فما حاذى منهما محل الفرض غسله و مالا فلا لكن يندب مجتبى.[۱]

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی ۵/۴/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو پر وضو کرنے کا حکم:

(۷۵) **سوال:** ایک شخص نے وضو کیا، ابھی اس نے اس وضو سے کوئی عبادت نہیں کی، پھر وہ دوبارہ وضو کرتا ہے، تو اس کا یہ عمل کیسا ہے؟

المستفتی: محمد فیروز، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب تک اس وضو سے کم از کم دو رکعت نہ پڑھ لی جائے یا کوئی دوسری عبادت جس میں وضو شرط ہے، ادا نہ کرلی جائے یا کافی وقت نہ گزر جائے دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے۔

أن الوضوء عبادة غير مقصودة لذاتها، فإذا لم يؤدّ به عمل مما هو المقصود من شرعيته كالصلاة و سجدة التلاوة و مس المصحف، ينبغي أن لا يشرع تكراره قربة لكونه غير مقصود لذاته، فيكون إسرافاً محضاً.[۲] و مقتضى هذا كراهته و إن

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب في السنة و تعريفها''، ج۱، ص:۲۱۸)؛ ولو خلق له يدان على المنكب فالتامة هي الأصلية يجب غسلها، والأخرى في حاذ منها محل الفرض وجب غسله ومالا فلا يجب بل يندب غسله، و كذا يجب غسل ما كان مركبا على اليدين من الأصبع الزائدة والكف الزائدة والسلعة و كذا إيصال الماء إلى ما بين الأصابع إذا لم تكن ملحمة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ج۱، ص:۲۹-۳۰)، و يجب غسل ما كان مركبا على أعضاء الوضوء من الإصبع الزائدة والكف الزائدة كذا في السراج الوهاج. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ''كتاب الطهارة، الباب الأول: في الوضوء، الفرض الثاني : غسل اليدين،'' ج۱، ص:۵۴)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب في الوضوء على الوضوء،'' ج۱، ص:۲۴۱

تبدل المجلس مالم یودّ به صلاة أو نحو.[1]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی — **کتبہ**: محمد غفران قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی — استاذ دار العلوم وقف دیوبند

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند — ۱۴۴۱/۱۲/۱ھ

اٹیچ باتھ روم میں وضو کرنا:

(۷٦)**سوال**: حضرت مفتی صاحب سلام مسنون! ہمارے یہاں اٹیچ باتھ روم ہے، اس کے متعلق مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ کیا اٹیچ باتھ روم میں وضو کیا جا سکتا ہے؟ اور اس وضو سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نماز درست ہوگی یا نہیں؟ براہ کرم جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: رضی حیدر، بہار

الجواب وبالله التوفيق: اٹیچ باتھ روم کا رواج آج کل عام ہے اور بظاہر غسل خانہ میں نجاست بھی نہیں ہوتی؛ اس لیے اس طرح کے باتھ روم میں وضو کرنا اور اس وضو سے نماز ادا کرنا بالکل درست ہے: کما قال ابن نجيم : أن لا يتوضأ في المواضع النجسة لأن لماء الوضوء حرمةً كذا في المضمرات[2] والتوضؤ في مكان طاهر لأن لماء الوضوء حرمة.[3]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی — **کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۴۴۱/۱۱/۹ھ

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فیوی کول وغیرہ اگر ہاتھ میں سوکھ جائے:

(۷۷)**سوال**: زید لکڑی کا کاروبار کرتا ہے، کبھی مزدور نہ ملنے کی صورت میں خود بھی کام کر لیتا ہے، لکڑی کی دوکان میں پلائی کو فیوی کوک، فیوی کول وغیرہ کے ذریعہ چپکانا پڑتا ہے۔ مسئلہ

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الطهارة، مطلب في الوضوء على الوضوء،“ ج۱،ص:۲۴۱

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، باب سنن الوضوء، ج۱،ص:۳۰

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،”كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث في المستحبات، و من الأدب،“ ج۱،ص:۵۹

دریافت کرنا یہ ہے کہ فیوی کوک یا فیوی کول ہاتھ میں اگر سوکھ کر ناخونوں پر جم جائے، تو اس کے لگے رہنے سے زید کا وضو اور غسل ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے؟

المستفتی: اخلاق کریم ابن رضی حیدر بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر وہ چیز جو وضو اور غسل میں پانی پہونچنے کے لیے مانع ہو، اس سے وضو اور غسل نہیں ہوتا، اسی میں فیوی کوک اور فیوی کول وغیرہ بھی داخل ہے: اس لیے پہلے اس کو جدا کر کے پانی بہایا جائے، پھر نماز ادا کی جائے، ورنہ اس سے غفلت کی بنا پر جو نماز ادا کی جائے گی، وہ نماز ادا نہیں ہوگی:

ولابد من زوال ما يمنع من وصول الماء للجسد كشمع وعجين الخ[1] هو إسالة الماء على جميع ما يمكن إسالته عليه من البدن من غير حرج مرة واحدة حتى لو بقيت لمعة لم يصبها الماء لم يجز الغسل[2] المراد وبالأثر اللون والريح فإن شق إزالتهما سقطت[3] البتہ پوری کوشش کے باوجود اگر فیوی کول وغیرہ کا کچھ حصہ رہ جائے تو ضرورت وحاجت کی وجہ سے وضو اور غسل میں کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی۔

الجواب صحیح:　　فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی　　**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۰/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حالتِ وضو میں غیبت، گالی اور برے اشعار کہنا:

(۷۸) **سوال:** کیا حالت وضو میں غیبت کرنے، برے اشعار کہنے، گالی دینے اور جھوٹ بولنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

المستفتی: شاداب کریم ابن وسیم جاوید دربھنگہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان سے وضو نہیں

---

(۱) حسن بن عمار بن علي، الشرنبلالي، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، "فصل يفترض في الاغتسال" الخ ص:۱۰۲

(۲) زين الدين ابن نجيم الحنفى، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، "كتاب الطهارة،" ج۱، ص۸۶

(۳) و يعني أثر شق زواله بأن يحتاج في إخراجه إلى نحو الصابون. (إبراهيم بن محمد، جمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب الطهارة، باب الأنجاس،" ج۱، ص۹۰)

ٹوٹتا؛ البتہ وضو کر لینا مستحب ہے: **الوضوء ثلاثة أنواع فرض على المحدث للصلوة، و واجب للطواف بالكعبة، ومندوب بعد غيبة وكذب، و نميمة و انشاد شعر الخ**[1]

ولا ينقض الكلام الفاحش الوضوء الخ.[2]

والكلام الفاحش لا ينقض الوضوء و إن كان في الصلوٰة! لأن الحدث اسم لخارج نجس، ولم يوجد هذا الحدث في الكلام الفاحش.[3]

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۲/۱۲/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

عورتوں کا لپ سٹک لگا کر وضو کرنا:

(۷۹) **سوال:** عورتوں کا لپسٹک لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا اس صورت میں غسل اور وضو درست ہے؟

المستفتی: حسن زاہد بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: لپسٹک اگر اتنی ہلکی سی لگی ہو کہ وضو و غسل کے وقت ہونٹوں تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ نہ بنے، تو اس کے لگے ہونے کی حالت میں وضو و غسل درست ہے اور اگر اتنی زیادہ لگی ہو کہ وہ پانی پہنچنے سے مانع ہو، تو وضو اور غسل کے وقت اسے بالکل صاف کرنا ضروری ہے وضو درست ہونے کے بعد اگر لپسٹک لگائی ہو، تو نماز درست ہے: **شرط صحته أي الوضوء ... زوال ما يمنع وصول الماء إلى الجسد كشمع وشحم.**[4] **ولايمنع الطهارة ونيم وحناء و درن و وسخ وتراب في ظفر مطلقاً، ولايمنع ما على ظفر صباغ ... وقيل**

(۱) محمد بن فرامرز، درر الحكام شرح غرر الأحكام، "باب نواقض الوضوء،" ج۱، ص: ۱۲

(۲) السرخسي، المبسوط، "باب الوضوء والغسل،" ج۱، ص: ۷۹

(۳) أبو المعالي، المحيط البرهاني، "كتاب الطهارة، الفصل الثاني في بيان ما يوجب الوضوء و مالا يوجب، نوع آخر من هذا الفصل،" ج۱، ص: ۷۵

(۴) حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، "كتاب الطهارة، فصل في أحكام الوضوء،" ص: ۲۵

إن صلبا منع[1] والخضاب إذا تجسد ويبس يمنع تمام الوضوء والغسل كذا في السراج الوهاج.[2]

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۱/۱۱/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وضو وغسل کہاں فرض ہوئے؟

(۸۰) **سوال**: وضواور غسل کے بارے میں عرض یہ ہے کہ یہ دونوں کہاں فرض ہوئے: مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں اور اس کی شریعت میں کیا اصل ہے؟

المستفتی: محمد فہد حسن دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل سیر کے درمیان اجماع ہے کہ وضواور غسل مکی زندگی میں نماز کے ساتھ فرض ہوا۔

وأجمع أهل السير أن الوضوء والغسل فرضا بمكة مع فرض الصلوٰة يتعلم جبريل عليه السلام.[3]

حضرت جبریل امینؑ نے اس کی تعلیم دی جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان رسول اللّٰه ﷺ: توضأ مرة مرة و قال: هذا وضوء لا يقبل اللّٰه الصلوة إلا به، و توضأ مرتين مرتين و قال: هذا وضوء من يضاعف اللّٰه له الأجر مرتين، و توضأ ثلاثا ثلاثا و قال: هذا وضوئي و وضوء الأنبياء من قبلي[4] مذکورہ عبارت سے

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل، فرض الغسل،“ ج۱،ص:۲۸۸

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ”كتاب الطهارة، الفصل الأول: في فرائض الوضوء، الفرض الثاني: غسل اليدين،“ ج۱،ص:۵۴؛ و أبوبكر بن علي، الجوهرة النيرة على مختصر القدوری، ”كتاب الطهارة،“ ج۱،ص:۴)

(۳)ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الطهارة، مطلب في اعتبارات المركب التام،“ ج۱،ص:۱۹۸

(۴) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”الموالاة في الوضوء،“ ج۱،ص:۱۱۳

معلوم ہوتا ہے کہ امتِ محمد یہ سے قبل بھی دوسری امتوں میں وضو کا حکم تھا۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۹/۱۱/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کے بعد مسجد میں لٹکے ہوئے تولیہ کا استعمال:

(۸۱) **سوال**: مسجدوں میں جگہ جگہ وضو کے بعد ہاتھ اور چہرہ پونچھنے کے لیے تولیہ لٹکا دیا جاتا ہے، مصلیان مسجد وضو کے بعد اس تولیہ میں وضو کا پانی پونچھتے ہیں؛ اس کے متعلق متوضی کے لیے شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیا وضو کے بعد ہاتھ اور چہرہ پونچھنا چاہیے یا بغیر پونچھے نماز پڑھے؟ جو پانی اعضائے وضو پر رہتا ہے، اس کے ساتھ مصلے پر جانا کیسا ہے؟

المستفتی: وسیم جاوید ابن ظفیر الحسن

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو کرنے بعد تولیہ کا استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اس سے ہاتھ اور چہرہ کا پونچھنا درست ہے: **و لابأس بأن يمسح بالمنديل.** (۱)

وضو کے بعد اعضاء پر جو پانی رہ جاتا ہے، وہ پانی ناپاک نہیں ہے، اس کے ساتھ مصلے پر جانا بلاشبہ جائز ہے؛ اس لیے کہ وہ ماء مستعمل یا نجس نہیں ہے **ما يصيب منديل المتوضي وثيابه عفوا اتفاقا و إن كثر وهو طاهر.** (۲)

فقط واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۲۰/۱۱/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

اعضائے وضو پر اگر پینٹ لگ جائے:

(۸۲) **سوال**: ایک شخص دہلی میں پینٹنگ کا کام کرتا ہے، ہر وقت اس کے ہاتھ وغیرہ میں پینٹ لگا رہتا ہے، وہ شخص نماز کے اوقات اسی حالت میں وضو کر کے نماز بھی ادا کرتا ہے، حالاں کہ

---

(۱) زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق كنز الدقائق، "سنن الوضوء،" ج۱،ص:۵۵

(۲) ابن عابدين، الدر المختار، "كتاب الطهارة،باب المياه،" ج۱،ص:۳۵۲

اعضائے وضو میں پینٹ لگ جانے کی وجہ سے پانی کا پہونچنا تقریباً ناممکن ہے، اس صورت میں نماز درست ہوجائے گی یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسماعیل بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اعضاء وضو وغسل پر پینٹ لگ جائے اور وہ وضو اور غسل وغیرہ میں پانی پہونچنے کے لیے مانع ہو، تو اس صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوگا۔ نیز اس حالت میں جو نماز ادا کی جائے گی، وہ نماز ادا نہیں ہوگی، جب تک پینٹ کو صاف کرکے اس پر پانی نہ بہا دیا جائے۔ کذا فی الفقہ۔(۱)

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۵/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پاؤں پر مسح کیا جائے گا یا پانی بہایا جائے گا:

(۸۳)**سوال**: فرائض وضو میں پاؤں پر مسح کیا جائے گا یا پانی بہایا جائے گا، جب کہ قرآن کی آیت "وأرجلكم إلى الكعبين" سے معلوم ہوتا ہے کہ عطف "وامسحوا برؤسكم" کے اوپر ہے، جس سے بظاہر مسح ثابت ہو رہا ہے؛ اس بارے میں ائمہ اربعہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد احسان پٹنہ بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پاؤں اعضائے مغسولہ میں سے ہے، وضو کے وقت پاؤں کو دھونا ضروری ہے، ان پر مسح نہیں کیا جائے گا، نیز "و أرجلكم إلى الكعبين" کا عطف اعضائے مغسولہ، یعنی: چہرہ اور ہاتھ پر ہو رہا ہے؛ اس لیے ان کو دھونا فرض ہے، صرف روافض (امامیہ وغیرہ)

(۱) ولابد من زوال ما يمنع من وصول الماء للجسد كشمع وعجين. (حسن بن عمار بن علي، الشرنبلالي، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، "كتاب الطهارة، فصل يفترض في الأغتسال،" ج۱،ص:۴۵)؛و إسالة الماء على جميع ما يمكن إسالته عليه من البدن من غير حرج مرة واحدة؛ حتى لو بقيت لمعة لم يصبها الماء لم يجز الغسل. وكذا في الوضو. (ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، "كتاب الطهارة، فصل: فرائض الغسل،" ج۱،ص:۸٦)

کے نزدیک مسح کرنا فرض ہے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، **کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۸/۱۱/۱۴۴۱ھ

محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وضو میں چہرہ کتنی بار دھونا ضروری ہے:

(۸۴)**سوال:** وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے، سوال یہ ہے کہ چہرہ کتنی بار دھونا چاہیے، جس سے فرض کی ادائے گی ہو جائے؟

المستفتی: محمد اقبال خان مراد آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک مرتبہ چہرہ دھونے سے فرض کی ادائے گی ہو جاتی ہے، دو مرتبہ دھونا سنت اور تین مرتبہ دھونا کمال سنت ہے۔ تین مرتبہ دھونے کا اہتمام کرنا چاہیے ایک کی عادت بنانا درست نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۰/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا تقاطر ماء شرط ہے؟

(۸۵)**سوال:** فقہ حنفی میں تقاطر ماء، یعنی: چہرہ دھونے کے وقت پانی کا بہانا شرط ہے، یا

---

(۱)ولنا قراء ۃ النصب و أنها تقتضي كون وظيفة الأرجل الغسل، لأنها تكون معطوفة على المغسولات، و هي الوجه واليدان، و المعطوف على المغسول يكون مغسولاً تحقيقاً لمقتضى العطف. (الكاساني، ”كتاب الطهارة،“ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: ج۱،ص:۷۲)؛ ويايها الذين آمنوا إذا قمتم الى الصلٰوة فاغسلوا الخ الآية. قال الآلوسى: جمهور الفقهاء المفسرين: فرضهما الغسل. (علامه آلوسي، روح المعاني، ج۳،ص:۲۴۶)

(۲)غسل الوجه مرة واحدة لقوله تعالىٰ: فاغسلوا وجوهكم. والأمر المطلق لايقتضي التكرار، (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الطهارة، و أما أركان الوضوء“،ج۱،ص:۶۶)، غسل الوجه مرة واحدة. (محمد بن أحمد، أبوبكر علاء الدين السمرقندي، تحفة الفقهاء، ”كتاب الطهارة“، ج۱،ص:۸،شامله)

صرف مسح کرنا کافی ہے؟ اس بارے میں مفتی بہ قول کیا ہے؟

المستفتی: محمد سیف جھارکھنڈ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احناف کے نزدیک چہرہ دھوتے وقت پانی کا بہانا شرط ہے، جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں مذکور ہے: **الغسل هو الاسالة** اور اسالۃ کہتے ہیں: پانی کے بہانے کو اس لیے چہرہ پر پانی کا بہانا ضروری ہے، اس کے بغیر وضو درست نہیں ہوتا۔ (۱)

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ:
محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۱/۸/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

پانی کے استعمال میں کمی زیادتی:

(۸۶) **سوال**: آج کل لوگ وضو اور غسل وغیرہ میں بہت زیادہ پانی بہاتے ہیں، یہ اندازہ ہی نہیں کرتے کہ دوسروں کے لیے بھی پانی بچے گا یا نہیں؟ مسجدوں کے وضو خانوں پر بیٹھ کر نل کھولتے ہیں اور پھر برابر پانی بہتا رہتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ وضو یا غسل میں کتنا پانی مسنون ہے؟ مسنون مقدار سے کم یا زیادہ پانی استعمال کرنا کیسا ہے، اس سلسلے میں شریعت کی ہدایات کیا ہیں؟ وضاحت وتفصیل کے ساتھ جواب مطلوب ہے۔ ''بینوا توجروا''

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شاہنواز قاسمی، باغپت

---

(۱) و أن تسييل الماء شرط في الوضوء في ظاهر الرواية فلا يجوز الوضوء ما لم يتقاطر الماء. (جماعة من الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب الطهارة، الباب الأول، في الوضوء،'' ج۱،ص:۵۳)؛ والغسل هو إسالة المائع على المحل، والمسح هو الإصابة؛ حتى لو غسل أعضاء وضوءه، ولم يسل الماء بأن استعمله مثل الدهن لم يجز في ظاهر الرواية. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الطهارة، تفسير الوضوء،'' ج۱،ص:۶۵)؛ ولا يجوز الوضوء والغسل بدون التسييل في الغسل. (علاء الدين السمرقندي، تحفة الفقهاء، ''كتاب الطهارة،'' ج۱،ص:۸)

الجواب وباللّٰه التوفيق: شریعت زندگی کے تمام مراحل میں اعتدال کو پسند کرتی اور اسی کی ترغیب دیتی ہے، بے اعتدالی کو شریعت ناپسند کرتی ہے، افراط وتفریط اسلامی مزاج کے خلاف ہے، پانی کے استعمال میں بھی اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ وضو وغسل وغیرہ میں پانی ضرورت کے بقدر ہی استعمال کیا جائے، مطلوبہ مقدار سے زیادہ پانی استعمال کرنا اسراف اور کم استعمال کرنا تقتیر کہلاتا ہے۔ شریعت میں اسراف بھی ناپسندیدہ ہے اور تقتیر بھی کراہت کے زمرہ میں ہے۔

’’كما يكره الإسراف في الوضوء كراهة تنزيهية كذلك التقتير كراهة تنزيهية والتقتير عند الحنفية هو أن يكون تقاطر الماء عن العضو المغسول غير ظاهر‘‘(۱)

اگر کوئی شخص وضو یا غسل میں مطلوبہ پانی سے کم استعمال کرتا ہے، تو وہ تقتیر ہے اور اگر مطلوبہ مقدار سے زیادہ استعمال کرتا ہے، تو وہ اسراف ہے، پانی کی فراوانی کی صورت میں لوگ زیادہ غفلت کرتے اور اسراف سے کام لیتے ہیں، یہ صورت ناپسندیدہ اور ممنوع ہے، روایت ہے:

’’أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مر بسعد، وهو يتوضأ، فقال: ما هذا السرف، فقال: أ في الوضوء إسراف؟ قال: نعم: وإن كنت على نهر جار‘‘(۲)

وضو وغسل میں میانہ روی کے لئے پیمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد یعنی تقریباً ساڑھے چھ سو گرام پانی سے وضو اور ایک صاع یعنی تقریباً چھبیس سو گرام پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔

’’إن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع، فقيل له: إن لم يكفنا فغضب وقال لقد كفى من هو خير منكم وأكثر شعراً‘‘(۳)

تاہم وضو وغسل وغیرہ میں پانی کے استعمال میں یہ مقدار لازمی وحتمی نہیں ہے؛ بلکہ ادنیٰ کفایتی

(۱) عبد الرحمن الجزيري، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، ’’كتاب الطهارة: مباحث الوضوء، مكروهات الوضوء‘‘: ج۱،ص:۷۶۔

(۲) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ’’أبواب الطهارة وسننها: باب ما جاء في القصد في الوضوء وكراهية التعدي فيه‘‘: ج۱،ص:۳۴۔ (كتب خانه نعيميه ديوبند)

(۳) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ’’كتاب الطهارة: آداب الغسل‘‘ ج۱،ص:۱۴۴۔

مقدار کا بیان ہے، حسبِ ضرورت وحسبِ موقع اس میں اس حد تک کمی یا اضافہ درست ہے کہ وہ اسراف یا تقتیر کے تحت نہ آجائے۔

"ثم هذا التقدير الذي ذكره محمد من الصاع والمد في الغسل والوضوء ليس بتقدير لازم بحيث لا يجوز النقصان عنه أو الزيادة عليه بل هو بيان مقدار أدنى الكفاية عادة"(۱)

حاصل کلام یہ ہے کہ وضو وغسل میں اتنا پانی استعمال کرنا چاہئے جس سے وضو وغسل مکمل طور پر درست ہوں اور اطمینان حاصل ہو جائے، اس سے کم پانی استعمال کرنا پسندیدہ نہیں ہے، اسی طرح ضرورت سے زیادہ پانی استعمال نہیں کرنا چاہئے کہ یہ اسراف اور مکروہ ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

وضو کے شروع میں ذکر:

(۸۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ: وضو کرتے وقت یعنی وضو کے شروع میں کوئی دعا یا ذکر مسنون ہے یا نہیں؟ اگر اس وقت کوئی ذکر سنت ہے، تو کون سا ذکر ہے، نیز یہ بھی بتائیں کہ اگر دعا نہ پڑھی گئی، تو وضو میں کوئی کمی آئے گی یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فرمان قاسمی، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: وضو کے شرائط وارکان میں کوئی ذکر نہیں ہے؛ اس لیے بغیر کسی ذکر ودعا کے بھی وضو درست ہے؛ البتہ وضو کے شروع میں یعنی ہاتھوں کو دھوتے وقت ہی تسمیہ مسنون ہے، کوئی بھی ذکر کرلیا جائے، تو یہ سنت ادا ہو جاتی ہے؛ لیکن یہ چند اذکار افضل ہیں، ان میں

(۱) أیضاً: ج۱، ص: ۱۴۵۔

سے کوئی ایک ہو یا سب کو جمع کر لیا جائے۔

”(۱) بسم اللّٰہ العظیم والحمد للّٰہ علی دین الإسلام، (۲) أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، (۳) بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ“

”البدائة بالتسمیة قولا وتحصل بکل ذکر لکن الوارد عنه علیه الصلاۃ والسلام بسم اللّٰہ العظیم والحمد للّٰہ علی دین الإسلام، قال ابن عابدین: وقیل عن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: بسم اللّٰہ العظیم والحمد لله علی دین الإسلام وقیل الأفضل بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم بعد التعوذ وفي المجتبی یجمع بینهما وفي شرح الهدایة للعیني: المروي عن رسول اللّٰہ علیه وسلم بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ“[1]

”منها التسمیة وهي سنة لازمة سواء کان المتوضي مستیقظاً من نوم أولا ومحلها عند الشروع في الوضوء“[2]

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

آن لائن قرآن پڑھنے کے لیے وضوکا حکم:

(۸۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

آن لائن قرآن کریم کی تلاوت اور تعلیم کے لیے وضوکا کیا حکم ہے کیا اس صورت میں بھی وضو ضروری ہے یا اس صورت میں بلا وضو تلاوت جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، دہلی

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، ”کتاب الطهارة: مطلب سائر بمعنی باقي لا بمعنی جمع“: ج۱، ص:۲۲۶.

(۲) عبد الرحمن الجزیري، کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة، ”کتاب الطهارة: بیان عدد السنن وغیرها“: ج۱، ص:۶۵. (بیروت: دارالکتب العلمیة، لبنان)

الجواب وباللہ التوفیق: آن لائن قرآن پڑھنے سے اگر لیپ ٹاپ، کمپیوٹر یا موبائل فون کی اسکرین پر کھلا ہوا قرآن پڑھنا مراد ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ موبائل یا لیپ ٹاپ کی اسکرین کو دیکھ کر قرآن کریم پڑھنا جائز ہے، تلاوت خواہ وضو کی حالت میں ہو یا بے وضو ہو اور اس دوران بے وضو موبائل کو مختلف اطراف سے چھونا اور پکڑنا، تو جائز ہے؛ لیکن اسکرین کو بغیر وضو چھونا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جس وقت قرآن کریم اسکرین پر کھلا ہوا ہوتا ہے، اس وقت اسکرین کو چھونا قرآن کو چھونے کے حکم میں ہوتا ہے۔

اور اگر آن لائن پڑھنے کا مطلب کسی قاری صاحب سے آن لائن قرآن پڑھنا ہے، مثلا استاذ قرآن کی تلاوت کرے اور طالب علم سن کر اس کی اصلاح وتصحیح کرے دونوں میں سے کسی کے سامنے قرآن نہ ہو، تو اس صورت میں بلا وضو قران کی تلاوت کرنا جائز ہوگا اور اگر استاذ موبائل میں انٹرنیٹ کی مدد سے پڑھائے اور طالب کے سامنے قرآن کھلا ہو، تو اس کو چھونے کے لیے وضو کرنا ضروری ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن چھونے کے لیے وضو کی ضرورت ہے، قرآن کی تلاوت کے لیے وضو کی ضرورت نہیں ہے، اور موبائل یا کمپیوٹر کی اسکرین پر کھلا قرآن یہ عام قرآن کے حکم میں ہے اس کو بلا وضو چھونا جائز نہیں ہے۔

”**وليس لهم مس المصحف إلا بغلافه ولا أخذ درهم فيه سورة من القرآن إلا بصرته، وكذا المحدث لا يمس المصحف إلا بغلافه؛ لقوله عليه السلام لا يمس القرآن إلا طاهر**“(۱)

”**(و) يحرم (به) أي بالأكبر (وبالأصغر) مس مصحف: أي ما فيه آية كدرهم وجدار، وهل مس نحو التوراة كذلك؟ ظاهر كلامهم لا (إلا بغلاف متجاف) غير مشرز أو بصرة به يفتى، وحل قلبه بعود، (قوله: أي ما فيه آية إلخ)**

(۱)بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، ”مس المصحف للمحدث و الحائض“:ج۱،ص:۶۴۹.

أي المراد مطلق ما كتب فيه قرآن مجازاً، من إطلاق اسم الكل على الجزء، أو من باب الإطلاق والتقييد. قال ح: لكن لايحرم في غير المصحف إلا بالمكتوب: أي موضع الكتابة كذا في باب الحيض من البحر، وقيد بالآية؛ لأنه لو كتب ما دونها لايكره مسه كما في حيض القهستاني. وينبغي أن يجرى هنا ما جرى في قرائة ما دون آية من الخلاف، والتفصيل المارين هناك بالأولى؛ لأن المس يحرم بالحدث ولو أصغر، بخلاف القرائة فكانت دونه تأمل ...... (قوله: غير مشرز) أي غير مخيط به، وهو تفسير للمتجافى، قال في المغرب: مصحف مشرز أجزاؤه مشدود بعضها إلى بعض من الشيرازة وليست بعربية. فالمراد بالغلاف ما كان منفصلاً كالخريطة وهي الكيس ونحوها؛ لأن المتصل بالمصحف منه حتى يدخل في بيعه بلا ذكر. وقيل: المراد به الجلد المشرز، وصححه في المحيط والكافي، وصحح الأول في الهداية وكثير من الكتب، وزاد في السراج: أن عليه الفتوى. وفي البحر: أنه أقرب إلى التعظيم. قال: والخلاف فيه جار في الكم أيضاً. ففي المحيط: لايكره عند الجمهور، واختاره في الكافي معللاً بأن المس اسم للمباشرة باليد بلا حائل. وفي الهداية: أنه يكره هو الصحيح؛ لأنه تابع له، وعزاه في الخلاصة إلى عامة المشايخ، فهو معارض لما في المحيط فكان هو أولى. أقول: بل هو ظاهر الرواية كما في الخانية، والتقييد بالكم اتفاقي فإنه لايجوز مسه ببعض ثياب البدن غير الكم كما في الفتح عن الفتاوى. وفيه قال لي بعض الإخوان: أيجوز بالمنديل الموضوع على العنق؟ قلت: لا أعلم فيه نقلاً. والذي يظهر أنه إذا تحرك طرفه بحركته لايجوز وإلا جاز، لاعتبارهم إياه تبعاً له كبدنه في الأول دون الثاني فيما لو صلى وعليه عمامة بطرفها الملقى نجاسة مانعة، وأقره في النهر والبحر. (قوله: أو بصرة) راجع للدرهم، والمراد بالصرة ما كانت من غير ثيابه التابعة له. (قوله: وحل قلبه بعود) أي تقليب أوراق المصحف بعود

ونحوه لعدم صدق المس عليه"[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۲۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو میں کل کتنی سنتیں:

(۸۹) **سوال:** وضو میں کل کتنی سنتیں ہیں وضاحت مطلوب ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد، نگلہ، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: صاحب نورالایضاح نے اٹھارہ اشیا تحریر کی ہیں:

(۱) دونوں ہاتھوں کو مع کہنیوں کے دھونا۔

(۲) شروع میں "بسم اللہ" پڑھنا۔

(۳) ابتداء میں مسواک کرنا۔

(۴) تین دفعہ کلی کرنا۔

(۵) ناک میں پانی ڈالنا۔

(۶) کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا، علاوہ روزہ دار کے۔

(۷) داڑھی کا خلال کرنا۔

(۸) انگلیوں کا خلال کرنا۔

(۹) ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔

(۱۰) پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا۔

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الطهارة: مطلب يطلق الدعاء على ما يشمل الثناء": ج۱ص: ۳۱۵-۳۱۶.

(۱۱) دونوں کانوں کا مسح کرنا۔

(۱۲) مَل کر دھونا۔

(۱۳) پے در پے وضو کرنا یعنی پہلا عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا شروع کر دینا۔

(۱۴) وضو کی نیت کرنا۔

(۱۵) اعضاء وضو کو دھونے میں ترتیب قائم رکھنا، جیسا کہ کلام پاک میں ہے۔

(۱۶) دائیں جانب سے شروع کرنا۔

(۱۷) مسح میں سر کے سامنے سے شروع کرنا

(۱۸) گردن کا مسح کرنا۔

''یسن في الوضوء ثمانیة عشر شیئاً غسل الیدین …… إلی قوله مسح الرقبه لا الحلقوم''[۱]

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کے مکروہات:

(۹۰) **سوال:** وضو میں کتنے مکروہات ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امجد، دیدہ ہیڑی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰه التوفیق: صاحب نور الایضاح نے مکروہات وضو کی تعداد چھ بیان کی ہے:

(۱) الشرنبلالي، نور الإیضاح، ''کتاب الطهارة: فصل یسن في الوضوء'': ص: ۳۴. و هکذا في المراقي مع حاشیة الطحطاوي: ''کتاب الطهارة: فصل في سنن الوضوء'': ج، ص: ۶۴، یا ۷۴.

(۱) اسراف یعنی ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا۔

(۲) کمی کرنا، یعنی اس قدر کم پانی استعمال کرنا کہ اعضاءِ وضو کے دھلنے میں کمی رہ جائے۔

(۳) پانی کو چہرے پر مارنا یعنی وضو کرتے ہوئے پانی کو چہرے پر زور زور سے مارنا۔

(۴) وضو کرتے وقت دنیاوی باتیں کرنا۔

(۵) بغیر عذر وضو میں دوسرے سے مدد لینا۔

(۶) نئے پانی سے تین بار مسح کرنا۔

"ویکره للمتوضي ستة أشياء الإسراف في الماء والتقتير فيه وضرب الوجه به والتكلم بكلام الناس والاستعانة بغيره من غير عذر وتثليث المسح بماء جديد "[۱]

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو میں موالات کا حکم:

(۹۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام، مفتیان عظام!

زید وضو کرتے وقت ہاتھ اور چہرہ دھوتا ہے، پیروں کو دھونے سے قبل خارجی آلہ مثلاً تولیہ یا ائیر پورٹ اور شوپنگ مالز وغیرہ میں بیت الخلا کے باہر ایک ہوادار مشین لگی ہوتی ہے جو پانی خشک کرنے کے لیے ہوتی ہے اس سے اعضائے وضو کو خشک کر لیتا ہے، سوال یہ ہے کہ پاؤں دھونے سے قبل چہرہ اور ہاتھ کو خارجی آلہ سے خشک کرنے کی صورت میں وضو درست ہوا یا نہیں؟ براہ کرم از روئے شریعت اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عارف، جھارکھنڈ

(۱) الشرنبلالي، نور الإيضاح، "كتاب الطهارة: فصل في المكروهات"، ص:۳۶.
هكذا في المراقي مع حاشية الطحطاوي: "كتاب الطهارة: فصل في المكروهات"، ج ص:۸۰، یا ۸۱.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں پے در پے وضو کرنا یعنی ایک عضو کے سوکھنے سے پہلے دوسرے عضو کو دھو لینا سنت ہے، اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔ تولیہ اور خارجی آلہ سے اعضائے وضو کو بغیر کسی عذر کے خشک کرنا بھی مکروہ ہے؛ البتہ وضو ہو جائے گا۔

نیز پے در پے وضو کرنے کے سنت ہونے کا تعلق بھی عام حالت کے ساتھ ہے کہ جب کوئی عذر نہ ہو؛ لیکن اگر کوئی عذر اور مجبوری ہو جس کی وجہ سے وضو میں تسلسل برقرار رکھنا اور اس سنت پر عمل پیرا ہونا مشکل ہو، تو ایسی صورت میں یہ معاف ہے جیسے اگر کسی شخص نے وضو کرتے وقت کچھ اعضائے وضو دھو لیے اس کے بعد پانی ختم ہو جائے اور وہ پانی کی تلاش میں مشغول ہو جائے جس کی وجہ سے وضو میں تسلسل برقرار نہ رہے اور اس بنا پر دوسرا عضو دھونے میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے تو یہ معاف ہے، اس کی وجہ سے وضو میں تسلسل کی سنت کی خلاف ورزی اور کراہت لازم نہیں آئے گی۔

”ومنها: الموالاة وهي التتابع، وحده أن لا يجف الماء على العضو قبل أن يغسل ما بعده في زمان معتدل، ولا اعتبار بشدة الحر والرياح ولا شدة البرد ويعتبر أيضا استواء حالة المتوضئ، كذا في الجوهرة النيرة. وإنما يكره التفريق في الوضوء إذا كان بغير عذر، أما إذا كان بعذر بأن فرغ ماء الوضوء فيذهب لطلب الماء أو ما أشبه ذلك فلا باس بالتفريق على الصحيح. وهكذا إذا فرق في الغسل والتيمم، كذا في السراج الوهاج“[1]

”هذا وقد عرفه في البدائع بأن لا يشتغل بين أفعال الوضوء بما ليس منه. ولا يخفى أن هذا أعم من التعريفين السابقين من وجه، ثم قال: وقيل: هو أن لا يمكث في أثنائه مقدار ما يجف فيه العضو. أقول: يمكن جعل هذا توضيحا لما مر بأن يقال: المراد جفاف العضو حقيقة أو مقداره، وحينئذ فيتجه ذكر المسح، فلو مكث بين مسح الجبيرة أو الرأس وبين ما بعده بمقدار ما يجف فيه عضو مغسول

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، في سنن الوضوء ومنها: الموالاة“: ج۱،ص:۵۸.

كان تاركا للولاء، ويؤيده اعتبارهم الولاء في التيمم أيضا كما يأتي قريبا مع أنه لا غسل فيه، فاغتنم هذا التحرير. (قوله: حتى لو فنى ماؤه إلخ) بيان للعذر. (قوله: لا بأس به) أي على الصحيح، سراج (قوله: ومثله الغسل والتيمم) أي إذا فرق بين أفعالهما لعذر لا بأس به كما في السراج، ومفاده اعتبار سنية الموالاة فيهما"[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۱۶ھ)
نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مہندی لگی ہو تو سر پر مسح کرنے کا حکم:

(۹۲) **سوال**: حضرات مفتیان کرام مسئلہ دریافت کرنا ہے: اگر کسی نے سر پر مہندی لگائی تو وضو کرنے کے وقت سر پر مسح کا کیا حکم ہوگا؟ اور جب مہندی سر پر لگی ہو، تو ایسی حالت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ نیز آج کل مارکیٹ میں ایسی مہندی آئی ہوئی ہے جو پپڑی بن کر جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے، دریافت کرنا ہے کہ ایسی مہندی کے ساتھ وضو ہو جائے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امانت اللہ، جھارکھنڈ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر سر پر مہندی لگی ہو اور وہ خشک ہوگئی، یا جم گئی ہو، تو اس صورت میں سر پر مسح کرنا درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ سر پر مہندی خشک ہونے یا جم جانے کی وجہ سے پانی کی تری سر پر پہنچنے سے مانع ہے؛ البتہ اگر مہندی گیلی ہو اور پانی کی تری بالوں تک پہونچنے میں کوئی مانع نہ ہو یا مہندی دھولی گئی ہو اور سر پر صرف مہندی کا رنگ باقی ہو، تو اس پر مسح کرنا درست ہوگا، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"والخضاب إذا تجسد ويبس يمنع تمام الوضوء والغسل، كذا في السراج

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: سنن الوضوء": ج۱، ص:۱۲۳۔

الوهاج ناقلًا عن الوجيز ''[1]

علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''(ولا يمنع) الطهارة (ونيم) أي خرء ذباب وبرغوث لم يصل الماء تحته (وحناء) ولو جرمه به يفتى ،قوله: (به يفتى) صرح به في المنية عن الذخيرة في مسألة الحناء والطين والدرن معللا بالضرورة، قال في شرحها: ولأن الماء ينفذه لتخلله، وعدم لزوجته وصلابته والمعتبر في جميع ذلك نفوذ الماء ووصوله إلى البدن ''[2]

نیز آج کل جو مارکیٹ اور بازاروں میں مہندی دستیاب ہے، اگر اس کو استعمال کرنے سے تہ جم جاتی ہو، مثلاً نیل پالش اس کی تہ جم جاتی ہے اس لیے نیل پالش لگانے والی عورت کا وضواور غسل درست نہیں ہوتا اسی طرح اگر وہ مہندی (جو مارکیٹ میں دستیاب ہے) جسم تک پانی پہنچنے سے مانع ہو، تو ایسی مہندی لگانے سے وضواور غسل درست نہیں ہوتا ہے۔

اور اگر کیمیکل والی مہندی کی تہ نہیں جمتی، یا تہ جمتی ہے؛ لیکن ایسی نہیں جو جلد تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہو؛ بلکہ کیمیکلز کی وجہ سے کھال ہی تہ و پپڑیوں کی شکل میں اترتی ہے، اگر یہی صورتحال ہے تو ایسی مہندی لگانا جائز ہے۔اور اس کی پہچان کے لیے فتاویٰ میں دو طریقے لکھے گئے ہیں:

(۱) کیمیکل والی مہندی جسم کے کسی بھی حصے پر لگائیں، سوکھنے کے بعد اسے اتار دیں اور دیکھیں کہ جلد پر مہندی کے کلر سے پسینہ نکلتا ہے یا نہیں؟ اگر پسینہ نکلتا ہے، تو یہ محض کلر ہے، تہ وغیرہ نہیں ہے۔تو ایسی مہندی کا استعمال کرنا جائز ہے۔

(۲) کیمیکل والی مہندی کو کسی کاغذ پر لگائیں، سوکھنے کے بعد اسے اتار دیں، کاغذ پر جو کلر آیا ہے، اس پر پانی کے چند قطرے ڈال کر دیکھیں کہ پانی کی تری کاغذ کی دوسری سمت میں آتی ہے یا نہیں، اگر پانی جذب ہوکر دوسری سمت میں آجاتا ہے یا اس کی تری آجاتی ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ محض

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب الطهارة: الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في فرائض الوضوء، الفرض الثاني، غسل اليدين'': ج۱،ص:۵۴.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: مطلب في أبحاث الغسل'': ج۱،ص:۲۸۸۔

کلر ہے، تہ وغیرہ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں اس طرح کی مہندی کا استعمال بھی درست ہے۔

”إن بقی من موضع الوضوء قدر رأس إبرة أو لزق بأصل ظفره طين يابس أو رطب لم يجز وإن تلطخ يده بخمير أو حناء جاز“(۱)

”إمرأة اغتسلت وقد كان الشان بقی في أظفارها عجين قد جف لم يجز غسلها وكذا الوضوء لا فرق بين المرأة والرجل لأن في العجين لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء، وقال بعضهم: يجوز الغسل لأنه لا يمنع،والأول أظهر“(۲)

”و ”الثالث“ زوال ما يمنع وصول الماء إلى الجسد ”لحرمة الحائل“ كشمع وشحم ”قيد به لأن بقاء دسومة الزيت ونحوه لا يمنع لعدم الحائل“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فرنیچ واش بیسن میں جمع شدہ پانی سے وضو کا حکم:

(۹۳)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ہمارے یہاں فرنیچ واش بیسن ہے اس کے پانی کو بٹن کے ذریعہ روک دیا جاتا ہے، جب واش بیسن میں پانی بھر جاتا ہے پھر اس جمع شدہ پانی سے ہم وضو کرتے ہیں اور وضو کرتے وقت وضو کا پانی واش بیسن میں ہی گرتا ہے پوچھنا یہ ہے کہ اس استعمال شدہ پانی کا کیا حکم ہے؟ کیا اس سے دوبارہ وضو کر

---

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في فرائض الوضوء، الفرض الثاني، غسل اليدين“: ج۱، ص:۵۴.

(۲)إبراهيم الحلبي، غنية المستملي المعروف الحلبي الكبيري، ”في بيان فضيلة المسواك، (فروع)“: ج۱، ص:۴۲.

(۳)الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، ”كتاب الطهارة: شروط صحة الوضوء“: ج۱، ص:۲٦.

سکتے ہیں یا نہیں؟ ایسے ہی اگر وہ پانی کپڑے وغیرہ پر گر جائے، تو کیا کپڑا ناپاک ہو جائے گا؟ مکمل ومدلل جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقبال خان، ممبئی

الجواب وبالله التوفيق: صورت مسئولہ میں جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گراوہ پاک ہے مگر چونکہ اب ماء مستعمل (استعمال شدہ پانی) ہو چکا ہے؛ لہٰذا اس سے دوبارہ وضو اور غسل جائز نہیں ہے۔

"والماء المستعمل لا يجوز استعماله في طهارة الأحداث والماء المستعمل: هو ماء أزيل به حدث أو استعمل فى البدن على وجه القربة"(۱)

فقہاء نے اس کی وضاحت کی ہے کہ استعمال شدہ پانی سے پاکی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ اس پانی کی دو قسمیں ہیں:

ایک استعمال شدہ پانی ایسا ہے کہ جس سے کوئی نجاست یعنی گندگی دھوئی جائے۔ یہ پانی نجس ہو جاتا ہے۔

دوسری قسم یہ کہ جسم پاک ہو لیکن قرب الٰہی کے لیے استعمال کیا جائے جیسے وضو کا پانی۔ یہ پانی تو پاک ہوتا ہے؛ لیکن اس سے پاکی حاصل نہیں کی جاسکتی۔

پہلی قسم کا ماء مستعمل نجس ہوتا ہے یعنی ناپاک ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا ماء مستعمل ناپاک نہیں ہوتا مگر اس سے جسم کو پاک نہیں کیا جاسکتا ہے یعنی دوبارہ استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ایسے پانی کے قطرے کپڑوں پر گر جائیں تو کوئی حرج نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ کپڑے کو ناپاک کرتا ہے۔

"(وهو طاهر) ولو من جنب وهو الظاهر، لكن يكره شربه والعجن به تنزيهاً للاستقذار، وعلى رواية نجاسته تحريماً (و) حكمه أنه (ليس بطهور) لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد"(۱)

---

(۱) المرغيناني، الهداية، "كتاب الطهارات: مدخل": ج۱، ص:۲۲.

’’(قوله: وهو طاهر إلخ) رواه محمد عن الإمام وهذه الرواية، هي المشهورة عنه، واختارها المحققون، قالوا: عليها الفتوى، لا فرق في ذلك بين الجنب والمحدث. واستثنى الجنب في التجنيس إلا أن الإطلاق أولى وعنه التخفيف والتغليظ، ومشايخ العراق نفوا الخلاف، وقالوا: إنه طاهر عند الكل. وقد قال المجتبى: صحت الرواية عن الكل أنه طاهر غير طهور، فالاشتغال بتوجيه التغليظ والتخفيف مما لا جدوى له، نهر، وقد أطال في البحر في توجيه هذه الروايات، ورجح القول بالنجاسة من جهة الدليل لقوته‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

شرابی کے جھوٹے پانی سے وضو:

(۹۴)**سوال**: یہاں یورپ میں شراب کا استعمال بہت عام ہے، ہوٹلوں اور پبلک کی عام جگہوں پر شراب پینے والوں کی کثرت ہے، رات کے وقت بعض مرتبہ ہم کہیں شہر سے دور ہوتے ہیں اور پانی کم ہوتا ہے مثلاً کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ہم سفر میں ہیں اور پانی کی بڑی بوتل ہے؛ لیکن ساتھی نے شراب پی تھی اور پھر بوتل سے منہ لگا کر پانی پیا تھا، نماز کا ٹائم ہے مجھے نماز پڑھنی تھی، تو اسی بچے ہوئے پانی سے وضو کر لی، میرا اس سے وضو کرنا درست ہوا یا نہیں؟ شرعی حکم کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد طارق روڑکی، مقیم حال کناڈا

الجواب وباللہ التوفیق: بوتلوں وغیرہ میں جو پانی ہے ظاہر ہے کہ وہ تھوڑا پانی ہے اور ماءِ قلیل یعنی تھوڑے پانی میں شراب پینے والا منہ ڈالے، تو دو صورتیں ہیں، اگر اس نے شراب پیتے

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الطهارة: باب المياه، مطلب في تفسير القربة والثواب‘‘: ج۱،ص:۳۵۲.

ہی پانی میں منہ ڈالا تو شراب جو کہ ناپاک ہے اس کا اثر پانی میں آ گیا اور پانی ناپاک ہو گیا اس سے وضو نہیں ہوگا اور اگر کچھ دیر رکا رہا کہ لعاب کے ذریعے منہ سے شراب کے اجزاء ختم ہو گئے پھر اس نے بوتل سے منہ لگا کر پانی پیا، تو اس پانی کا استعمال مکروہ ہے۔

"الماء الذي شرب منه شارب الخمر كأن وضع الكوز الذي فيه الماء أو القلة على فمه وشرب منه بعد أن شرب الخمر وإنما يكره الوضوء من ذلك الماء بشرط واحد وهو: أن يشرب منه بعد زمن يتردد فيه لعابه الذي خالطه الخمر كأن يشرب الخمر ثم يبتلعه أو يبصقه ثم يشرب من الإناء الذي فيه الماء أما إذا شرب باقي الخمر وبقي في فمه ولم يبتلعه أو يبصقه ثم شرب من كوز أو قلة فيها ماء فإن الماء الذي بها ينجس ولا يصح استعماله"(۱)

"(وشارب خمر فور شربها) أي بخلاف ما إذا مكث ساعة ابتلع ريقه ثلاث مرات بعد لحس شفتيه بلسانه وريقه ثم شرب فإنه لا ينجس"(۲)

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اے سی کے پائپ سے نکلنے والے پانی سے وضو اور غسل کا حکم:

(۹۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

اے سی (ائیر کنڈیشنر) کے پائپ سے نکلنے والا وہ پانی جسے ہم عام طور پر پھینک دیتے ہیں کیا اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمر، دہلی

---

(۱) عبد الرحمن الجزيري، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، "كتاب الطهارة: حكم الماء الطهور": ج۱،ص:۳۳.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الطهارة: باب المياه، مطلب في السؤر": ج۱،ص:۳۸۳۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اے سی کے پائپ سے نکلنے والا پانی پاک ہے، اس سے وضو اور غسل جائز ہے؛ اس لیے کہ یہ ماء مطلق کے حکم میں ہے۔

”(يرفع الحدث) مطلقا (بماء مطلق) هو ما يتبادر عند الإطلاق (كماء سماء وأودية وعيون وآبار وبحار وثلج مذاب) بحيث يتقاطر وبرد وجمد وندا، هذا تقسيم باعتبار ما يشاهد وإلا فالكل من السماء ﴿ألم تر أن اللّٰه أنزل من السماء ماء﴾ (سورة الحج: ٦٣)“[۱]

”وأما الماء الذي يقطر من الكرم فيجوز التوضى به لأنه ماء يخرج من غير علاج ذكره في جوامع أبي يوسف رحمه اللّٰه وفي الكتاب إشارة إليه حيث شرط الاعتصار“[۲]

”وقد استدل على جواز الطهارة بماء الثلج والبرد بما ثبت في الصحيحين عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يسكت بين تكبيرة الإحرام والقراءة سكتة يقول فيها أشياء منها اللهم اغسل خطاياى بالماء والثلج والبرد وفي رواية بماء الثلج والبرد ولا يجوز بماء الملح، وهو يجمد في الصيف، ويذوب في الشتاء عكس الماء“[۳]

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

وضو کے بعد دعا مانگتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھنا:

(۹۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: باب المياه“: ج۱، ص: ۳۲۳.

(۲) المرغيناني، الهداية، ”كتاب الطهارة: باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالا يجوز به“: ج۱، ص: ۳۳.

(۳) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة: الوضوء بماء السماء“: ج۱، ص: ۱۷.

بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ وضو کے بعد شہادت کی انگلی اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں سوال یہ ہے کہ وضو کرنے کے بعد دعا مانگتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھنا اور شہادت کی انگلی اٹھانا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، حیدرآباد

الجواب وباللہ التوفیق: وضو کے بعد دعا کرتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھنا جائز ہے اور حدیث شریف میں اس کا ثبوت موجود ہے؛ البتہ شہادت کی انگلی اٹھانے کی روایت نہیں ملتی ہاں حضرات فقہاء احناف نے اس کا بھی تذکرہ کیا ہے؛ اس لیے اس عمل کی بھی گنجائش ہے، تاہم یہ عمل سنت یا ضروری سمجھ کر نہ کیا جائے۔

”حدثنا الحسين بن عيسى قال ثنا عبد الله بن يزيد المقرئ عن حيوة بن شريح عن أبي عقيل عن ابن عمه عن عقبة بن عامر الجهني عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يذكر أمر الرعاية قال عند قوله فأحسن الوضوء ثم رفع نظره إلى السماء، فقال وساق الحديث يعنى حديث معاوية“(۱)

”ذكر الغزنوي أنه يشير بسبّابته حين النظر إلى السماء“(۲)

”وزاد في المنية: وأن يقول بعد فراغه سبحانك اللهم وبحمدك، أشهد أن لا إله إلا أنت، أستغفرك وأتوب إليك، وأشهد أن محمدا عبدك ورسولك ناظرا إلى السماء“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه أبو داود، في سننه، ”كتاب الطهارة: باب ما يقول الرجل إذا توضأ“: ج۱،ص:۲۳.(كتب خانه نعيميه، ديوبند)
(۲) طحطاوی، حاشية الطحطاوي، ”كتاب الطهارة: فصل، من آداب الوضوء أربعة عشر شيئاً“: ص:۷۷.
(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب في بيان ارتقاء الحديث الضعيف إلى مرتبة الحسن“: ج۱،ص:۲۵۳.

احناف کے نزدیک سر کے کتنے حصہ کا مسح فرض ہے؟

(۹۷) **سوال**: کیا احناف کے نزدیک وضو میں پورے سر کا مسح فرض ہے؟ یا بعض حصہ کا فرض اور بعض حصہ کا سنت ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احناف کے نزدیک پورے سر کا مسح فرض نہیں ہے؛ بلکہ چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور پورے سر کا مسح سنت ہے؛ اس لیے وضو کرنے والے کو چاہئے کہ پورے سر کا مسح کرے تاکہ فرض وسنت دونوں پر عمل ہو جائے۔

”ومفروض في مسح الرأس مقدار الناصية وهو ربع الرأس عندنا“(۱)

”ومسح ربع الرأس مرة“(۲)

”ومسح كل رأسه مرة مستوعبة ...... قوله (مستوعبة) هذا سنة أيضاً كما جزم به في الفتح“(۳)

”واستيعاب جميع الرأس في المسح ...... بماء واحد“(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

وضو میں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کس وقت کرنا چاہئے؟

(۹۸) **سوال**: وضو میں ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کس وقت کرے، شروع وضو میں کرے یا

(۱) إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبير، ”كتاب الطهارة: فرائض الوضوء“: ص: ۱۶۔

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: مطلب في معنى الاشتقاق وتقسيمه إلى ثلاثة أقسام“: ج ۱، ص: ۲۱۳۔

(۳) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: مطلب في تصريف قولهم معزيا“: ج ۱، ص: ۲۴۳۔

(۴) إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبير: ص: ۲۱۔

ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتے وقت کرے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمر، سلطانپوری

الجواب وباللہ التوفیق: ہاتھ آلہ تطہیر ونظافت ہے؛ اس لیے متوضی کو چاہیے کہ ابتداء وضو میں ہاتھ دھوتے ہوئے انگلیوں کا خلال کرے، تاکہ اچھی طرح نظافت حاصل ہو جائے، تاہم سنّت یہ ہے کہ کہنیوں تک ہاتھ دھوتے وقت خلال کرے۔

''أن التخليل إنما يكون بعد التثليث لأنه سنة التثليث''[1]

''وتخليل الأصابح من اليد والرجلين بعد التثليث''[2]

''والتخليل إنما يكون بعد التثليث لأنه سنة التثليث''[3]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سورج سے گرم ہوئے پانی سے وضو غسل کرنا:

(۹۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے یہاں گرمی کی شدت ہے، واٹر ٹینک کا پانی سورج کی گرمی سے بہت زیادہ گرم ہو جاتا ہے، ظہر اور عصر میں ہم اس پانی سے وضو کرتے ہیں، اللہ اللہ ہم ہی جانتے ہیں کہ کتنی تکلیف ہوتی ہے؛ لیکن اگر ہم لوگ چاہیں تو مناسب پانی کا نظم مسجد میں بھی ہوسکتا ہے اور گھر میں مناسب پانی ہوتا ہے اس سے بھی وضو کر کے آسکتے ہیں؛ لیکن غفلت عام ہے، تو اس تپے ہوئے پانی سے وضو کرنے کا

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الطهارة: مطلب في منافع السواك'': ج۱، ص: ۲۳۸.
(۲) على حيدر خواجه، درر الحكام شرح مجلة الأحكام، ''كتاب الطهارة: سنن الوضوء'': ج۱، ص: ۱۱. (شاملة)
(۳) ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة: فرائض الوضوء'': ج۱، ص: ۴۶.

کیا حکم ہے؟ تسلی بخش جواب مطلوب ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یعقوب، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: وضو ایک اہم ضرورت اور عبادت ہے، اس کے لیے مناسب درجہ کے پانی کا نظم کیا جانا چاہیے، سورج کی تپش سے جو پانی معمولی درجہ میں گرم ہو اس کے استعمال میں تو حرج نہیں ہے؛ لیکن جب پانی بہت زیادہ گرم ہو جائے، تو اس کا استعمال مضر ہوتا ہے، طبعی طور پر بھی اس کے استعمال سے آدمی کو وحشت ہوتی ہے، اگر مجبوری ایسی ہو کہ اس کے علاوہ کوئی پانی نہ ہو اور اس سے وضو کی جا سکتی ہو، تو اس سے وضو کی جائے؛ لیکن دوسرے مناسب پانی کا نظم کیا جا سکتا ہو، تو مناسب پانی کا نظم کیا جانا چاہیے، اس گرم پانی کا استعمال کراہت سے خالی نہیں ہے۔

"منها الماء المسخن بالشمس فإنه يكره استعماله في الوضوء والغسل بشرطين: الشرط الأول: أن يكون موضوعاً في إناء مصنوع من نحاس أو رصاص أو غيرهما من المعادن غير الذهب والفضة أما الماء الموضوع في إناء من ذهب أو فضة فإنه إذا سخن بالشمس لا يكره الوضوء منه، الشرط الثاني: أن يكون ذلك في بلد حار فإذا وضع الماء المطلق في إناء من نحاس ووضع في الشمس حتى سخن فإنه يكره الوضوء منه والاغتسال به"(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نماز جنازہ کے لیے کئے گئے وضو سے دیگر فرائض ونوافل پڑھنا؟

(۱۰۰) **سوال:** اگر کسی شخص نے نماز جنازہ کی ادائیگی کے لیے وضو کی ہو، تو کیا اس وضو

---

(۱) عبد الرحمن الجزيري، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، "كتاب الطهارة: حكم الماء الطهور": ج۱،ص:۳۱.

سے دوسرے فرائض ونوافل پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سبحان، کرناٹکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہے؛ اس لیے اس وضو سے فرض ہو یا نفل ہر نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

”عن سلیمان بن بریدة عن أبیه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی الصلوات یوم الفتح بوضوء واحد ومسح علیٰ خفیه، فقال له عمر: لقد صنعته الیوم شیئاً لم تکن تصنعه ......؟ قال عمداً صنعته یا عمر ...... قال الإمام النووي ...... وجواز الصلوات المفروضات والنوافل بوضوء واحد ما لم یحدث وهذا جائز بإجماع من یعتد به“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وضو یا غسل میں کوئی عضو خشک رہ جائے، تو کیا کرے؟

(۱۰۱)**سوال:** وضو یا غسل کرتے وقت اگر کوئی عضو یا عضو کا کوئی حصہ خشک رہ جائے، تو عضو یا اس حصہ کو دھونا کافی ہے یا از سرنو وضو یا غسل کرنا ضروری ہے، اگر اسی حصہ کو دھونا کافی ہے، تو یہ حکم اعضاء کے تر ہونے تک ہے یا اعضاء کے خشک ہونے کے بعد بھی دھو سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شبیر گودھرا

---

(۱)أخرجه مسلم، في صحیحه، ”کتاب الطهارة: باب جواز الصلوات کلها بوضوء واحد“: ج۱، ص: ۱۳۵. (کتب خانه نعیمیه، دیوبند)أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الطهارة: باب ما جاء أنه یصلی الصلوات بوضوء واحد“: ج۱، ص: ۱۹. (کتب خانه نعیمیه، دیوبند) ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ”کتاب الطهارة: باب کفایة الوضوء الواحد لصلوات متعددة“: ج۱، ص: ۱۳۴. (مکتبة أشرفیه، دیوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو یا غسل کرتے وقت صرف خشک رہ جانے والے اعضاء کو دھولینا کافی ہے، اعضاء کے خشک ہونے سے پہلے بھی یہی حکم ہے اور خشک ہونے کے بعد بھی ازسرنو وضو یا غسل ضروری نہیں ہے۔

"ولو تركها أي ترك المضمضة أو الاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسياً فصلى، ثم تذكر ذلك يتمضمض أو يستنشق او يغسل اللمعة ويعيد ما صلى إن كان فرضا لعدم صحته"(۱)

"نسي المضمضة أو جزءاً من بدنه فصلى ثم تذكر فلو نفلاً لم يعد لعدم صحة شروعه (قوله لعدم صحة شروعه) أي والنفل إنما تلزم إعادته بعد صحة الشروع فيه قصداً وسكت عن الفرض لظهور أنه يلزم الإتيان به مطلقاً "(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا:

(۱۰۲) **سوال:** کیا وقت داخل ہونے سے پہلے نماز کے لیے وضو کیا جا سکتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد زاہد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو نماز کے لیے شرط ہے، وقتِ نماز کے لیے نہیں، ہاں معذورین کا مسئلہ الگ ہے؛ لہٰذا وقت سے پہلے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ ہر وقت باوضو رہنا مستحسن ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اکثر باوضو رہا

(۱) إبراهيم الحلبي، غنية المستملي، "فرائض الغسل"، ص: ۴۴.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الطهارة: مطلب في أبحاث الغسل"، ج۱، ص: ۲۸۹.

کرتے تھے اور پہلے وضو سے دوسرے وقت کی نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔حدیث میں ہے:

’’عن أنس رضي اللّٰہ عنه، قال: کان أصحاب النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم ینتظرون العشاء حتی تخفق رؤسهم ثم یصلون ولا یتوضؤن رواہ أبوداود والترمذي‘‘[1]

’’عن سلیمان بن بریدۃ عن أبیه أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم صلی الصلوات یوم الفتح بوضوء واحد ومسح علی خفیه، فقال له عمر لقد صنعت الیوم شیئاً لم تکن تصنعه قال عَمَداً صنعته یا عمر‘‘

’’الشرح في هذا الحدیث أنواع من العلم، منها جواز المسح علی الخف وجواز الصلوات المفروضات والنوافل بوضوء واحد ما لم یحدث وهذا جائز باجماع من یعتد به‘‘[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کرونا کٹ پہننے کی صورت میں وضو کا حکم:

(۱۰۳)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

میں ایک ڈاکٹر ہوں اور کرونا کی وجہ سے ہماری ڈیوٹی بہت سخت ہے، جب ہم ڈیوٹی پر جاتے ہیں، تو ہمیں کرونا کٹ پہننا ہوتا ہے اور پورے ڈیوٹی کے ٹائم میں اتارنے کی اجازت نہیں ہوتی اسی حالت میں نماز کا بھی وقت آ جاتا ہے اور کٹ پہن کر ہم وضو نہیں کر سکتے ہیں، تو کیا بلا وضو نماز پڑھنا یا تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، دہلی

---

(۱)مشکوٰۃ المصابیح، ’’کتاب الطهارۃ: باب ما یوجب الوضوء‘‘: ج۱،ص:۴۱،رقم:۳۱۷.(مکتبة اشرفیه، دیوبند)
(۲)النووي، حاشیة النووي علی مسلم، ’’کتاب الطهارۃ: باب جواز الصلوات کلها بوضوء واحد‘‘: ج۱،ص: ۱۳۵.(بیروت، دارالکتب العلمیة، لبنان)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں بہتر ہے کہ کررونا کٹ پہننے سے قبل وضو کرلیا جائے اور نماز باوضو ادا کی جائے، کٹ پہننے کے بعد اگر وضو ٹوٹ جائے، تو نماز سے قبل نیا وضو کرنا ہی ضروری ہوگا، جس طرح کٹ پہننے کی حالت میں استنجا کیا جا سکتا ہے، اسی طرح وضو بھی کیا جا سکتا ہے، بے وضو نماز ادا کرنا جائز نہیں اس صورت میں نماز ادا نہ ہوگی، نیز مسئولہ صورت میں چوں کہ تیمّم کے جائز ہونے کے اسباب میں سے کوئی سبب بھی نہیں پایا جاتا ہے، لہٰذا تیمّم کی بھی اجازت نہ ہوگی۔

’’عن مصعب بن سعد، قال: دخل عبد اللّٰہ بن عمر علی ابن عامر یعودہ وھو مریض، فقال: ألا تدعو اللّٰہ لي یا ابن عمر؟ قال: إني سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: لا تقبل صلاۃ بغیر طھور ولا صدقۃ من غلول، وکنت علی البصرۃ‘‘(۱)

’’ثم الشرط ھي ستۃ طھارۃ بدنہ من حدث بنو عیہ وقدمہ لأنہ أغلظ وخبث‘‘(۲)

’’ھي طھارۃ بدنہ من حدث وخبث وثوبہ ومکانہ أما طھارۃ بدنہ من الحدث فبآیۃ الوضوء والغسل ومن الخبث فبقولہ علیہ السلام تنزھوا من البول فإن عامۃ عذاب القبر‘‘(۳)

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ٹیٹو کے ہوتے ہوئے وضو اور غسل کا حکم:

(۱۰۴) **سوال**: بدن پر ٹیٹو بنوانا اور اس کے ہوتے ہوئے وضو و غسل کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد بلال، ناگل، سہارنپور

---

(۱) أخرجہ مسلم، في صحیحہ، ’’کتاب الطھارۃ: باب وجوب الطھارۃ للصلاۃ: ج۱،ص:۱۱۹،رقم:۲۲۴.

(۲) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ’’کتاب الصلاۃ: باب شروط الصلاۃ‘‘: ج۲،ص:۷۳.

(۳) ابن نجیم، البحر الرائق، ’’کتاب الصلاۃ: باب شروط الصلاۃ‘‘: ج۱،ص:۴۶۲.

الجواب وباللہ التوفیق: بدن پر ٹیٹو بنوانا نا جائز اور حرام ہے، حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے:

"عن ابن عمر رضي الله عنه قال لعن النبي صلى الله عليه وسلم الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة"(۱)

ٹیٹو مختلف قسم کا ہوتا ہے اور اس کی تمام قسمیں نا جائز ہیں اگر کسی نے ٹیٹو بنوالیا ہے، اسے توبہ واستغفار کے ساتھ حتی المقدور اس کو چھڑانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ٹیٹو کے ہوتے ہوئے وضو اور غسل کا مسئلہ ٹیٹو کی مختلف اقسام کے اعتبار سے یہ ہے۔

اگر وہ جلد کو گدوا کر بنایا گیا ہے، تو وہ جلد ہی کے حکم میں ہوگا؛ لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے وضو اور غسلِ واجب درست ہو جائے گا۔

اگر رنگ لگا کر بنوایا ہے جس سے مہندی کی طرح بدن پر تہہ یا پرت نہیں بنتی، تو اس کے ہوتے ہوئے بھی وضو اور غسلِ واجب درست ہو جائے گا۔

اور اگر ایسے رنگ سے بنوایا ہے جس کی تہہ اور پرت بن جاتی ہو، تو وضو اور غسلِ واجب کے وقت اس کا چھڑانا ضروری ہے اس کے ہوتے ہوئے وضو اور غسلِ واجب صحیح نہیں ہوگا۔

اگر کوشش کے باوجود یہ پرت والا ٹیٹو کسی صورت نکل نہ رہا ہو اور نماز فوت ہونے کا خطرہ ہو، تو بدرجہ مجبوری وضو اور غسل درست ہو جائے گا۔

"وإن كان على ظاهر بدنه جلد سمك أو خبز ممضوغ قد جف فاغتسل ولم يصل الماء إلى ما تحته لا يجوز"(۲)

"والمراد بالأثر اللون والريح فإن شق إزالتهما سقطت"(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب اللباس: باب المستوشمة": ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

آنکھوں کے اندرونی حصہ کا دھونا:

(۱۰۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین وضو میں آنکھوں کے اندرونی حصے تک پانی پہونچانا ضروری ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حمدان، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: وضو میں آنکھ کے اندرونی حصے کا دھونا ضروری نہیں ہے اس لیے کہ اس میں حرج اور مشقت ہے، درمختار میں ہے۔

”ولا يجب غسل ما فيه حرج كعين، وقال الشامي ...... لأن في غسلها من الحرج ما لا يخفى لأنها شحم لا تقبل الماء“(۱)

بدائع میں ہے:

”لأن داخل العينين ليس بوجه لأنه لا يواجه إليه ولأن فيه حرجاً“(۲)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”ولا يجب إيصال الماء إلى داخل العينين كذا في محيط السرخسي“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ج ۲، ص: ۸۸۰، رقم: ۵۹۴۷. (کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب الثاني: في الغسل، الفصل الأول في فرائضه“: ج ۱، ص: ۶۴.

(۳) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس“: ج ۱، ص: ۴۱۰.

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب في أبحاث الغسل“: ج ۱، ص: ۲۸۶.

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الطهارة: أركان الوضوء، غسل الوجه“: ج ۱، ص: ۶۷.

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول في فرائضه“: ج ۱، ص: ۶۵.

اگر جسم پر میل کچیل جم جائے تو وضو اور غسل کا کیا حکم ہے؟

(۱۰۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مندرجہ مسئلہ کے بارے میں:

اگر جسم اور اعضائے عضو پر میل کچیل جمع ہو، تو کیا ایسی حالت میں غسلِ جنابت اور وضو ہو جائے گا؟ یا پھر اس میل کچیل کو وضو اور غسل سے پہلے صاف کرنا ضروری ہے؟ ایسے ہی سر میں اگر روسی (Dandruff) ہو، تو غسلِ جنابت کے دوران اسے نکالنا ضروری ہے؟ براہ کرم از روئے شریعت ذکر کردہ مسائل میں رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ہارون چودھری، غوث گنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جسم پر میل کچیل ہونے کی وجہ سے پانی کے اعضا تک پہونچنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے، عام طور پر میل کچیل ہونے کی صورت میں بھی پانی اعضا تک پہونچ ہی جاتا ہے اس لیے میل کچیل کے ساتھ بھی وضو اور غسلِ جنابت صحیح ہو جاتا ہے؛ البتہ صفائی ستھرائی کا بھرپور خیال رکھنا چاہئے۔ فطری طور پر انسان صفائی ستھرائی، طہارت و پاکیزگی اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے اور اسلام ایک دین فطرت ہے جس میں انسانی فطرت کا بھرپور لحاظ ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے صاف ستھرا رہنے والے افراد سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے۔ قول باری تعالیٰ ہے: ''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا اور بہت پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ ﴿إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾ [1]

''ولا يمنع الطهارة ونيم ...... وحناء ولو جرمه، به يفتى ودرن ووسخ. قال ابن عابدين: قوله: (وبه يفتى) صرح به في المنية عن الذخيرة في مسألة الحناء والطين والدرن معللا بالضرورة، قال في شرحها: ولأن الماء ينفذه لتخلله وعدم لزوجته و صلابته، والمعتبر في جميع ذلك نفوذ الماء ووصوله إلى البدن''[2]

(۱) سورة البقرة: ۲۲۲.　　......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سر اور داڑھی کے بالوں میں جمع ہونے والے میل اور جوؤں کا صاف کرنا مستحب ہے۔ ان کی صفائی کے لئے بالوں کو دھونے، تیل لگانے اور کنگھا کرنے کا حکم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں میں کبھی کبھی تیل لگاتے اور کنگھا کرتے تھے جیسا کہ امام ابوداؤدؒ نے ایک روایت نقل کی ہے:

''آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کے بال ہوں اسے چاہئے کہ ان کی تکریم کرے (یعنی دیکھ بھال کرے)''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من کان لہ شعر فلیکرمہ''(۱)

صاحب عون المعبود مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بالوں کی تکریم کا مطلب یہ ہے کہ انہیں دھو کر تیل لگائے اور کنگھی کر کے صاف ستھرا اور خوشنما رکھے، بالوں کو بکھرا ہوا نہ رکھے کیونکہ صفائی ستھرائی اور خوبصورتی مطلوب امر ہے۔(۲)

لہٰذا جسم پر میل کچیل یا سر میں روسی ہونے کی وجہ سے غسل یا وضو میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی ہے کیونکہ یہ غسل اور وضو کی ادائیگی کے لئے مانع نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

درمیان وضو ''بسم اللّٰہ'' پڑھنا:

(۱۰۷)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام!

وضو کی سنتوں میں سے ابتدا میں ''**بسم اللّٰہ**'' پڑھنا بھی ہے اگر کوئی شروع میں پڑھنا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: مطلب في أبحاث الغسل'': ج۱،ص:۲۸۸،وجماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الفصل الأول في فرائض الوضوء'': ج۱،ص: ۵۳؛وطحطاوي، حاشية الطحطاوي، ''كتاب الطهارة: فصل في تمام أحكام الوضوء'': ج۱،ص:۶۳.

(۱)أخرجه أبو داود، في سننه، ''أول كتاب الترجل، باب في إصلاح الشعر'': ج۲،ص:۵۷۶،رقم:۴۱۶۳.(کتب خانه نعیمیه، دیوبند)

(۲) شمس الحق العظيم آبادي، عون المعبود، ''باب في إصلاح الشعر'': ج۹،ص:۱۱۸۳۔(القاهرة: القدس للنشر والتوزيع، مصر)

بھول جائے، تو کیا درمیان میں پڑھنے سے سنت وضوادا ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاکر، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ابتدا میں ''بسم اللّٰہ'' پڑھنا بھول جائے، تو درمیان میں پڑھنے سے وضو کی سنت تو ادا نہیں ہوگی تاہم پڑھنے کی برکت ''إن شاء اللّٰہ'' ضرور ملے گی۔

البحرالرائق میں ہے:

''ولو نسي التسمية في ابتداء الوضوء ثم ذكر ها في خلاله فسمي لا تحصل السنة''[1]

شامی میں ہے:

''قوله وأما الأكل أي إذا نسيها في ابتدائه'' واعلم أن الزيلعي ذكر أنه لا تحصل السنة في الوضوء وقال بخلاف الأكل لأن الوضوء عمل واحد''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وضوکرنے کے بعد لوٹے کو سیدھا رکھا جائے یا الٹا؟

(۱۰۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: وضوکرنے کے بعد لوٹے کو سیدھا رکھنا چاہئے یا ٹیڑھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالجبار، مادھوگنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر لوٹے میں گرد وغبار یا گندگی گرنے کا اندیشہ ہو، تو

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة'': ج۱، ص:۲۰.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: مطلب الفرق بين الطاعة والقربة والعبادة'': ج۱، ص:۲۲۲.

لوٹے کو الٹا رکھنا مناسب ہے اور اگر کوئی اندیشہ نہ ہو، تو سیدھا رکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، مگر سیدھا رکھنے کی صورت میں بھی اس پر کچھ رکھ دینا چاہیئے۔

حدیث میں ہے:

”عن جابر رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه، عن النبي صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال أغلق بابك واذكر اسم اللّٰہ فإن الشیطان لا یفتح باباً مغلقا وأطف مصباحك واذكر اسم اللّٰہ وخمر إناءك ولو بعود وتعرضه علیه واذكر اسم اللّٰہ وأوكِ سقاءك واذكر اسم اللّٰہ“.(۱)

”وقد یقال إن الضرورة في البئر متحققة بخلاف الأواني لأنها تخمر“.(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

واش بیسن میں پیر دھونے پر اعتراض ہو، تو پیر پر مسح کرنا کیسا ہے؟

(۱۰۹) **سوال:** میری آفس میں اکثر لوگ غیر مسلم ہیں، میں ظہر کی نماز کے لئے وضو واش بیسن میں کر کے نماز پڑھ لیتا ہوں، واش بیسن میں پیر دھونے پر لوگ اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منہ اور ہاتھ اس میں دھولو اور پیر باتھ روم میں دھولو؛ لیکن باتھ روم کے گندہ ہونے کی وجہ سے میں واش بیسن میں ہی دھوتا ہوں، کیا میں پیروں پر مسح کرسکتا ہوں یا مجھے تیمّم کر کے نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید عارف، شکاگو، امریکہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس طرح واش بیسن میں چہرہ اور ہاتھ دھونے اور ناک

(۱) أخرجه أبو داؤد، في سننه، ”كتاب الأشربة: باب في إيكاء الآنية“: ج۲،ص:۵۲۴،رقم:۳۷۳۳.
(۲) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مبحث في بول الفارة وبعرها وبول الهرة“: ج۱،ص:۵۲۴.

صاف کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور اس کو کوئی برا نہیں سمجھتا اسی طرح پیر دھونے میں بھی کوئی برائی نہیں ہے؛ تاہم جب لوگوں کو اعتراض ہو، تو احتیاط کرنی چاہئے اور کوئی متبادل تلاش کرنا چاہئے، آفس والوں کے ساتھ اختلاف اچھی بات نہیں ہے، اب ایک شکل تو یہ ہے کہ آپ بوتل میں پانی لے کر پیر کسی اور جگہ دھولیا کریں؛ دوسری شکل یہ ہے کہ خفین پہن کر آفس جائیں اور خفین پر مسح کرلیا کریں؛ البتہ صرف لوگوں کے اعتراض کی وجہ سے پانی کے موجود ہوتے ہوئے پیروں پر مسح یا تیمّم کی اجازت نہیں ہوگی۔

’’قال تعالیٰ: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّبًا﴾[1]

’’لقوله عليه السلام: يمسح المقيم يوماً وليلة والمسافر ثلثة أيام ولياليها‘‘[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نابالغ بچے کا بغیر وضو کے قرآن چھونے کا حکم:

(۱۱۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں:

ہمارے یہاں مساجد میں مکاتب کا نظام ہے، محلے کے چھوٹے بچے مکاتب میں پڑھنے آتے ہیں ان میں بعض بچے بے وضو قرآن اور سپارے پکڑ لیتے ہیں، پوچھنا ہے کہ بے وضو قرآن یا سپارے چھوٹے بچوں کے لئے چھونا از روئے شریعت کیسا ہے؟ نیز بچوں کو بے وضو قرآن ہاتھ میں دینے یا اساتذہ کو پڑھانے پر والدین یا اساتذہ گنہگار تو نہیں ہوں گے؟ شریعت کا اس سلسلے میں کیا حکم ہے رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، رحمانیہ سوپول، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں تعلیم وتربیت کے نقطۂ نظر سے نابالغ

(۱) سورة المائدة:٦.
(۲) ابن الهمام، فتح القدير، ’’كتاب الطهارات: باب المسح على الخفين‘‘: ج۱، ص:۱۴۹.

بچے کو ہاتھ میں قرآن کریم یا سپارے دینے سے قبل والدین کو وضو کرانا چاہئے تاکہ بچے کو وضو کا طریقہ معلوم ہو سکے؛ البتہ بچے احکامِ شرع کے مکلّف نہیں ہیں، نماز، روزہ، وضو اور غسل وغیرہ بھی ان پر فرض نہیں ہے؛ اس لیے بچوں کو بے وضو قرآن کریم چھونے کی شریعت نے رخصت دی ہے، والدین یا اساتذہ اگر بے وضو ان کے ہاتھ میں قرآن کریم یا سپارے دے دیں تو ان پر کوئی گناہ بھی نہیں ہوگا۔

بچوں کے بے وضو قرآن پکڑنے پر والدین اور اساتذہ کے گنہگار نہ ہونے کے بارے میں علامہ ابن عابدینؒ لکھتے ہیں:

”إن الصبي غير مكلف والظاهر أن المراد لا يكره لوليه أن يتركه يمس“(۱)

نابالغ کو بے وضو قرآن چھونے کی اجازت کے بارے میں مجمع الانہر میں ہے:

”ولا مس صبي لمصحف ولوح لأن في تكليفهم بالوضوء حرجا بها وفي تأخيره إلى البلوغ تقليل حفظ القرآن فرخص للضرورة“(۲)

تبیین الحقائق میں ہے:

”وكره بعض أصحابنا دفع المصحف واللوح الذي كتب فيه القرآن إلى الصبيان ولم ير بعضهم به بأسا وهو الصحيح لأن في تكليفهم بالوضوء حرجا بهم وفي تأخيرهم إلى البلوغ تقليل حفظ القرآن فيرخص للضرورة“(۳)

ہمارے بعض اصحاب نے قرآن پاک اور وہ تختی جس پر قرآن لکھا ہو، بچوں کو دینے کو مکروہ قرار دیا ہے اور بعض کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی صحیح ہے، کیونکہ بچوں کو وضو کا مکلّف بنانے میں حرج ہے اور اگر ان کے بالغ ہونے تک قرآن انہیں نہ دیا جائے، تو حفظِ قرآن میں کمی واقع ہوگی؛ لہٰذا بوجہ ضرورت بچوں کو قرآن پاک دینے کی رخصت دی گئی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

وضو کے بعد سر مونڈانے سے مسح کا اعادہ کرے گا یا نہیں؟

(۱۱۱) **سوال**: وضو کے بعد سر مونڈانے سے مسح کا اعادہ کرے گا یا نہیں؟ کیونکہ جن بالوں پر مسح کیا وہ بال تو نکل گئے تو کیا اب نماز سے پہلے سر پر مسح کرنا ضروری ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید کلیم، امریکہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو کرنے کے بعد اگر سر کے بالوں کو مونڈوا لیا، تو اس سے وضو پر کوئی فرق نہیں آئے گا اور سر پر دوبارہ مسح کرنا لازم نہیں ہوگا، بلا مسح کے اعادہ کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

''ومسح الرأس ثم حلق الشعر حيث لا يلزمه إعادة المسح لأن الشعر من الرأس خلقة فالمسح عليه مسح على الرأس''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۱۶ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

گنجا شخص وضو میں چہرہ کہاں تک دھوئے؟

(۱۱۲) **سوال**: حضرت مفتی صاحب! عرض ہے کہ ایک شخص گنجا ہے اس کے سر کے آگے کے بال جھڑ چکے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ وہ شخص وضو میں کہاں تک سر پر مسح کرے گا؟ کیا وہ پورے سر کا مسح کرے گا یا صرف پیشانی تک؟ از روئے شریعت جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... باب سنن الغسل''، ج۱،ص:۷۴۔

(۲) عبد الرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ''كتاب الطهارة''، ج۱،ص:۲۶۔

(۳) عثمان بن علي، تبيين الحقائق، ''كتاب الطهارة: باب الحيض''، ج۱،ص:۱۶۸۔ (زکریا بك ڈپو دیوبند)

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة: باب ما ينقض المسح على الخفين''، ج۱،ص:۱۸۶۔

عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حمزہ حسن، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صاحب مراقي الفلاح نے لکھا ہے:

"**وحده أي جملة الوجه طولا من مبدأ سطح الجبهة سواء كان به شعر أم لا.**"(۱) عام طور پر انسان کے جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں اور جسے عرف میں پیشانی کہا جاتا ہے اس حصہ کا دھونا فرض ہے اس سے اوپر دھونا ضروری نہیں ہے۔"**أشار به إلى أن الأغم والاصلع والأقرع والأنزع فرض غسل الوجه منهم ما ذكر**"(۲)

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی کے بال آدھے سر تک آگے کی طرف نہ ہوں، تو عرف میں جہاں تک پیشانی کہلاتی ہے اس سے اوپر دھونا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ پیشانی کے بالوں کے آگے کی معروف جگہ تک دھونا فرض ہے۔

"**إذا الغالب فيهم طلوع الشعر من مبدأ سطح الجبهة ومن غير الغالب الأغم وأخواه**"(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۰/۱۲/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) حسن بن عمار الشرنبلالي، مراقي الفلاح، "كتاب الطهارة: فصل في أحكام الوضوء": ج۱ص:۲۲.
(۲) الطحطاوي، مراقي الفلاح على حاشية الطحطاوي، "كتاب الطهارة: فصل في أحكام الوضوء": ج۱ص:۵۷.
(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: فصل في الغسل، مطلب في معنىٰ الاشتقاق وتقسيمه": ج۱ص:۲۱۰.

فصل ثالث

مسواک کا بیان

مسواک کی جگہ برش اور منجن کا استعمال:

(۱۱۳) **سوال:** برش اور منجن کے استعمال کرنے سے مسواک کی سنت ادا ہو جائیگی یا نہیں؟

المستفتی: ڈاکٹر محمد اختر صاحب، علی گڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں بغیر مسواک کے منہ کی صفائی کی سنت تو ادا ہو جائے گی؛ لیکن لکڑی کے فوائد سے محروم ہوں گے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲: ۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا مسواک عورتوں کے لیے بھی سنت ہے؟

(۱۱۴) **سوال:** کیا مسواک عورتوں کے لیے بھی سنت مستقلہ ہے؟ نیز اس عبارت: ''**العلك يقوم مقامه للمرأة**'' کا کیا مطلب ہے؟

المستفتی: محمد عرفان، بستی

---

(۱) عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ يجزئ من السواك الأصابع. و روى الطبراني عن عائشة رضي الله عنها قالت : قلت يارسول الله ﷺ الرجل يذهب فوه يستاك؟ قال نعم: قلت كيف يصنع؟ قال يدخل أصبعه في فيه. قال النووي : و يستحب أن يبدأ بالجانب الأيمن من فمه عرضا ولا يستاك طولا لئلا يدمى لحية أسنانه فإن خالف صح مع كراهة. (علي بن محمد ملا علي، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ''باب السواك،'' ج۲،ص:۸۰ مكتبة فيصل، ديوبند)؛ و تقوم الأصبع أوالخرقة الخشنة مقامه عند فقده أو عدم أسنانه في تحصيل الثواب لا عند وجوده. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ''كتاب الطهارة''، ج۱،ص:۲۱ (شامله))؛ وعن أنس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ تجزئ الأصابع مجري السواك. (أخرجه البيهقي، في سننه، ''كتاب الطهارة، باب الاستياك بالأصابع،'' ج۱،ص:۱۳۴، رقم:۱۷۸ (بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسواک جس طرح مردوں کے لیے سنت ہے، اسی طرح عورتوں کے لیے بھی سنت ہے۔[۱] اگر مسواک کرنے میں کوئی دشواری ہو یا مسواک نہ ہو، تو انگلی کا استعمال مسواک کے قائم مقام ہوجاتا ہے[۲]۔ اسی طرح اگر عورت مسواک کی نیت سے "**علك**" (ایک خاص قسم کا گوند) کا استعمال کرے، تو اس کو مسواک کی طرح ہی ثواب حاصل ہوگا۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۶/۱۰/۱۴۴۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ایک مسواک کو کتنے دنوں تک استعمال کیا جائے؟

(۱۱۵) **سوال**: خالد کا کہنا ہے کہ ایک مسواک کو کئی روز تک استعمال کرنا اچھا نہیں؛ چونکہ آج کل مسواک بآسانی مل جاتی ہے، پہلے تو بآسانی نہیں ملتی تھی، اس لیے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور رسول اللہ علیہ وسلم ایک مسواک کو کئی کئی روز تک استعمال فرماتے تھے تو کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی: نور الحسن سحراؤں، دربھنگہ، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک ہی مسواک جب تک وہ کام دے سکے، اس کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اگر مسواک سستی ہو اور عام طور پر ملتی بھی ہو؛ لیکن اس کو ضائع کر دینا یا ترک کر دینا جب کہ اس سے کام لیا جا سکتا ہو اور دوسری مسواک خرید کر استعمال کرنا، اس پر

---

(۱) عن عائشةؓ انها قالت : كان نبي الله ﷺ يستاك فيعطيني السواك لأغسله فأبدأ به فاستاك ثم أغسله و أدفعه إليه (أخرجه أبو داؤد، في سننه، "باب غسل السواك،" ج۱، ص:۸، رقم:۵۳، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

(۲) و تقوم الأصبع أو الخرقة الخشنة مقامه عند فقده أو عدم أسنانه في تحصيل الثواب لا عند وجوده. (ابن نجم، بحرالرائق، كتاب الطهارة، ج۱، ص:۲۱، دارالکتاب دیوبند)؛ و عند فقده أو فقد أسنانه تقوم الخرقة الخشنة أو الأصبع مقامه، كما يقوم العلك مقامه للمرأة مع القدرة عليه. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، "كتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك،" ج۱، ص:۲۳۶، زکریا بک ڈپو دیوبند)

(۳) سواك و يقوم العلك مقامه للنساء، (أحمد بن محمد، حاشية الطحاوی، "كتاب الطهارة، فصل في سنن الوضوء،" ص:۶۸، دارالکتاب دیوبند)

اسراف کا شبہ ہوتا ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۲۸/۶: ۱۴۱۰ھ

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

مسواک کو کتنی مرتبہ دانتوں پر پھیرا جائے؟

(۱۱۶) **سوال**: مسواک کو کتنی بار دانتوں کے اوپر اور کتنی بار دانتوں کے نیچے پھیرنا سنت ہے؟

المستفتی: عبد اللطیف، اجین، مدھیہ پردیش

الجواب وباللہ التوفیق: نیچے اوپر جہاں جتنی ضرورت ہو یا موقع ہو، اتنی مرتبہ پھیر لیں، کوئی تحدید نہیں؛ البتہ مستحب یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسواک کر کے کلی کی جائے، پھر دوسری مرتبہ دانتوں پر پھیرے اور کلی کرے، پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی کرے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۱۷: ۱۴۲۲ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

وضو کرتے وقت اگر مسواک کرنا بھول جائے:

(۱۱۷) **سوال**: مسواک کرنے کی تاکید اور فضیلت کتب حدیث میں بکثرت آئی ہے؛ لیکن اگر کسی شخص کے پاس وضو کرتے وقت مسواک نہیں ہے یا کرنا بھول گیا اور وضو کے بعد یاد آیا، اس کے

---

(۱) فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک بالشت کے بقدر ہونی چاہیے اس لیے اگر مسواک کرتے کرتے ایک بالشت سے چھوٹی ہو جائے، تو مسواک کو بدلا جا سکتا ہے و کونه لينا مستويا بلا عقد في غلظ الخنصر و طول شبر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة، مطلب: في منافع السواك،“ ج۱، ص:۲۳۴)؛ و ندب إمساكه بيمناه و كونه لينا مستويا بلا عقد في غلظ الخنصر و طول شبر الظاهر أنه في غلظ الخنصر و طول شبر الظاهر أنه في ابتداء استعماله فلا يضر نقصه بعد ذلك بالقطع منه لتسويته. (ابن عابدين، رد المحتار، ”قبيل مطلب في منافع السواك،“ ج۱، ص:۲۳۴)

(۲) والمستحب فيه أي السواك بثلاث مياه، الخ. و يبدأ من الجانب الأيمن ثم الأيسر و في الأسافل كذلك (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج۱، ص:۲۳۴؛ و ابن همام، فتح القدير، ”كتاب الطهارات،“ ج۱، ص:۲۳، زکریا بک ڈپو دیوبند)

بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں بھی وضاحت فرمادیں بڑی مہربانی ہوگی۔

المستفتی: محمد اسجد، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس نے وضو میں مسواک کی، پھر نماز پڑھی اس کی فضیلت اس نماز سے ستر گنا بڑھی ہوئی ہے، جو ایسے وضو سے پڑھی جائے، جس میں مسواک نہ کی گئی ہو، وضو کرتے وقت مسواک موجود نہ ہو، تو انگلی سے دانت مل لینا بھی کافی ہوگا، لیکن مسواک کرنا افضل ہے اور بھولنے کی صورت میں نماز میں کھڑے ہونے سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:　　فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی　　**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۹/۱۲/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسواک وضو کے لیے سنت ہے یا نماز کے لیے؟

(۱۱۸) **سوال:** زید کہتا ہے کہ مسواک کرنا وضو کے لیے سنت ہے، جب کہ بکر کا کہنا ہے کہ مسواک نماز کے لیے سنت ہے، اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی مدلل تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد کریم اللہ حیدرآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسواک کرنے کی تاکید کتب حدیث میں بکثرت آئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر شاق گذرنے کا خوف نہ ہوتا، تو انھیں ہر وضو کے لیے مسواک کرنے کا حکم دیتا اور بعض میں ہر نماز کا لفظ ہے۔ **قال أبوهريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ولولا أن أشق على أمتي أو على الناس**

---

(۱) صلوٰة بسواك أفضل من سبعين صلوٰة بغير سواك. (علاء الدين السمرقندي، كنز العمال في سنن الأقوال و الأفعال، "كتاب الطهارة، السواك،" ج۹ص:۱۳۸، رقم:۲۶۱۷۶، بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)؛ و عن أبي أمامة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تستاكوا فإن السواك مطهرة للفم و مرضاة للرب (أخرجه ابن ماجه، في سننه، كتاب الطهارة و سننها، باب السواك، ج۱ص:۲۵، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)؛ فإن لم يجد فيعالج فمه بالأصبع و السواك أفضل. (محمد بن أحمد أبوبكر علاء الدين السمرقندي، تحفة الفقهاء، "كتاب الطهارت،" ج۱ص:۱۳)؛ و إلا إذا نسيه فيندب للصلوٰة كما يندب لإصفرار سن و تغير رائحة، الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب: في دلالة المفهوم،" ج۱ص:۲۳۳)

لأمرتهم بالسواك، دوسری روایت میں لفظ مع كل صلوٰة کے ساتھ آیا ہے۔[1]

اس حدیث سے مسواک کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

احناف کے نزدیک مسواک وضو کے لیے سنت ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک نماز کے لیے سنت ہے۔ و هو أي السواك للوضوء عندنا أي عند الأحناف أي سنة للوضوء و عند الشافعي السواك للصلوٰة [2] مثلاً ایک شخص نے وضو کیا، اس میں مسواک بھی کی اور ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں تو احناف کے نزدیک کافی ہے، جب کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دوسری نماز جو پڑھی اس میں مسواک کی سنت ادا نہیں ہوئی۔ قال في البحر: فائدة الخلاف تظهر فيمن صلى بوضوء واحد صلوات يكفيه عندنا (الأحناف) لا عنده (الشافعي)[3]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۱/۶/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسواک کرنا سنت ہے یا مستحب؟

(۱۱۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں:

مسواک کرنا سنت ہے یا مستحب؟ اس بارے میں فقہ حنفی میں کیا مذکور ہے؟ مسواک کس وقت کی جائے، کلی کرتے وقت یا کلی کرنے سے پہلے۔ نیز مسواک کتنی موٹی اور کتنی لمبی ہو، اس میں بارے میں اسلام کی کیا تعلیمات ہیں۔

المستفتی: محمد کامران، بجنور

الجواب وبالله التوفيق: علامہ ابن عابدین نے مسواک کو سنت مؤکدہ لکھا ہے؛ لیکن اصح قول یہ ہے کہ مستحب ہے، کلی کرتے وقت ہی مسواک کرنا سنت ہے، اس وقت صفائی زیادہ ہوتی ہے اور پورے طور پر ہوتی ہے والسواك سنة مؤكدة كما في الجواهر عن المضمضة،

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب التمني، باب ما يجوز من اللو، ج۲، ص: ۱۰۷۵، رقم: ۱۳۸۰ (کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، ج۱، ص: ۲۳۳

(۳) أيضًا

وقیل: قبلها وهو للوضوء.[۱] وفي الهداية الأصح أنه أي السواك مستحب.[۲]
وكونه ليناً مستويا بلا عقد في غلظ الخنصر وطول شبر[۳]

اس عبارت سے یہ بات واضح ہے کہ مسواک نرم اور برابر ہو اور اس میں گرہ نہ ہو چھوٹی انگلی کے برابر موٹی ہو اور بالشت بھر لمبی ہو۔

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۴۴۱/۶/۸ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسواک کن اوقات میں کرنا چاہیے؟

(۱۲۰) **سوال:** کتب حدیث میں وضو کرتے وقت مسواک کرنے کی بڑی فضیلت مذکور ہے لیکن وضو کے علاوہ اور کن کن اوقات میں مسواک کیا جانی چاہیے؟ براہ کرام مطلع فرمائیں۔

المستفتی: محمد عدنان، بنگلور

الجواب وباللہ التوفیق: مسواک کے اوقات استحباب کے بارے میں علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے کہ سوکر اٹھنے کے بعد، منھ میں بدبو پیدا ہونے کے وقت، مجلس میں بیٹھنے سے قبل، گھر میں داخل ہونے کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح نماز کے وقت اور وضو کے وقت بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔ **فإنه يستحب في حالات منها: تغير الفم و القيام من النوم إلى الصلوٰة. ودخول البيت. والاجتماع بالناس. و قراء ة القرآن لقول أبي حنيفة**[۴]

(۱)أبوبكر بن علي الحنفي، الجوهرة النيرة، ج۱،ص:۷، (دارالكتاب ديوبند)؛ و بدرالدين العيني، البنايه شرح الهدايه، ج۱،ص:۳۲ (مکتبه نعیمیه دیوبند)

(۲)ابن عابدين الدمشقي الحنفي، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم،“ ج۱،ص:۲۳۲؛و ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۱،ص:۴۲

(۳) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم، كتاب الطهارة.“ ج۱،ص:۲۳۴ (مكتبة زكريا ديوبند)

(۴)ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة، مطلب في دلالة المفهوم،“ ج۱،ص:۲۳۳؛ و يتأكد طلبه عند ارادة الصلاة، و عند الوضوء و قراء ة القرآن والاستيقاظ من النوم و عند تفسير الفم (بدالدين العيني،البناية شرح الهدايه، ”كيفية الاستياك،“ ج۱،ص:۲۰۵)

نیز قرآن کی تلاوت سے پہلے مسواک کرنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مستحب ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۴۴۱/۵/۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسواک کرتے وقت خون نکلنا:

(۱۲۱) **سوال:** میری ایک پریشانی ہے، وہ یہ کہ میں وضو میں جب بھی مسواک کرتا ہوں، تو میرے مسوڑھوں سے خون نکلتا ہے، جو بسا اوقات تھوک پر غالب آجاتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں میرا وضو باقی رہا یا نہیں؟ نیز اگر باقی نہیں رہا، تو کیا میں مسواک ترک کرسکتا ہوں؟ کیا صرف دانتوں پر انگلی پھیرنے سے مسواک کی سنت ادا ہو جائے گی؟

المستفتی: محمد عبداللہ، گڑھ، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر مسواک کرتے وقت خون نکلتا ہے اور وہ تھوک پر غالب آجاتا ہے، تو ایسی صورت میں وضو درست نہیں ہوگا، آپ کو چاہیے کہ مسواک نہ کریں، اس کے بجائے آہستگی سے دانتوں پر انگلی پھیر لیا کریں؛ یہ انگلی پھیرنا مسواک کے قائم مقام ہو جائے گا۔

و ينقضه دم مائع من جوف أو فم غلب على بزاق[۱] لا ينقضه المغلوب بالبزاق[۲] و علامة كون الدم غالباً أو مساوياً أن يكون البزاق أحمر، و علامة. كونه مغلوباً أن يكون أصفر.[۳] من خشي من السواك تحريك القئ تركه[۴] و عنده فقده أو فقد أسنانه، تقوم الخرقة الخشنة أو الأصبع مقامه.[۵]

فقط واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد غفران قاسمی ۱۴۴۱/۷/۱۸ھ
استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء،'' ج ۱ ص: ۲۶۷

(۲) ایضاً: (۳) ایضاً:

(۴) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني في سنن الوضوء و منها السواك،'' ج۱، ص: ۵۷ (مکتبہ فیصل دیوبند)

(۵) ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب في منافع السواك،'' ج۱، ص: ۲۳۶۔

مسواک پکڑنے اور کرنے کا مسنون طریقہ:

(۱۲۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

مسواک پکڑنے اور مسواک کرنے کا مسنون اور صحیح طریقہ کیا ہے؟ اور مسواک کرنے کے فوائد سے بھی آگاہ کریں، تو مہربانی ہوگی۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسعد اللہ، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسواک پکڑنے اور کرنے کا مسنون ومستحب طریقہ یہ ہے کہ مسواک کو دائیں ہاتھ سے اِس طرح پکڑا جائے کہ سب سے چھوٹی انگلی کو مسواک کے نیچے رکھ کر اُس کے برابر والی تینوں انگلیوں کو مسواک کے اوپر رکھا جائے اور انگوٹھا مسواک کے سر کی طرف نیچے رکھا جائے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

''والسنة في كيفية أخذه أن يجعل الخنصر أسفله والإبهام أسفل رأسه وباقي الأصابع فوقه، كما رواه ابن مسعود''(۱)

اس کے بعد اوپر والے دانتوں کو دائیں طرف سے تین مرتبہ صاف کرے پھر بائیں طرف والے دانتوں کو، اسی طرح نیچے والے دانتوں کو پہلے دائیں طرف سے تین مرتبہ صاف کرے، اس کے بعد بائیں طرف والے دانتوں کو صاف کرے اور تین مرتبہ پانی میں بھگو کر یہی عمل کیا جائے گا ایسے ہی مسواک سے زبان اور گلے کو صاف کرنا بھی مسنون ہے؛ اس لئے کہ حدیث پاک میں ہے: مسواک کرنا منہ کی صفائی اور اللہ رب العزت کی خوشنودی حاصل کرنے کا سبب ہے۔

''وأقله ثلاث في الأعالي وثلاث في الأسافل (بمياه) ثلاثة، (و) ندب إمساكه (بيمناه) وكونه ليناً، مستوياً بلا عقد، في غلظ الخنصر وطول شبر. ويستاك عرضاً لا طولاً''(۲)

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الفصل الثاني: في سنن الوضوء'': ج۱،ص:۷.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: مطلب في من منافع السواك'': ج۱،ص: ۲۳۴-۲۳۵.

’’(قوله: في الأعالى) ويبدأ من الجانب الأيمن ثم الأيسر وفي الأسافل كذلك بحر. (قوله: بمياه ثلاثة) بأن يبله في كل مرة‘‘[(۱)]

نیز مسواک فصاحت میں اضافہ کرتی ہے، مسواک کرنا بیماری کے لیے شفاء ہے۔ صاحب کنز العمال نے مسواک کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

’’عليكم بالسواك، فنعم الشيء السواك، يذهب بالجفر، وينزع البلغم، ويجلوالبصر ويشد اللثة، ويذهب بالبخر، ويصلح المعدة، ويزيد في درجات الخير ويحمد الملائكة ويرضى الرب، ويسخط الشيطان‘‘[(۲)]

مسواک کو لازم پکڑو کیونکہ مسواک بہت عمدہ چیز ہے۔ جسم کی بو زائل کرتی ہے، بلغم کو ختم کرتی ہے، بینائی کو تیز کرتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے، معدہ کو درست کرتی ہے، نیکی کے درجات میں اضافہ کرتی ہے، ملائکہ کو خوش کرتی ہے، رب تعالیٰ کو راضی کرتی ہے اور شیطان کو ناراض کرتی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

مسواک کی موٹائی اور لمبائی کتنی ہونی چاہیے:

(۱۲۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

مسواک کی موٹائی اور لمبائی کتنی ہونی چاہیے؟ اور مسواک کس درخت کی ہونی چاہیے؟ مسواک دانتوں میں کتنی جگہ لگانا سنت ہے؟ اور مسواک کی جگہ برش وغیرہ کرنے سے سنت ادا ہو جاتی

(۱) أيضًا

(۲) علاؤ الدين علي بن حسام الدين، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ج۹ ص:۳۱۴، رقم:۲۶۱۸۱.

ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ایس، ایم، رضی حیدر، پالی، دربھنگہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسواک کی موٹائی اور لمبائی کے سلسلے میں علامہ ابن عابدین نے لکھا ہے:

”(و) ندب إمساكه (بيمناه) وكونه لينا، مستويا بلا عقد، في غلظ الخنصر وطول شبر. ويستاك عرضا لا طولا“(۱)

یعنی مسواک کن انگلی کے بقدر موٹی ہو اور ایک بالشت لمبی ہو، کسی خاص درخت کا ہونا ضروری نہیں ہے، انار اور ببول وغیرہ کے درخت سے بھی مسواک کی جا سکتی ہے؛ لیکن پیلو یا زیتون کے درخت کی مسواک زیادہ اولیٰ ہے۔ جیسا کہ علامہ بدرالدین العینی نے ”البنایہ والنہایہ“ میں لکھا ہے:

”فيما يستاك به وما لا يستاك به، وفي ”الدراية“: ويستحب أن يستاك بعود من أراك يابس قد ندي بالماء ويكون لينا، وقد مر في حديث أبي سبرة الاستياك بالأراك وذكرنا أيضا عن الطبراني من حديث معاذ نعم السواك الزيتون الحديث“(۲)

ایسے ہی مسواک پہلے دائیں جانب اوپر نیچے، پھر بائیں جانب اوپر نیچے پھر ان دانتوں پر مسواک کرے جو ان کے درمیان ہیں کم از کم تین مرتبہ اوپر اور تین مرتبہ نیچے، تین مرتبہ پانی لے کر مسواک کرنی چاہئے۔

مسواک کرنا وضو کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بلکہ گھر میں داخل ہونے سے قبل تلاوت قرآن اور مجمع عام میں جانے سے پہلے بھی مسواک کرنی سنت ہے، اس کے علاوہ اور بھی اوقات ہیں جن میں مسواک کرنا مسنون ہے، نیز مسواک کرنے سے منہ کی صفائی اور رب کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔

---

(۱) ابن عابدين الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب في منافع السواك“: ج۱، ص: ۲۳۴.

(۲) بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، ”كتاب الطهارة: حكم ما لم يجد السواك“: ج۱، ص: ۲۰۶.

رہا برش وغیرہ سے دانت صاف کرنا تو اس سے طہارت وپاکیزگی کی سنت تو ادا ہو جاتی ہے؛ لیکن خاص لکڑی سے مسواک کرنے کی سنت حاصل نہیں ہوتی۔

"قال في إمداد الفتاح: وليس السواك من خصائص الوضوء، فإنه يستحب في حالات منها: تغير الفم، والقيام من النوم وإلى الصلاة، ودخول البيت، والاجتماع بالناس، وقراءة القرآن؛ لقول أبي حنيفة: إن السواك من سنن الدين فتستوى فيه الأحوال كلها. وفي القهستاني: ولا يختص بالوضوء كما قيل، بل سنة على حدة على ما في ظاهر الرواية. وفي حاشية الهداية أنه مستحب في جميع الأوقات، ويؤكد استحبابه عند قصد التوضؤ فيسن أو يستحب عند كل صلاة"(۱)

"ومن منافعه: أنه شفاء لما دون الموت، ومذكر للشهادة عنده. وعند فقده أو فقد أسنانه تقوم الخرقة الخشنة أو الأصبع مقامه، كما يقوم العلك مقامه للمرأة مع القدرة عليه"(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

مسواک رکھنے کا طریقہ کیا ہے؟

(۱۲۴) **سوال**: کیا مسواک رکھنے کا کوئی خاص طریقہ ہے؟ یا اس کو بھی برش کی طرح کھڑا کر کے رکھا جا سکتا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: ام نبیل، امریکہ

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: مطلب في منافع السواك": ج۱، ص:۲۳۴.
(۲) أيضاً: ج۱، ص:۲۳۵۔

الجواب وباللہ التوفیق: مسواک رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کھڑا رکھا جائے عرضاً زمین پر نہ رکھا جائے۔ ''**ولایضعه بل ینصبه والا فخطر الجنون**''(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، ندوی، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۸/۱۱/۱۴۴۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا عورتوں کے لیے دنداسہ مسواک کے قائم مقام ہے؟

(۱۲۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کیا نماز سے قبل وضو میں عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے، یا صرف مردوں کے لئے خاص ہے؟ اسی طرح کیا عورت بھی وہی مسواک کرے گی جو مرد کرتا ہے یا عورتوں کے لیے دنداسہ کافی ہے؟ اور یہ بھی دریافت کرنا ہے کہ اگر کوئی شخص مسواک کرنے کو سنت نہ مانے، بلکہ اس کا انکار کرے تو اس شخص کا کیا حکم ہے؟ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دینے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، بلندشہر

الجواب وباللہ التوفیق: وضو میں مسواک کرنا عورتوں کے لئے بھی سنت ہے جیسے مردوں کے لئے؛ لیکن اگر عورتوں کے مسوڑھے مسواک کے متحمل نہ ہوں اور اس میں تکلیف ہو، تو عورت کے لیے دنداسہ (جو ایک قسم کا رنگین اور ذائقہ دار ہوتا ہے) مسواک کے قائم مقام ہے اور نیت کے ساتھ دنداسہ سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

جیسا کہ اسی مفہوم کو علامہ بدرالدین العینی نے ''البنایہ شرح الہدایۃ'' میں لکھا ہے:

''**العلك للمرأة يقوم مقام السواك؛ لأنها تخاف سقوط أسنانها؛ لأن سنها ضعيف، والعلك مما ينقى الأسنان ويشد اللثة**''(۲)

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع الرد المحتار، '' '': ج۱، ص: ۲۳۵۔

(۲) بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، ''كتاب الطهارة: حكم من لم يجد السواك'': ج۱، ص: ۲۰۶۔

مسواک کا ذکر کئی احادیث متواترہ میں آیا ہے؛ اس لیے اگر کوئی شخص جان بوجھ کر مسواک کا مذاق اڑائے یا مطلقاً سرے سے اس کا انکار ہی کردے تو گویا کہ اس نے احادیث متواترہ کا مذاق اڑایا اور اس کا انکار کیا ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، کیونکہ تواتر کا منکر کافر ہوتا ہے جیسا کہ کتب فقہ میں اس کا ذکر موجود ہے:

''قيل هذا استخفاف بسنة رسول الله صلى الله عليه و سلم، وأنه كفر ...... وكذلك في سائر السنن خصوصا في سنة هي معروفة و ثبوتها بالتواتر كالسواك وغيره''[1]

''ومنها ما يتعلق بالأنبياء عليهم الصلاة والسلام من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين فقد كفر''[2]

''والسواك سنة، واعتقاد سنيته فرض، وتحصيل علمه سنة، وجحودها كفر، وجهله حرمان، وتركه عتاب أو عقاب''[3]

''(قوله: كما يقوم العلك مقامه) أي في الثواب إذا وجدت النية، وذلك أن المواظبة عليه تضعف أسنانها فيستحب لها فعله''[4]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) عالم بن العلاء، الفتاوى التاتارخانية، '' '': ج۵، ص:۴۸۲.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، '' '': ج۲، ص:۲۶۳.

(۳) الكشميري، في إكفار الملحدين في ضروريات الدين، ج۱، ص:۶.

(۴) ابن عابدين الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: مطلب في منافع السواك'': ج۱، ص:۲۳۴.

فصل رابع

نواقضِ وضوکا بیان

کتّا یا بلی کو پکڑنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(۱۲۶) **سوال**: کتا، بلی وغیرہ کو پکڑنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: ڈی ایم ملا، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کتااور بلی کو پکڑنے سے وضونہیں ٹوٹتا؛ البتہ گندگی وغیرہ ہاتھ پرلگ جائے، تو اس کودھولیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۳/۷: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا ستر کا کھل جانا ناقضِ وضو ہے؟

(۱۲۷) **سوال**: ایک شخص نے غسل کرنے کے لیے تمام کپڑے اتار لیے اور ننگا ہوکر غسل کیا، اس نے اولاً وضوبھی بنایا، پھر غسل کیا؛ مگر سارا بدن کھلا رہا، کیا وہ اس وضو سے نماز ادا کرسکتا ہے؟ اور اگر وضو بنانے کے بعد ستر کھل گیا، تو وضو باقی رہا یا نہیں؟

المستفتی: منشی محمد رمضان، فلاؤدہ، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس سے وضو پر کوئی فرق نہیں پڑتا، دونوں قسم کے وضو

---

(۱) الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه لا يتنجس مالم يظهر فيه أثر البلل (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة، الفصل الثاني :في الأعيان النجسة، والنوع الثاني: المخففة، و مما يتصل بذلك مسائل،“ ج۱،ص:۱۰۳)؛ والكلب إذ أخذ عضو إنسان أو ثوبه حالة المزاح يجب غسله و حالة الغضب لا. یہاں حالت مزاح اور غضب میں فرق کیا ہے؛ لیکن شامی میں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور فتویٰ بھی شامی کے قول پر ہی ہے۔ (علي بن عثمان، الفتاویٰ السراجية، ج۱،ص:۵۲)؛ و إذا انتقض فأصاب ثوباً لا ينجسه مطلقا. (ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة،“ ج۱،ص:۱۸۴)

اپنی اپنی جگہ پر صحیح ہیں اور باقی ہیں، دونوں سے نماز ادا کرنا صحیح ہے۔(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۳/۲۶: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

زخم سے رطوبت نکلنے پر وضو کا حکم:

(۱۲۸)**سوال:** ایک شخص کو ایسی جگہ زخم لگا ہوا ہے کہ نشست و برخاست سے وہ زخم دبتا رہتا ہے اور دبنے کی وجہ سے زخم کی رطوبت نکلتی ہے، تو وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اکرام الحق، پورنوی

الجواب وباللہ التوفیق: زخم کے دبنے یا دبانے سے جو رطوبت نکلتی ہے، اگر وہ زخم کے منہ سے باہر بہہ جائے، تو ناقض وضو ہے اور باہر نہ بہے؛ بلکہ زخم کے اندر ہی اندر رہے، تو ناقض وضو نہیں ہے۔(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۳/۲۵: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) (مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، احسن الفتاویٰ، ''کتاب الطہارۃ'' ج۲،ص:۲۴، زکریا بک ڈپو دیوبند) منها ما يخرج من السبيلين من البول والغائط والريح الخارجة من الدبر والودي والمذي والمني الخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الطهارة، الفصل الخامس: في نواقض الوضوء" ج۱،ص:۶۰ مكتبة فيصل ديوبند)، و منها مايخرج من غير السبيلين: و يسيل إلى ما يظهر من الدم والقيح الخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "الفصل الخامس في نواقض الوضوء،" ج۱،ص:۶۱)؛ وضو خروج نجاست سے ٹوٹتا ہے اور ستر کھلنا یہ نجاست کا خروج نہیں ہے۔ بحر میں ہے: و ينقضه خروج نجس. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الطهارة"، ج۱،ص:۲۶)

(۲) إن قشرت نفطة و سال منها ماء أو صديدا وغيره إن سال عن رأس الجرح نقض و إن لم يسل لا ينقض. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، "كتاب الطهارة، في نواقض الوضوء،الفصل الخامس" ج۱،ص:۶۲)،قوله عليه السلام: الوضوء من كل دم سائل. (بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية، فصل في نواقض الوضوء، ج۱،ص:۲۶۲)؛ ولأن خروج النجاسة مؤثر في زوال الطهارة (المرغيناني، هداية، "كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء،" ج۱،ص:۲۳، مکتبہ الاتحاد، دیوبند)

پیشاب کے مریض کا حکم:

(۱۲۹) **سوال**: ایک شخص پیشاب کے مرض کی وجہ سے سوراخ میں روئی رکھتا ہے، اگر روئی اندر سے تر ہو جائے اور باہر کا حصہ خشک رہے، تو کیا اس کا وضو باقی رہے گا؟

المستفتی: محمد اسرائیل، بابو گنج، سردھنہ

الجواب وباللہ التوفیق: جب تک روئی کا ظاہری حصہ تر نہ ہوگا، اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۰/۳: ۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

وضو کے ٹوٹنے کا شک ہو تو کیا کرے؟

(۱۳۰) **سوال**: ایک شخص نے عصر کے لیے وضو بنایا اس کی عام عادت ہے کہ عصر کے وضو سے مغرب کی نماز پڑھتا ہے؛ ایک روز شبہ ہو گیا جس کی وجہ سے وضو کا باقی ہونا تو یقینی ہے؛ مگر ٹوٹنے میں شبہ ہو گیا؛ یہ شبہ نماز مغرب کے بعد ہوا، تو اس کی نماز مغرب ادا ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: محمد مبشر حسین، شرافت کالونی، لکھنوی

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت کا اصول ہے "**اليقين لا يزول بالشك**" کہ یقین شک سے ختم نہیں ہوگا؛ لہٰذا مذکورہ صورت میں جب تک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو جائے، وضو نہیں

---

(۱) قال الشامي : فلو نزل البول إلى قصبة الذكر، لا ينقض لعدم ظهوره، بخلاف القلفة، فإنه بنزوله إليها ينقض الوضوء. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الطهارة، مطلب : نواقض الوضوء،" ج۱، ص:۲۶۲، زکریا بک ڈپو دیوبند)؛ ولو نزل البول إلى قصبة الذكر، لم ينقض الوضوء، ولو خرج إلى القلفة، نقض الوضوء (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، "كتاب الطهارة، الفصل الخامس: في نواقض الوضوء"، ج۱، ص:۶۰)؛ و لو حشا الرجل إحليله بقطنة، فابتلّ الجانب الداخل منها، لم ينتقض وضوء ه، لعدم الخروج، و إن تعدت البلّة إلى الجانب الخارج، ينظر إن كانت القطنة عالية أو محاذية لرأس الإحليل، ينتقض وضوء ه لتحقق الخروج، و إن كانت متسفلةً، لم ينتقض؛ لأن الخروج لم يتحقق. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الطهارة، نواقض الوضوء، ج۱، ص:۱۲۴، زکریا بک ڈپو دیوبند)

ٹوٹے گا، اس لیے اس کا وضو باقی رہا اور نماز مغرب اس کی درست ہوگئی۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲/۱۲: ۱۴۲۱ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا:

(۱۳۱) **سوال:** اگر زید نماز میں زور سے کھل کھلا کر ہنس دے، تو کیا اس کی نماز فاسد ہوگی؟ اور وضو باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟

المستفتی: اخلاق احمد، مادھو پور، ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتی ہیں۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲/۱۰: ۱۴۱۶ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند خادم دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) اليقين لايزول بالشك. و دليلها ما رواه مسلم عن أبي هريرةؓ مرفوعاً "إذا وجد أحدكم في بطنه شيئا، فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا، فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتاً أو يجد ريحاً. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثه، ص:۱۸۳، دارالکتاب دیوبند)، من تيقن الطهارة، و شك في الحدث، فهو متطهر (ایضاً ص:۱۸۷)، من أيقن بالطهارة، و شك في الحدث، فهو على طهارة.(علي بن عثمان، الفتاویٰ السراجيه، كتاب الطهارة، باب ما ينقض الوضوء، ج۱، ص:۳۶، زکریا بک ڈپو دیوبند)

(۲) قوله ﷺ :الا من ضحك منكم قهقهة فليعد الوضوء والصلوٰة جميعاً. (أحمد بن محمد، قدوری، "كتاب الطهارة، حاشيه۸"، ص۱۷، مکتبہ بلال دیوبند)، والمذهب أن الكلام مفسد للصلاة كما صرح به في النوازل بأنه المختار، فحينئذ تكون القهقهة من النائم مفسدة للصلاة لا الوضوء.(ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، "كتاب الطهارة"، ج۱، ص:۷۸)؛ و يترك القياس والأثر و رد في صلوٰة مطلقة فيقتصر عليها، والقهقهة: ما يكون مسموعا له ولجيرانه، والضحك: ما يكون مسموعا له دون جيرانه الخ. (المرغيناني، هدايه أول، "كتاب الطهارات، فصل في نواقض الوضوء،" ج۱، ص۲۷)؛ و إنما وجب الوضوء بها عقوبة و زجراً. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب نوم الأنبياء غير ناقض،" ج۱، ص:۲۷۵)

حالتِ وضومیں موذی جانوروں کا مارنا:

(۱۳۲)**سوال**: اگر کسی نے وضوکی حالت میں موذی جانورکو ماردیا،تو اس سے وضوٹوٹ جائے گا یانہیں؟

المستفتی: حافظ شمس الحق صاحب، ضلع: اورنگ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضوخروج نجاست سے ٹوٹتا ہے اور وضوکی حالت میں موذی جانورکو مارنے سے وضو پراثرنہیں پڑے گا[۱] نیزخون نجاستِ غلیظہ ہے اگر ہاتھوں یاجسم کے کسی حصے پرلگ جائے،تواس کودھولیاجائے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمدعمران غفرلہ ۲/۲۵: ۱۴۱۲ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سیداحمدعلی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

دوسروں کا ستردیکھنے سے وضوکاحکم:

(۱۳۳)**سوال**: مسلمان ڈاکٹریاتیماردار اگر بیمارآدمی کا ستردیکھے اوروہ ڈاکٹرپہلے سے باوضوہو؛اس حالت میں سترکو ہاتھ لگ جائے، یامریض کے ستر پرنظرپڑجائے،تواس وضوسے نماز پڑھ سکتا ہے یانہیں؟

المستفتی: مولاناعبدالقدیر،ہنگول،مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: محض ستروغیرہ دیکھنے اور ہاتھ لگانے سے وضونہیں ٹوٹتا

---

(۱)قوله لا ينقض الوضوء أي لعدم الخروج (ابن عابدين، ردالمحتار،”كتاب الطهارة“ ج۱،ص:۱۴۹)

(۲) في رقيق من مغلظة كعذرة، و دم مسفوح من سائر الحيوانات. (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، ”كتاب الطهارة، باب الأنجاس، قبيل: مطلب في طهارة بوله،“ ج۱،ص:۲۲-۲۴)،...... و وزناً بقدر مثقال في الكثيف من نجس مغلظ كالدم“ (ابراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، ”كتاب الطهارة، باب الأنجاس،“ ج۱،ص:۹۳، بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)،النوع الأول: المغلظة ... و كذلك الخمر والدم المسفوح. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ”كتاب الطهارة، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، النوع الأول: المغلظة،“ ج۱،ص:۱۰۰)

ہاں دوبارہ وضوکر لینا بہتر ہے۔(۱)

الجواب صحیح:　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۶/۲۳: ۱۴۱۹ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سرمہ لگانے سے جو پانی نکل جائے، کیا وہ ناقض وضو ہے؟

(۱۳۴) **سوال**: آنکھوں میں سرمہ یا تیز دوا لگانے سے جو پانی آنکھوں سے نکلتا ہے، وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد نسیم الدین، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جو پانی آنکھوں سے نکلتا ہے، وہ ناقض وضو نہیں ہے۔(۲)

الجواب صحیح:　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۳/۲۵: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن قیس بن طلق بن علي عن أبیه عن النبي ﷺ قال: وھل ھو إلا مضغة منه أو بضعة منه، (أخرجه الترمذي، في سننه، ''ابواب الطھارة، باب ترك الوضو من مس الذكر،'' ج۱،ص:۲۵)؛وأنه سئل عن الرجل یمس ذکره في الصلوٰة فقال: ھل ھو إلا بضعة منك. (ابن نجیم، البحر الرائق، ج۱،ص:۸۳، دارالکتاب دیوبند)؛ولا ینقض الوضوء مس الذکر و کذا مس الدبر والفرج مطلقا. (ابن نجیم، البحرالرائق شرح کنز الدقائق، ''کتاب الطھارة'' ج۱،ص۸۲)؛و''ولا ینقضه (مس ذکر) لکن یغسل یده ندباً، ولکن یندب للخروج من الخلاف لا سیما للإمام'' (ابن عابدین، الدر المختار مع الرد، ''کتاب الطھارة، مطلب نوم الأنبیاء غیر ناقض،'' ج۱،ص۲۷۸-۲۷۹،زکریا بک ڈپو دیوبند)

(۲)قال رسول اللّٰہ ﷺ : الوضوء من کل دم سائل. (شمس الأئمة السرخسي، المبسوط، ''باب الوضوء والغسل،'' ج۱،ص:۷۶، بیروت، دارالکتب العلمیة، لبنان)،والمخرج بعصر والخارج بنفسه سیان في حکم النقض علی المختار کما في البزازیة، قال: لأن في الإخراج خروجا فصار کالفصد، وفي الفتح عن الکافي: أنه الأصح و اعتمده القھستاني، و في القنیة و جامع الفتاویٰ :أنه الأشبه و معناه أنه الأشبه بالمنصوص روایة، والراجح درایة فیکون الفتوی علیه. (ابن عابدین، الدر المختار مع الرد، ''کتاب الطھارة، مطلب نواقض الوضوء'' ج۱،ص:۲۶۴-۲۶۵)

قبل کی راہ سے ہوا کا خروج ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(۱۳۵) **سوال**: اگر کسی شخص کو قبل (آگے) کی راہ سے ہوا خارج ہوئی اور اس کو احساس ہو گیا، تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟ اور احساس نہیں ہوا، تب بھی ناقض وضو ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عزیر عاصم، سہرساوی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں جو ہوا قبل (آگے کی شرم گاہ) سے نکلتی ہے، وہ ناقض وضو نہیں ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ**: محمد عمران غفرلہ ۳/۱۳: ۱۴۰۹ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پیشاب موجب غسل ہے یا موجب وضو؟

(۱۳۶) **سوال**: پیشاب کرنے سے وضو واجب ہوتا ہے یا غسل؟

المستفتی: محمد آزاد، دربھنگوی

الجواب وباللہ التوفیق: پیشاب سے غسل واجب نہیں ہوتا، صرف وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۲/۵: ۱۴۲۹ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ولنا فيه كلام و خروج غير نجس مثل ريح أو دودة أو حصاة من دبره خروج ذلك من جرح ولا خروج ريح من قبل غير مفضاة. (ابن عابدين، الدرالمختار مع الرد، "كتاب الطهارة، مطلب نواقض الضوء" ج۱، ص:۲۶۳)؛ ولا يرد على المنصف الريح الخارجة من الذكر و فرج المرأة فإنها لا تنقض الوضوء على الصحيح . (ابن نجيم، البحر الرائق، "باب مسح على خفيه"، ج۱ص:۵۹)؛وينقض الوضوء إثنا عشر شيئا ما خرج من السبيلين إلا ريح القبل في الأصح. (الشرنبلالي، نورالإيضاح، "كتاب الطهارة، فصل ينقض الوضوء،" ص۳۵، مكتبة عكاظ ديوبند)

(۲) و ينقضه خروج كل خارج نجس منه أي من المتوضي الحي معتاداً أو لا، من السبيلين أولا إلى ما يطهر الخ. (ابن عابدين، الدرالمختار مع الرد، "كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء، ج۱ص:۲۶۰،۲۶۱)؛وقال أصحابنا الثلاثة : هو خروج النجس من الآدمي الحي، سواء كان من السبيلين:...... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

باوضو شخص کا ٹیک لگا کر سونا:

(۱۳۷) **سوال**: ایک شخص باوضو ہے، وہ ٹیک لگا کر سو گیا؛ اس طرح کہ ٹیک ہٹا دی جائے، تو وہ گر جائے گا، تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟

المستفتی: شمیم احمد، دودھ والا، کھیڑا، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: ٹیک لگا کر سویا، گرا نہیں اور سرین زمین پر ٹکی رہی، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۸/۲۵: ۱۴۲۱ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

سلفہ (بھنگ) پینے سے غسل واجب ہوتا ہے یا وضو؟

(۱۳۸) **سوال**: ایک شخص نے سلفہ پیا اور اس کو نشہ ہو گیا، کیا اس شخص پر غسل واجب ہو جائے گا یا صرف وضو ٹوٹے گا؟

المستفتی: نسیم احمد، کارپینٹر، منگلور

......پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الدبر والذكر أو فرج المرأة، أو من غير السبيلين: الجرح والقرح والأنف والفم من الدم والقيح والرعاف والقيئ. و سواء كان الخارج من السبيلين معتادًا كالبول والغائط، الخ. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الطهارة، فصل: و أما بيان ما ينقض الوضوء،'' ج۱،ص:۱۱۸)

(۱) إذا استند ظهره إلى سارية، أو نحوها بحيث لولا استند، لما استمسك، فنام كذلك، فإن كانت إليتاه مستويتين مستوثقتين على الأرض، لا وضوء عليه في أصح القولين. (علي بن عثمان، الفتاویٰ السراجيه، ''كتاب الطهارة، باب ما ينقض الوضوء'' ج۱،ص:۳۵)؛ و عن أبي يوسف أنه قال: سألت أبا حنيفة عمن استند إلى سارية أو رجل فنام. ولو لا السارية والرجل لم يستمسك. قال: إذا كانت إليته مستوثقة من الأرض فلا وضوء عليه، و به أخذ عامة مشائخنا؛ وهو الأصح. (الكاساني، بدائع الصنائع، ''كتاب الطهارة، نواقض الوضوء''، ج۱،ص:۱۳۵)؛ ولو نام مستنداً إلى مالوأزيل عنه لسقط، إن كانت مقعدته زائلةً عن الأرض. نقض بالإجماع، و إن كانت غير زائلة، فالصحيح أن لا ينقض. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الطهارة، الفصل الخامس، في نواقض الوضوء، ومنها: النوم'' ج۱،ص:۶۳)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سلفہ پی کر نشہ ہونے سے غسل واجب نہیں ہوتا؛ لیکن اگر نشہ اتنا ہو کہ نیند کی طرح غفلت ہو جائے، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۷/۲۷: ۱۴۲۲ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

خارج من غیر السبیلین کے ناقض وضو ہونے کی تفصیل

(۱۳۹)**سوال**: ''خرج دم من القرحة بالعصر ولولاه ما خرج نقض في المختار، كذا في الوجيز للكردري وهو الأشبه، كذا في القنية. وهو الأوجه، كذا في شرح المنية للحلبي''

''وإن قشرت نفطة وسال منها ماء أو صديد أو غيره إن سال عن رأس الجرح نقض، وإن لم يسل لا ينقض هذا إذا قشرها فخرج بنفسه أمّا إذا عصرها فخرج بعصره لا ينقض؛ لأنه مخرج وليس بخارج، كذا في الهداية''

حضرات گرامی سے عرض ہے! کہ یہ عبارات فتاویٰ عالمگیری کی ہیں اور ان دونوں مسئلوں میں بظاہر تعارض ہے، عصر (نچوڑنے) کے معاملہ میں اس تعارض کو کیسے رفع کیا جائے؟ جب کہ بظاہر دونوں قول مفتی بہ ہیں۔

المستفتی: محمد اکرام اللہ چمپارن

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلے اصل مسئلہ سمجھیں کہ غیر سبیلین سے اگر کوئی چیز نکلے

---

(۱) و منها: الإغماء والجنون، والغشي والسكر ...... و حد السكر في هذا الباب: أن لا يعرف الرجل من المرأة عند بعض المشائخ، وهو اختيار الصدر الشهيد. والصحيح، ما نقل عن شمس الأئمة الحلواني: أنه إذا دخل في بعض مشيته تحرك، كذا في الذخيرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الطهارة، الفصل الخامس: في نواقض الوضوء،'' ج۱،ص:۶۳)؛ و ينقضه إغماء و منه الغشي و جنون و سكر بأن يدخل في مشيته تمايل. (الدر المختار مع الرد، ''كتاب الطهارة، مطلب: نوم الأنبياء غير ناقض'' ج۱، ص:۲۷۴)؛ وفي الخلاصة : السكر حدث إذا لم يعرف به الرجل من المرأة. و في المجتبیٰ: إذا دخل في مشيته تمايل، وهو الأصح. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الطهارات، في نواقض الوضوء'' ج۱،ص:۵۲)

اور نکل کر اپنی جگہ سے بہہ جائے، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اتنی معمولی مقدار میں ہے کہ وہ اپنی جگہ سے نہ بہے، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ ”**ليس في القطرة والقطرتين من الدم وضوء إلا أن يكون سائلا**“(۱) اس مسئلہ کی روشنی میں اگر غور فرمائیں، تو پہلی عبارت درست ہے کہ زخم سے نجاست نکلی اور اتنی مقدار میں ہے کہ نچوڑنے کی صورت میں سیلان پایا جائے، تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؛ اگر چہ اس کی کیفیت یہ ہے کہ اگر نہ نچوڑا جاتا تو نہ بہتا۔

جہاں تک ہدایہ کی عبارت کا تعلق ہے ”**أما إذا عصرها فخرج بعصره ولو لم يعصرها لم يخرج لم ينقض لأنه مخرج وليس بخارج**“(۲) یہ درست نہیں ہے؛ اس لیے اس صورت میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا؛ کیوں کہ وضو کے ٹوٹنے کا مدار خارج پر ہے اور مخرج سے بھی خارج کا وجود ہو جاتا ہے؛ چنانچہ علامہ لکھنویؒ صاحب نے ہدایہ کی اس عبارت پر نقد کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ: ”**في الكافي الأصح أن المخرج ناقض انتهى. و كيف وجميع الأدلة الموردة من السنة والقياس تفيد تعليق النقض بالخارج النجس وهو الثابت في المخرج**“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: امانت علی قاسمی ۱۷/۱۱/۱۴۴۰ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ریاح کا مریض:

(۱۴۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک شخص جسے ریح خارج ہونے کا مرض ہے، عام دنوں میں تو وہ وضو بچا کر نماز پڑھ لیتا ہے مگر بعض اوقات اس کا وضو اتنا نہیں رکتا ہے کہ وہ چار رکعت نماز پڑھ سکے۔ اب مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ ایسا شخص اس وقت کیا کرے؟

المستفتی: محمد فیض، دہلی

---

(۱) فتح القدير، ”فصل في نواقض الوضوء،“ ج۱ص:۴۶

(۲) محمد بن محمود، العناية شرح الهداية، ”فصل في نواقض الوضوء“، ج۱ص:۵۴

(۳) كمال الدين محمد بن عبدالواحد ابن الهمام، شرح فتح القدير، ”فصل في نواقض الوضوء،“ ج۱ص:۵۶

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کسی شخص کو اس کثرت سے ریاح خارج ہوتی ہو کہ اس کو بغیر ریاح خارج کیے چار رکعت نماز پڑھنے کا وقت نہ ملے اور یہ پورے وقت ایسا ہی رہے، تو وہ شخص معذور ہے، اس کو چاہیے کہ نماز کے وقت میں وضو کرے اور اس وضو سے جتنی چاہے نمازیں پڑھے؛ تاہم خیال رہے کہ وقت نکلتے ہی اس کا وضوٹوٹ جائے گا[۱]'' **وصاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه إمساكه (أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة) أو بعينه رمد أو عمش أو غرب، وكذا كل ما يخرج بوجع ولو من أذن وثدي وسرة (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث''[۲]**

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
۱۴۴۱/۵/۲۵ھ

کیا کان سے پانی کا نکلنا ناقض وضو ہے؟

(۱۴۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱)و منها أن من به سلس البول إذا توضأ للبول ثم اؤدى حالة بقاء الوقت تنتقض طهارته الخ. (محمد بن محمد، العنايه شرح الهدايه، ج۱،ص:۸۸ بيروت، دارالكتب العلمية، لبنان)؛ومن به سلس البول والرعاف الدائم و الجرح الذي لا يرقأ يتوضئون بوقت كل صلوٰة فيصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاء وا من الفرائض والنوافل الخ. (محمد بن محمد، العنايه شرح هدايه،فصل في المستحاضة، ج۱،ص:۲۸۹)؛و أما أصحاب الأعذار كالمستحاضة و صاحب الجرح المسائل والمبطون، ومن به سلس البول، ومن به رعاف دائم أو ريح و نحو ذلك ممن لا يمضي عليه وقت صلوة إلا و يوجد ما ابتلي به من الحدث فيه، فخروج النجس من هؤلاء لا يكون حدثا في الحال ما دام وقت الصلوة قائما حتى أن المستحاضة لو توضأت في أول الوقت فلها أن تصلي ما شاء ت من الفرائض والنوافل مالم يخرج الوقت، و إن دام السيلان، و هذا عندنا. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الطهارة، فصل و أما بيان ما ينقض الوضوء،'' ج۱،ص:۱۲۶)

(۲)ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، ''كتاب الطهارة،باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور،'' ج۱،ص:۵۰۴)

اس عاجز کے کان میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پانی آتا رہتا ہے، اگر وضو کے بعد کان سے روئی نکال کر پھینک دے، تو کیا وضوٹوٹ جائے گا؟ اوراس طرح کل عاجز نماز پڑھ رہا تھا، دوران نماز کان میں خارش آئی، تو عاجز نے دوران نماز ہی کان میں کھجایا، تو ہاتھ میں پیپ نکل کرآئی، تو کیا نماز فاسد ہوجائے گی؟۔

المستفتی: محمد احمد، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگرآپ کان میں روئی رکھ دیتے ہیں اورروئی میں تری محسوس ہوتی ہے، تو روئی میں لگےاس پانی کا اندازہ کیا جائے اگر وہ اتنا ہوکہ روئی نہ رکھی جائے، تو بہہ پڑے؛ اس قدر پانی کا نکلنا ناقض وضو ہےاور اگر تری کی مقدار اس سے کم ہے، یعنی: اگر روئی نہ رکھیں، تو بھی سیلان نہ پایا جائے؛ اس سے وضونہیں ٹوٹتا ہےاور نماز فاسد نہیں ہوتی ہے؛ اس لیے کہ بظاہراس میں سیلان نہیں ہے، اگرآپ ہاتھ نہ لے جاتے، تو وہ خود بخود نہ بہتا۔ ”**ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور، وفي غيرهما عين السيلان ولو بالقوة، لما قالوا: لو مسح الدم كلما خرج ولو تركه لسال نقض وإلا لا، كما لو سال في باطن عين أو جرح أو ذكر ولم يخرج، وكدمع وعرق إلا عرق مدمن الخمر فناقض –تحته في الشامي– وكذا إذا وضع عليه قطنا أو شيئا آخر حتى ينشف ثم وضعه ثانيا وثالثا فإنه يجمع جميع ما نشف، فإن كان بحيث لو تركه سال نقض وإنما يعرف هذا بالاجتهاد وغالب الظن، وكذا لو ألقى عليه رمادا أو ترابا ثم ظهر ثانيا فتربه ثم وثم فإنه يجمع. قالوا: وإنما يجمع إذا كان في مجلس واحد مرة بعد أخرى، فلو في مجالس فلا، تاتارخانية، ومثله في البحر**“.

أقول: وعليه فما يخرج من الجرح الذي ينز دائما وليس فيه قوة السيلان ولكنه إذا ترك يتقوى باجتماعه ويسيل عن محله، فإذا نشفه أو ربطه بخرقة وصار كلما خرج منه شيء تشربته الخرقة ينظر، إن كان ما تشربته الخرقة في ذلك المجلس شيئا فشيئا بحيث لو ترك واجتمع أسال بنفسه نقض، وإلا لا، ولا يجمع ما في مجلس إلى ما في مجلس آخر، وفي ذلك توسعة عظيمة لأصحاب القروح

ولصاحب كي الحمصة"(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد امانت علی ۱۵/۲/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خون بہنے سے وضو کا حکم:

(۱۴۲) **سوال:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ خون نکلنے اور بہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، یہ حدیث سے ثابت ہے؛ مگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے، ان کا استدلال کہاں سے ہے؟

المستفتی: فخر الدین، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خون نکلنے اور بہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا؛ لیکن احناف کے نزدیک اگر اتنا خون بدن سے نکلے کہ وہ بہہ جائے یا بہہ سکے تو وہ ناقض وضو ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل حدیث شریف ہے: "**أنه عليه الصلاة قاء فلم يتوضأ**" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قے آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو نہیں کیا، اس سے معلوم ہوا کہ سبیلین کے علاوہ سے اگر کوئی چیز نکلے، تو وہ ناقض وضو نہیں ہے۔ احناف کی دلیل دوسری حدیث ہے: "**الوضوء من كل دم سائل**"(۲) کہ بہنے والا خون ناقض وضو ہے، احناف کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث دلیل کے طور پر پیش کی ہے، وہ غیر معروف ہے(۳)

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء،" ج۱،ص:۲۶۲-۲۶۳

(۲) و أما حديث "الوضوء من كل دم سائل" فرواه الدار قطنى من طرق ضعيفة، و رواه ابن عدي في الكامل من أخرى، و قال: لا نعرفه إلا من حديث أحمد بن فروخ، وهو ممن لا يحتج بحديثه؛ ولكنه يكتب؛ فإن الناس مع ضعفه قد احتملوا حديثه اهـ لكن قال ابن أبي حاتم في كتاب العلل، قد كتبنا عنه، و محله عندنا الصدق. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الطهارات، فصل في نواقض الوضوء،" ج۱،ص:۴۰-۴۱)؛وقال ابن حجر في الدراية: حديث "الوضوء من كل دم سائل" الدار قطنى من حديث تميم الداري و فيه ضعف و انقطاع، ومن حديث زيد بن ثابت أخرجه ابن عدي في ترجمة أحمد بن الفرج. (المرغيناني، الهداية، كتاب الطهارة ج۱،ص:۲۲)

(۳) قال ابن الهمامؒ: أما حديث "أنه عليه السلام قاء، فلم يتوضأ" فلم يعرف (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الطهارات"، ج۱،ص:۴۰)؛ وقال ابن حجرؒ في الدراية في تخريج احاديث الهدايه: حديث كتاب الطهارات "أن النبي ﷺ قاء، فلم يتوضأ" لم أجده. (المرغيناني، الهداية "كتاب الطهارة"،ج۱،ص:۲۲)

اور اگر اسے تسلیم بھی کر لیا جائے، تو اس کا مفہوم دوسری روایات کے سامنے رکھتے ہوئے یہ ہے کہ ''من قاء أو رعف في صلاته فلينصرف وليتوضأ وليبن على صلاته ما لم يتكلم''(۱) کہ اگر نماز میں کسی کو قے یا نکسیر آ جائے، تو وہ وضو کر کے آئے اور بنا کر لے شرط یہ ہے کہ اس نے کلام؛ یعنی: نماز کے منافی کوئی دیگر کام نہ کیا ہو؛ اس حدیث میں واضح ہو گیا کہ اگر نکسیر، یعنی: غیر سبیلین سے خون نکلنا ناقض وضو نہ ہوتا، تو نماز چھوڑ کر وضو کرنے کے لیے جانے کا حکم نہ دیا جاتا۔ احناف کی تیسری دلیل یہ ہے کہ بدن سے نجاست کا نکلنا زوال طہارت کے لیے مؤثر ہے اور خون نجاست ہے: ''وأما الفرع فيه فهو الخارج من غير السبيلين وذلك، لأن علمائنا اعتبروا فاستنبطوا أن الخارج من السبيلين كان حدثا لكونه نجساً خارجاً من بدن الإنسان من قوله تعالىٰ: ﴿أو جاء أحد منكم من الغائط﴾ (الآية) وهو نص معلوم بذلك الوصف لظهور أثره في جنس الحكم المعلل به وهو إنتقاض الطهارة بخروج دم الحيض والنفاس، و وجدوا مثل ذلك في الخارج من غير السبيلين فعدوا الحكم الأول إليه.

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۱۵: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

نیند کس صورت میں ناقض وضو ہے؟

(۱۴۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

---

(۱) حديث ''من قاء أو رعف في صلاته الخ رواه ابن ماجه من حديث عائشةؓ بلفظ: ''من أصابه قيئ أو رعاف أو قلس أو مذي، فلينصرف، فليتوضأ ثم ليبن على صلاته، وهو في ذلك مالا يتكلم. و أخرجه الدار قطني نحوه، و في إسناده اسماعيل بن عياش، و روايته من غير الشاميين ضعيفة، و هذا منها. (المرغيناني، الهداية، ج۱، ص:۲۲)؛ وأما حديث ''من قاء أو رعف الخ فرواه ابن ماجه عن اسماعيل بن عياش عن إبن جريج عن ابن أبي مليكة عن عائشة قالت: قال ﷺ: من أصابه قيء أو رعاف أو قلس أو مذي، فلينصرف فليتوضأ، ثم ليبن على صلاته وهو في ذلك لايتكلم. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الطهارات، فصل في نواقض الوضوء،'' ج۱، ص:۴۱)

(۲) ایضاً، ص:۴۵

زید آلتی پالتی مار کر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ دونوں رخساروں اور گالوں پر رکھ کر اس طرح کافی دیر تک سوئے کہ خراٹے آنے لگیں اور کسی چیز کی خبر نہ رہے، کسی کے جھنجھوڑنے سے بیدار ہو اور یہ سوال کرنے پر کہ تمہارا وضو ٹوٹ گیا، تو وہ اس حالت میں سونے سے وضو ٹوٹنے سے انکار کرے اور ساتھ ہی یہ بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح سوتے تھے اور وضو کیے بغیر نماز پڑھاتے تھے، تو میرا بھی یہی معمول ہے ایسی حالت میں اس کا وضو ٹوٹ گیا یا قائم رہا؟

فقہاء کی عبارات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے ناقض ہونے کے لیے نیند کی دو ہیئت ہیں، متکئاً و مضطجعاً ہی ناقض وضو ہے اور بعض فقہاء نے نیند کو ناقض وضو استرخاء مفاصل کے سبب قرار دیا ہے، تو بحث یہ ہے کہ کوئی شخص آلتی پالتی مار کر بیٹھے مگر نینداس کو اس طرح کی آرہی ہو کہ اس کو کوئی خبر نہ ہو، تو بسا اوقات ممکن ہے کہ اخراج ریاح ہو؛ مگر نیند کی وجہ سے اس کو پتہ نہ چلے: ایسی صورت میں استرخاء مفاصل پایا جاتا ہے؛ لہٰذا ہیئت کو سبب ناقض وضو قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ استرخاء مفاصل سبب ناقض وضو ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اصلاً اس شخص کی نماز کا جو جماعت سے قبل آلتی پالتی کے ساتھ بہ استراحت سو جائے اور بغیر تجدید وضو نماز پڑھا لے، تو اعادہ لازم ہوگا یا نہیں، نیز یہ بھی بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اس طرح سونے کا تھا یا نہیں؟ لیٹ کر اور سہارا لگا کر سونے کے علاوہ نیند کی حالت میں وضو ٹوٹنے کی کوئی اور صورت ہو، تو اس کی نشاندہی فرمائیں؟

المستفتی: محمد ابوالکلام صدیقی، رودگران، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: اس طرح بیٹھنے میں، مقعد، یعنی: سرین بھی ایک طرف سے اٹھی رہتی ہے اور ہیئت نماز کے خلاف بھی ہے، اس لیے اس صورت میں سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا؛ لیکن آپ کا سونا عام انسانوں کی طرح نہ تھا؛ اس لیے یہ قیاس غلط ہے: لہٰذا استرخاء مفاصل (جو غلبہ نوم کی وجہ سے ہوتا ہے، سبب ہے مقعد کے زمین سے اٹھنے کا اور یہ سبب ہے خروج ریح کا؛ اس لیے نوم ناقض وضو ہوئی، لہٰذا اگر آلتی پالتی مار کر بیٹھنے میں سو گیا اور اس حالت میں غلبہ نوم کی وجہ سے استرخاء مفاصل ہو گیا؛ اس کی وجہ سے

مقعدز مین سے اٹھ گئی ،تو وضوٹوٹ جائے گا اور اس نوم کے بعد اگر نماز پڑھائی تو نماز نہیں ہوگی ۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ**: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۱/۸/ ۱۴۱۴ھ

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

آنکھوں سے پانی نکل آئے ،تو کیا وضوٹوٹ گیا؟

(۱۴۴) **سوال**: تیز روشنی سے، دھوپ کی تپش سے، پیاز کاٹنے سے اور کھانسی کے روکنے سے آنکھوں میں پانی آجائے ،تو کیا وضوٹوٹ جاتا ہے؟

المستفتی: عبدالصمد، روڑکی، ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: ان مذکورہ صورتوں میں آنکھوں میں پانی نکل آئے یا بغیر درد اور تکلیف کے کسی طرح سے آنکھوں سے پانی نکل آئے ،تو ان صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا؛ بلکہ وضو باقی رہتا ہے، البتہ آنکھ دکھنی آئی ہو یا کوئی درد یا تکلیف ہو، جس کی وجہ سے چکنا پانی یا پیپ نکلے تو وضوٹوٹ جاتا ہے:

’’كما لا ينقض لو خرج من أذنه ونحوها كعينه وثديه قيح ونحوه كصديد وماء سرة وعين لا بوجع، و إن خرج به أي بوجع نقض؛ لأنه دليل الجرح فدمع

(۱) و ينقضه حكماً نوم يزيل مسكته أي قوته الماسكة بحيث تزول مقعدته من الأرض، وهو النوم على أحد جنبيه أو وركيه أو قفاه أو وجهه. (ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، ’’كتاب الطهارة، مطلب نوم من به انفلات ريح غير ناقض،‘‘ ج۱،ص:۲۷۰)؛وسئل أبو نصر رحمه الله عمن نام قاعداً نوماً ثقيلاً؟ فقال: لا وضوء عليه، لكن يشترط أن يكون مقعده على الأرض وهو الصحيح. (الفتاوىٰ التاتارخانيه، ’’كتاب الطهارة، الفصل الثاني ما يوجب الوضوء،‘‘ ج۱،ص:۲۵۴)؛والعته لا ينقض كنوم الأنبياء عليهم الصلاة والسلام. قوله:كنوم الأنبياء قال في البحر: صرح في القينة بأنه من خصوصياته ﷺ، ولذا ورد في الصحيحين ’’أن النبي ﷺ نام حتى نفخ، ثم قام إلى الصلاة، ولم يتوضا‘‘ لما ورد في حديث آخر: إن عيني تنامان، ولا ينام قلبي. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر، ’’كتاب الطهارة، مطلب: نوم الأنبياء غير ناقض،‘‘ ج۱،ص:۲۷۳)

من بعينه رمد أو عمش ناقض الخ‘‘[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۳/۷: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گرمی کے دانوں سے پانی نکل کر بہہ جائے:

(۱۴۵) **سوال**: حالت نماز میں کسی شخص نے گھموری (گرمی کے دانے) کی وجہ سے بدن کو کھجلا دیا اس درمیان گھموری سے کچھ پانی بھی نکل کر بہہ گیا، تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا، اس وضو سے پڑھی جانے والی نماز ہوئی یا نہیں؟ اس کے متعلق شریعت کیا حکم دیتی ہے؟۔

المستفتی: محمد ابوبکر، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: نماز کی حالت میں گرمی کے دانے کو کھجلایا اس سے اگر پانی نکل کر بہہ جائے، تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی دوبارہ وضو کرنا لازم ہوگا۔ کما قال ابن نجيم في البحر: و أما الخارج من غير السبيلين فناقض بشرط أن يصل إلى موضع يلحقه حكم التطهير- كذا قالوا و مرادهم أن يتجاوز إلى موضع تجب طهارته.[۲] و إن قشرت نفطة و سال منها ماء أو صديد أو غيره. إن سال عن رأس الجرح نقض. و إن لم يسل لا ينقض.[۳]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی **کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۴۴۱/۸/۷ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ’’كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه،‘‘ ج۱،ص:۲۷۹)، و في المنية عن محمدؒ إذا كان في عينه رمد و تسيل الدموع منها آمره بالوضوء لوقت كل صلوة؛ لأني أخاف أن يكون ما يسيل منها صديدا فيكون صاحب عذر الخ. (أحمد بن محمد الطحاوي، حاشية الطحاوي على مراقي الفلاح، ’’كتاب الطهارة، فصل نواقض الوضوء،‘‘ ص:۸۸)

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ’’كتاب الطهارة،‘‘ ج۱،ص:۳۳

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ’’كتاب الطهارة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء‘‘ ج۱،ص:۶۱

بواسیر کی بیماری سے مقعد کا باہر نکلنا:

(۱۴۶) **سوال**: زید بواسیر کی بیماری میں مبتلا ہے، کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مقعد باہر نکل آتی ہے، تو اس صورت میں وضوٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد زید سلیم، ایم پی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس شخص کو بواسیر کی بیماری ہے اور مقعد باہر نکل آتی ہے اگر اس نے بذات خود اپنے ہاتھ یا کسی دوسرے کے ذریعے سے مقعد کو اندر کر دیا، تو وضوٹوٹ جائے گا، دوبارہ اس کو وضو کرنا ہوگا اور اگر مقعد خود اندر چلی گئی، تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ نیز اس صورت میں اگر نجاست ظاہر ہوگئی، تو وضوٹوٹ جائے گا۔ **باسوري خرج دبره إن أدخله بيده انتقض وضوءه، و إن دخل بنفسه لا.** (۱)

باسوري (باسو) خرج من دبره فإن عالجه بيده أو بخرقه حتى أدخله تنتقض، (تنقض) طهارته، لأنه يلتزق بيده شيء من النجاسة إلا إن عطس فدخل بنفسه. (۲)

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۴۴۱/۵/۶ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

حالتِ وضو میں بیوی سے بوس و کنار کرنا:

(۱۴۷) **سوال**: زید نے اپنی بیوی ہندہ کے ساتھ وضو کی حالت میں بوس و کنار کے ساتھ ساتھ اپنی اپنی شرمگاہ کو ایک دوسرے سے مس کیا، اس وقت زید اور ہندہ دونوں شہوت کی حالت میں تھے؛ لیکن مذی وغیرہ کچھ نہیں ظاہر ہوئی، تو اس وضو سے زید اور ہندہ نماز ادا کر سکتے

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الطهارة، مطب في ندب مراعات الخلاف،'' ج۱،ص:۲۸۲

(۲) زين الدين ابن نجيم الحنفي، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۱،ص:۳۲)؛ وإذا خرج دبره إن عالجه بيده أو بخرقة حتى أدخله، تنتقض طهارته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الطهارة، الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء،'' ج۱،ص:۶۰)

ہیں، یا دونوں پھر دوبارہ وضو کریں؟

المستفتی: محمد نہال خان، پالی، دربھنگہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دونوں کی شرمگاہیں شہوت کی حالت میں آپس میں مل جانے کی وجہ سے وضوٹوٹ گیا، اب دونوں از سرِ نو وضو کر کے نماز ادا کریں، جیسا کہ درمختار میں مذکور ہے: و مباشرة فاحشة بتماس الفرجين و لو بين المرأتين والرجلين مع الانتشار للجانين المباشر و المباشر، و لو بلا بلل على المعتمد[1]۔

ومباشرة فاحشة ... وهي أن يباشر امرأته مجردين وانتشر آلته وأصاب فرجه فرجها ولم يربللا. إشارة إلى انتقاض الوضوء من أي جانب كان سواء بين الرجل والمرأة أو بين الرجلين الخ.[2] ومباشرة فاحشة يعني أن من النواقض الحكمية المباشرة الفاحشة وهي أن يباشر امرأته متجردين ولا في فرجها مع انتشار الآلة ولم يربللا الخ.[3]

فقط واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۹/۷/۱۴۴۱ھ، نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

غیبت وغیرہ سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(۱۴۸) **سوال**: کیا حالت وضو میں گالی دینے، غیبت کرنے، برے اشعار کہنے اور جھوٹ بولنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟ اس کے بعد وضو کیا جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عثمان، مہاراشٹر

---

(۱)ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الطهارة، مطلب نوم الأنبياء غير ناقض" ج۱/ص:۲۷۷

(۲)عبد الرحمن بن محمد المعروف بشيخ زاده، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، "كتاب الطهارة،" ج۱،ص:۳۴ (بيروت: دار الكتب العلمية، لبنان)

(۳)زين الدين ابن نجيم الحنفي، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، "كتاب الطهارة،" ج۱،ص:۸۱۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ بالا سوال میں جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان سے وضو نہیں ٹوٹتا؛ البتہ وضو کر لینا مستحب ہے۔

الوضوء ثلاثة أنواع .... فرض على المحدث للصلوٰة ... واجب للطواف ومندوب للنوم ... بعد غيبة و كذب، ونميمة وانشاد شعر وقهقهة الخ [1]

والكلام الفاحش لاينقض الوضوء وإن كان في الصلوٰة؛ لأن الحدث إسم لخارج نجس، ولم يوجد هذا الحد في الكلام الفاحش، [2]

الجواب صحیح: 　　　فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی　　　**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی ۲/۵/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند　　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیند ناقضِ وضو ہے:

(۱۴۹) **سوال**: مفتیان کرام! سلام مسنون! ہماری بستی میں ایک مولوی صاحب نے جمعہ کے دن تقریر کی کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا سونا ناقض وضو نہیں ہے اور پھر انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں ایک خصوصیت بیان فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اٹھتے تھے اور بغیر وضو کیے نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے، اس کے متعلق شریعت مطہرہ میں کیا اصل ہے؟ از راہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد احمد قاسمی، جعفر آباد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نوم انبیاء ناقض وضو نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تھے، تو بغیر وضو کے نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے. كما قال أبوداؤد: عن ابن عباس رضؓ أن رسول الله ﷺ كان

---

(۱) محمد بن فرامرز، دررالحكام شرح غرر الأحكام، "باب نواقض الوضوء،" ج۱، ص:۱۲، (مكتبة شاملة) حسن بن عمار ومراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، "فصل في أوصاف الوضوء،" ج۱، ص:۳۴ (مكتبة عكاظ ديوبند)

(۲) أبوالمعالي، المحيط البرهاني، "كتاب الطهارات، الفصل الثاني، نوع آخر من هذا الفصل الثاني، نوع آخر من هذا الفصل،" ج۱، ص:۵۷۔ (مكتبة شاملة)

یسجد و ینام و ینفخ ثم یقوم فیصلی و لا یتوضأ[(۱)] **و لما ورد في حدیث آخر: تنام عینای و لا ینام قلبی** [(۲)] ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سونا ناقض وضو نہیں۔

الجواب صحیح:	فقط واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی	**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی ۸/۷/۱۴۴۱ھ
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند	نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

حالت وضو میں شرمگاہ کو چھونا:

(۱۵۰) **سوال**: اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھوتا ہے، تو اس چھونے کی وجہ سے کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ مزید اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کھجلاہٹ یا کسی اور وجہ سے اپنی شرمگاہ کو چھولے یا اپنی بیوی کو یا کسی امرد (بے ریش) کو چھولے، تو اس بارے میں فقہ حنفی میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد سعید الرحمٰن، گرول، علی نگر، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: فقہ حنفی کی معتبر کتاب درمختار میں لکھا ہے کہ: باوضو شخص اگر شرمگاہ کو چھوتا ہے، تو چھونے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا، لیکن مستحب ہے کہ ہاتھ دھولے؛ ایسے ہی اگر اس نے عورت کو چھولیا یا امرد کو ہاتھ لگا دیا؛ تو یہ بھی ناقض وضو نہیں ہے۔

لا ینقضه مس ذکر لکن یغسل یده ندباً. وامرأة و أمرد لکن یندب.[(۴)] **عن**

---

(۱) أخرجه: أبوداؤد، في سننه، "باب الوضوء من النوم،" ج۱، ص:۲۶، رقم:۲۰۲ (مکتبه نعیمیه دیوبند)

(۲) ایضاً:

(۳) ابن عابدین، رد المحتار، حاشیه ابن عابدین، کتاب الطهارة، مطلب نوم الأنبیاء غیر ناقض، ج۱، ص:۲۷۳ (مکتبة زکریا دیوبند)؛ و ابن نجیم، البحر الرائق، ج۱، ص:۷۵ (دارالکتاب دیوبند)

(۴) ابن عابدین، ردالمحتار، کتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم یرتکب مکروه مذهبه، ج۱، ص:۱۴۷

النبي صلى الله عليه وسلم: أنه سأله رجل فقال يا نبي الله ماترى في مس الرجل ذكره بعد ما توضأ؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: هل هو إلا بضعة منك أو مضغة منك هذا حديث ملازم، صحيح مستقيم الإسناد،[1] و منها: مس إمرأة الخ.[2]

الجواب صحیح:　　　فقط واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی　　　**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۴۴۱/۹/۸ھ
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند　　　نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

وضو میں ترتیب بدلنے کا حکم:

(۱۵۱) **سوال**: وضو کرتے ہوئے اگر زید نے ترتیب بدل دی، یعنی: پہلے ہاتھ دھویا، پھر چہرہ؛ تو کیا وضو میں ترتیب کے بدلنے سے وضو درست ہوگا؟ اس بارے میں فقہاء احناف اور دوسرے ائمہ کا کیا قول ہے؟

المستفتی: محمد دانش، باغپت

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کوئی شخص بغیر ترتیب وضو کرے، یعنی: پہلے ہاتھ دھویا پھر مسح کیا، اس کے بعد چہرہ دھویا یا اس کے برعکس؛ بہر صورت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وضو درست ہو جائے گا، جب کہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک وضو میں ترتیب واجب ہے ان حضرات کے نزدیک وضو میں تقدیم و تاخیر کرنا جائز نہیں۔ **وقال الشافعيؒ ومالكؒ حفظ الترتيب واجب في الوضوء، و لا يجوز فيه التقديم والتاخير. و عند الفقهاء (الأحناف) حفظ الترتيب ليس بواجب في أركان الوضوء.**[3]

الجواب صحیح:　　　فقط واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی　　　**کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۴۴۱/۹/۲۵ھ
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند　　　نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) أخرجه أبوجعفر أحمد بن محمد، المعروف بـ الطحاوي، شرح معاني الآثار، ”باب مس الفرج هل يجب فيه الوضوء أم لا“، ج۱،ص:۷۶،رقم:۴۶۱

(۲) مراقی الفلاح شرح متن نور الإيضاح، حسن بن عمار المصري الحنفي، وراجعه، نعيم زردور. ”كتاب الطهارة، فصل عشرة أشياء لا تنقض الوضوء“، ج۱،ص:۳۸

(۳) أبوالحسن على بن الحسين، النتف فى الفتاوى، ”كتاب الطهارة،“ ج۱،ص۱۴،......

بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فرائض وضو کتنے ہیں؟

(۱۵۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین شرح متین کہ فرائض وضو فقہاء احناف اور دوسرے ائمہ کے نزدیک کتنے ہیں؟

المستفتی: یاسر کریم، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فقہاء احناف کے نزدیک فرائض وضو چار ہیں: چہرہ دھونا دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کا دھونا، سر کا مسح کرنا، فرض الوضوء أربعة أشياء (۱) غسل الوجه. (۲) واليدين (۳) والرجلين (۴) و مسح ربع الرأس.[1]

جب کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک بسم اللہ پڑھنا اور وضو کی نیت کرنا بھی فرض ہے امام احمد بن حنبلؒ اور اسحاق بن راھویہؒ کے نزدیک مضمضہ (کلی کرنا) اور استنشاق (ناک میں پانی لینا) بھی فرض ہے۔

و عند أهل الحديث ثمانية أشياء؛ هذه الأربعة، و أربعة آخرى. فقد قال مالكؒ والشافعيؒ: التسمية والنية فريضتان في الوضوء. وقال أحمد بن حنبل و اسحاق بن راهويهؒ: المضمضة والاستنشاق في الوضوء.[2]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی — **کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی ۶/۵/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)والترتيب المذكور في لفظ آية الوضوء سنة، وليس بفرض خلافا لثلاثة لأن العلف فيها بالواو، و إجماع اللغة أنها مطلق الجمع لا لغرض فيها للترتيب الخ. (إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ج۱،ص:۲۷)، و ايضاً: و أما سننته ... والترتيب المذكور في لفظ آية الوضوء سنة، (إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ج۱،ص:۲۰)

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الطهارة، أركان الوضوء،'' ج۱،ص:۶۶ تا ۷۲

(۲) أبو الحسن علي بن محمد السغدي الحنفي، النتف في الفتاوى،'' كتاب الطهارة،'' ج۱،ص:۱۴

اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا:

(۱۵۳)**سوال:** بعض لوگوں کا خیال ہے کے اونٹ کا گوشت ناقض وضو ہے، یعنی: اگر کوئی شخص وضو کی حالت میں ہے اور اس نے اونٹ کا گوشت کھالیا، تو اس کا وضوٹوٹ گیا، دوبارہ اس کو وضو کرنا ضروری ہوگا، اس وضو سے پڑھی جانے والی نماز درست نہیں ہوگی؛ صورت مسئلہ اصل میں کیا ہے؟ براہ کرم مطلع فرمادیں۔

المستفتی: محمد حیدر علی، بمبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اونٹ کا گوشت استعمال کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا سوال میں مذکورہ خیال غلط ہے؛ البتہ کلی کر کے اچھی طرح منہ صاف کر کے نماز پڑھنا بہتر ہے، تاکہ منھ کی بدبو سے لوگوں کو تکلیف نہ پہونچے۔ **عن أبي أمامة الباهلي ... فقلت: الوضوء يارسول اللّٰه، فقال صلى الله عليه وسلم : إنما علينا الوضوء مما يخرج ليس مما يدخل**[1]

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۸/۷/۱۴۴۱ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

قہقہہ مار کر ہنسنا ناقض وضو ہے:

(۱۵۴)**سوال:** قہقہہ مار کر ہنسنا کن کن نمازوں میں ناقض وضو ہے؟ اور اس کی دلیل کہاں سے ہے، اس دلیل کی کیا حیثیت ہے؟ جواب مدلل عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد اکرام اللہ، بستی

---

(۱) علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الطهارة، فصل: و أما بيان ما ينقض الوضوء،" ج۱،ص:۱۱۹

(۲) و قال جمهور الفقهاء مالك و أبو حنيفة والشافعي و غيرهم : لا ينقض الوضوء بحال، والمراد بالوضوء غسل اليد والفم عندهم، و ذلك لأن للحم الإبل دسما و زهومة و زفرا بخلاف لحم الغنم، ومن أجل ذلك جائت الشريفة بالفرق بينهما. (أنور شاه الكشميري، معارف السنن، "باب الوضوء من الإبل،" ج۱،ص:۲۹۲ (المكتبة الأشرفية ديوبند)

الجواب وباللہ التوفیق:القهقهة في كل صلوٰة فيها ركوع و سجود تنقض الصلوٰة والوضوء[(۱)]

قہقہہ مارکر ہنسنا رکوع وسجدے والی نماز میں ناقضِ وضو ہے، اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے جب کہ نماز جنازہ میں ہنسنے سے وضونہیں ٹوٹتا؛صرف نمازٹوٹ جاتی ہے۔

حدیث میں ہے: إن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصلي بالناس فدخل أعمى المسجد فتردى في بئر فضحك ناس فأمر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من كان ضحك أن يعيد الوضوء والصلاة.[(۲)]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ زور سے ہنسنے سے نمازٹوٹ جاتی ہے، ساتھ ہی وضوبھی ٹوٹ جاتا ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۹/۷/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیاانجکشن لگوانے سے وضوٹوٹ جاتاہے:

(۱۵۵)**سوال** : کیافرماتے ہیں: مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیاانجکشن لگانے سے وضوٹوٹ جاتاہے؟

المستفتی: محمد علی، کھردونی، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: انجکشن لگوانے سے وضونہیں ٹوٹتا ہے؛ ہاں اگرانجکشن لینے سے خون نکل جائے اور نکل کر بہہ جائے،تو ایسی صورت میں وضوٹوٹ جائے گا۔ (و ينقضه خروج) كل خارج (نجس) بالفتح و يكسر (منه) أي من المتوضئ الحئي معتاداً أو

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ”كتاب الطهارة، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، و منها القهقهة،“ ج۱،ص:۶۳

(۲) أخرجه دار قطني، في سننه، كتاب الطهارة، باب أحاديث القهقهة في الصلاة و عللها، ج۱،ص:۱۸-۲۱۹ (بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

لا، من السبیلین أولا (إلی ما یطهر) بالبناء للمفعول أي یلحقه حکم التطهیر[1]
القراد إذا مص عضو إنسان فامتلأ دما، إن کان صغیرا لا ینقض وضوئه کما لو مصت الذباب أوالبعوض، و إن کان کبیرا ینقض. و کذا العلقة إذا مصت عضو إنسان حتی امتلأت من دمه انتقض وضوءہ، کذا في محیط السرخسي.[2]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی — **کتبہ:** امانت علی قاسمی ۱۴۴۲/۱/۶ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بچہ کو دودھ پلانا ناقضِ وضو نہیں:

(۱۵۶) **سوال:** دودھ والی عورت وضو سے ہو اور وہ اپنے لڑکے کو دودھ پلائے یا وہ نماز میں ہو اور لڑکا دودھ پی لے، دودھ نکلے یا نہ نکلے اس کی نماز اور وضو کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد احمد، مرزاپور، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دودھ پاک ہے؛ لہٰذا دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا کیوں کہ ناپاک چیز کے جسم سے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے؛ البتہ اگر نماز میں ہو، بچہ دودھ پی لے اور دودھ نکل آئے، تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ اس لیے کہ دودھ پلانا عمل کثیر ہے اور اگر دودھ نہ نکلے، تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

و ینقضه خروج کل خارج منه[3] و ینقضه خروج نجس منه أي ینقض الوضوء خروج نجس منه أو مص ثدیها ثلاثا أو مرة و نزل لبنها أو مسها بشهوة أو قبلها بدونها فسدت. وفي المحیط إن خرج اللبن فسدت لأنه یکون إرضاعا.[4]
المرأة إذا ارضعت ولدها في الصلوٰة تفسد صلاتها ولو جاء الصبي وارتضع من ثدیها

---

(۱) ابن عابدین، درمختار، کتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء، ج۱،ص:۲۶۰

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، "کتاب الطهارة، الفصل الخامس: في نواقض الوضوء، و منها ما یخرج من السبیلین،" ج۱،ص:۶۲

(۳) ابن عابدین رد المحتا ر، "کتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء،" ج۱،ص:۲۶۰

(۴) ابن عابدین ،ردالمحتار، "کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة و مایکره فیها، مطلب في المشي في الصلاة،" ج۲،ص:۳۹۰

وهي كارهة فنزل لبنها فسدت صلاتها، و إن مص مصة أو مصتين ولم ينزل لبنها لم تفسد صلاتها. صبي مص ثدي امرأة مصلية إن خرج اللبن فسدت و إلا فلا. [۱]

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ**: محمد عارف قاسمی ۲۸/۱۲/۱۴۴۱ھ

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند مفتی دار العلوم وقف دیوبند

پائجامہ ٹخنوں سے نیچے ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں:

(۱۵۷) **سوال**: اگر پائجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو، تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبد الاحد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ٹخنے سے نیچے پائجامہ رکھنا سخت گناہ ہے؛ لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا؛ اس لیے کہ وضو کسی چیز کے نکلنے سے ٹوٹتا ہے۔ عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: لا ينظر الله يوم القيامة إلىٰ من جر إزاره بطرا.

و عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار في النار. [۲] عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ: من جر ثوبه من الخيلاء لم ينظر الله إليه يوم القيامة. [۳] عن أبي أمامة الباهلي... فقلت الوضوء يارسول الله؟ و قال صلى الله عليه وسلم: إنما علينا الوضو مما يخرج ليس مما يدخل. [۴]

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی **کتبہ**: محمد عارف قاسمی ۱۷/۱۲/۱۴۴۱ھ

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، النوع الثاني، في الأفعال المفسدة للصلاة،'' ج۱، ص:۱۶۲

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين ففى النار،'' ج۲، ص:۸۶۱

(۳) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب اللباس والزينة، باب تحريم جر الثوب خيلاء،'' ج۲، ص:۱۹۵

(۴) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الطهارة، فصل: و أما بيان ما ينقض الوضوء،'' ج۱، ص:۱۱۹

کیا گلوکوز چڑھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟

(۱۵۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
کیا گلوکوز چڑھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؛ اس لیے کہ بسا اوقات گلوکوز چڑھاتے وقت خون کے بعض قطرے سرنج میں آجاتے ہیں۔

المستفتی: محمد عابد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: گلوکوز چڑھانے کی وجہ سے اگر سرنج کی نلکی میں اس قدر خون آجائے کہ اگر وہ سرنج میں نہ ہوتا، تو باہر بہہ جاتا؛ اس سے وضوٹوٹ جائے گا اور اگر اس قدر خون نہیں ہے یا بالکل بھی نہیں ہے، تو گلوکوز چڑھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ **الوضوء مما خرج وليس مما دخل**[1] **القراد إذا مص عضو انسان فامتلأ دما، إن كان صغيرا لا ينقض وضوؤه، كما لو مصت الذباب أو البعوض، و إن كان كبيرا ينقض، وكذا العلقة إذا مصت عضو إنسان حتى امتلأت من دمه انتقض وضوؤه**[2]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی — **کتبہ**: امانت علی قاسمی ۱۴۴۱/۱۱/۲۸ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ڈکار سے وضوٹوٹنے کا حکم:

(۱۵۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر کسی کو ڈکار ہو اور ڈکار میں کھانا منہ میں آجائے، تو کیا اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟

المستفتی: محمد ارشاد، پنچکولا

الجواب وباللہ التوفیق: اگر ڈکار میں منہ بھر کر قے ہو جائے، تو وضوٹوٹ جائے گا۔

(۱) الزيلعي، نصب الرايه، "باب ما يوجب القضاء والكفارة،" ج۲،ص:۴۵۴

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهنديه، "كتاب الطهارة، الفصل الخامس: في نواقض الوضوء، و منها ما يخرج من غير السبيلين،" ج۱،ص:۶۲

اگر منہ بھر کر نہ ہو، تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ منہ بھر کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو منہ میں روکنا چاہے، تو روکنا مشکل ہو۔ ''و ينقضه (الوضوء) قئ ملأ فاه بأن يضبط بتكلف من مرة أي صفراء أو علق أي سوداء؛ و أما العلق النازل من الرأس فغير ناقض أو طعام أو ماء إذا أوصل إلى معدته و إن لم يستقر، وهو نجس مغلظ لو من صبي ساعة ارتضاعه هو الصحيح لمخالطة النجاسة، ذكره الحلبي.[1] قال الحسن اذا تناول طعاماً أو ماء ثم قاء من ساعته لا ينتقض وضوء ه لأنه طاهر حيث لم يستحل والذي اتصل به قليل شيء فلا يكون نجسا.[2]

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ**: امانت علی قاسمی ۲۲/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حقہ، بیڑی یا کھینی کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(۱۶۰) **سوال**: حقہ، بیڑی یا کھینی کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقیوم، نرمانی، مظفرنگر

الجواب و باللّٰہ التوفیق: مذکورہ چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا؛ چوں کہ یہ چیزیں بدبودار اورمکروہ ہیں اوراحادیث سے ثابت ہے کہ بدبودار چیزوں کے استعمال کے بعد اللہ کا ذکر نہیں کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک علیہ السلام نے غزوہ خیبر میں فرمایا، جو اس درخت، یعنی: لہسن سے کھائے، وہ مسجد میں نہ آئے اور نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔[3]

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی **کتبہ**: محمد عمران گنگوہی ۱۹/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، ردالمحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء،'' ج۱،ص:۲۶۵-۲۶۶

(۲) طحطاوي، حاشية الطحطاوي، ''فصل نواقض الوضوء،'' ج۱،ص:۸۸

(۳) عن ابن عمر رضى الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال في غزوة خيبر: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

خون نکلوانے سے وضو ٹوٹنے کا حکم:

(۱۶۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
جانچ کے لیے بذریعہ انجکشن خون نکلوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جب کہ اس کا کوئی دھبہ بدن پر نہ لگے۔ بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ خون نکلوانے کے بعد قریب کی مسجد میں بلا وضو کیے نماز ادا کر لیتے ہیں؛ کیا اس طرح وضو باقی رہتا ہے اور نماز ہو جاتی ہے؟

المستفتی: محمد انس قاسمی، جھارکھنڈ

الجواب وباللہ التوفیق: انجکشن سے اگر اتنی مقدار میں خون نکالا جائے، جو بدن پر نکلنے کی صورت میں بہہ پڑتا ہے، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، جن لوگوں نے ٹیسٹ کے لیے خون دے کر وضو نہیں کیا اور نماز پڑھ لی، وہ اپنی نمازوں کا اعادہ کریں۔

القراد إذا مص عضو انسان فامتلأ دما[1] (و ینقضه) خروج منه کل خارج (نجس) بالفتح و یکسر (منه) أي من المتوضئ الحي معتاداً أو لا، من السبیلین أو لا، (إلی ما یطهر) بالبناء للمفعول. أي یلحقه حکم التطهیر. ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور و في غیرها عین السیلان ولو بالقوة، لما قالوا: لو مسح الدم کلما خرج، ولو ترکه لسال نقض، و إلا لا"[2]

الجواب صحیح:　　واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی　　**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی ۱۹/۱۱/۱۴۴۱ھ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... من أکل من هذه الشجرة: یعني الثوم، فلا یأتین المساجد. (أخرجه مسلم، في صحیحه، "کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب نهي من أکل ثوما،" ج۱،ص:۲۰۹)؛ و عن عبدالعزیز وهو ابن صهیب، قال سئل أنس رضي الله عنه عن الثوم، فقال: قال رسول الله ﷺ: من أکل من هذه الشجرة فلا یقربنا ولا یصلي معنا. (ایضاً):

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، "کتاب الطهارة، الفصل الخامس: في نواقض الوضوء، و منها ما یخرج من غیر السبیلین،" ج۱،ص:۶۳، رد المحتار "کتاب الطهارة، مطلب: نواقض الوضوء،" ج۱،ص:۲۶۸

(۲) ابن عابدین، رد المحتار، "کتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء،" ج۱،ص:۲۶۰-۲۶۱

سیٹ پر مضبوطی سے بیٹھ کر سونے سے وضو ٹوٹنے کا حکم:

(۱۶۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کار میں یا ہوائی جہاز کی سیٹ پر آدمی اس طرح مضبوطی سے بیٹھا ہوا ہے کہ مقعد جمی ہوئی ہے اور ریح خارج ہونے کا امکان نہیں ہے، تو کیا اس حالت میں سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا، جب کہ یقین ہے کہ ہوا خارج نہیں ہوئی؟

المستفتی: محمد عابد، اجین

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر سیٹ پر سرین اس طرح جمی ہوئی ہے کہ ریح کے خارج ہونے کا امکان نہیں ہے، تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن اگر سوتے ہوئے دائیں بائیں حرکت ہوئی اور سرین جمی نہیں رہی، تو وضو ٹوٹ جائے گا گرچہ ریح کا نکلنا یاد نہ ہو۔ **ولو نام مستندا إلی ما لو أزیل عنه لسقط إن کانت مقعدته زائله عن الأرض نقض بالإجماع و إن کانت غیر زائلة فالصحیح أنه لا ینقض هکذا في التبیین** (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
۱۴۳۹/۵/۱۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کان سے نکلنے والا پیپ کیا ناقض وضو ہے؟

(۱۶۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین، مفتیان کرام!

ایک صاحب جن کی عمر تقریباً ۵۰ر سال ہے وہ پنج وقتہ نمازی ہیں، ان کے کان سے گندہ پانی نکلتا رہتا ہے اور کان میں درد بھی رہتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ پانی نکلنے کی وجہ سے ان کا وضو ٹوٹ جائے گا

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، "کتاب الطهارة، الباب الأول: في الوضوء: الفصل الخامس في نواقض الوضوء منها النوم،" ج۱، ص:۶۳)؛ والمروي عن أبي حنیفة أنه لا ینقض وضوء ه علی کل حال لأن مقعده مستقر علی الأرض فیأمن من خروج شيء (أکمل الدین البابرتي، العنایة علی هامش فتح القدیر، کتاب الطهارة، ج۱، ص:۴۸)

یا نہیں؟ یا ان کو معذور قرار دیا جائے گا؟ براہ کرم مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمر، گجرات

الجواب وباللہ التوفیق: کان سے جو گندہ پانی یعنی پیپ نکلتا ہے اور درد بھی رہتا ہے وہ ناقض وضو ہے، درد ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اندر زخم ہے اور یہ پانی زخم کا ہے، اگر وضو کے بعد ان کو اتنا وقت ملتا ہے کہ باوضو نماز شروع کریں اور بغیر پانی نکلے نماز ادا کرلیں، تو نماز درست ہوجائے گی اور اگر اتنا بھی وقت نہیں ملتا کہ وہ وضو کے بعد فرض نماز ادا کرسکے تو پھر اسے معذور قرار دیا جائے گا اور اس کا حکم معذور والا ہوگا کہ فتاویٰ شامی وغیرہ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

”وإذا خرج من أذنه قيح أو صديد ينظر إن خرج بدون الوجع لا ينتقض وضوئه وإن خرج مع الوجع ينتقض وضوئه لأنه إذا خرج مع الوجع فالظاهر أنه خرج من الجرح“[1]

”ولا طاهر بمعذور هذا إن قارن الوضوء الحدث أو طرأ عليه بعده وصح لو توضأ على الانقطاع وصلى كذلك“[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا تمباکو والا پان کھانے سے وضو ٹوٹ جائے گا؟

(۱۶۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
وضو کے بعد اگر کوئی شخص تمباکو والا پان کھالے تو کیا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟ تمباکو والا پان

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الفصل الخامس: في نواقض الوضوء، ومنها ما يخرج من غير السبيلين“: ج۱،ص:۶۱.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الصلاة: باب الإمامة، مطلب: الواجب كفاية هل يسقط بفعل الصبي وحده“: ج۲،ص:۳۲۳.

کھانے کے بعد بلا وضو کے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: تمبا کو والا پان نہ مسکر ہے اور نہ ہی مفتر ہے، لہٰذا اس کے استعمال سے وضو نہیں ٹوٹے گا اگر آپ پہلے سے باوضو ہیں تو بلا وضو تمبا کو والا پان کھانے کے بعد نماز پڑھنا جائز ہے۔

”فإنه لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت الأصل في الأشياء الإباحة وأن فرض إضراره للبعض لا يلزم منه تحريمه على كل أحد“[1]

”وينقضه اغماء و منه الغشي و جنون و سكر بأن يدخل في مشيه تمايل ولو يأكل الحشيشة“[2]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا شراب پینا مطلق ناقض وضو ہے؟

(۱۶۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام، مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک شخص نے وضو کی حالت میں شراب پی لی، پھر اس نے کلی کر کے نماز پڑھی، سوال پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس شخص کے وضو کی حالت میں شراب کے پینے کی وجہ سے وضو ٹوٹ گیا؟ میں نے کسی عالم دین سے سنا ہے کہ شراب پینے کے بعد اگر نشہ نہ ہو، تو نماز درست ہو جائے گی؟ کیا یہ بات صحیح ہے؟

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، ”كتاب الأشربة“: ج۵،ص:۴۰۶.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب نوم الأنبياء غير ناقض“: ج۱،ص:۲۷۴.

براہ کرم مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انعام الحسن، کوٹیسرا، یوپی

الجواب وباللہ التوفیق: محض شراب پینے سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ نشہ نہ ہو ہاں اگر شراب پینے کی وجہ سے نشہ پیدا ہو جائے اور اس کی چال اور زبان اپنی حالت پر برقرار نہ رہے تو وضو ٹوٹ جائے گا، جیسا کہ علامہ شامی نے لکھا ہے:

"وينقضه إغماء ومنه الغشي وجنون وسكر قوله وسكر هو حالة تعرض للإنسان من امتلاء دماغه من الأبخرة المتصاعدة من الخمر ونحوه"(۱)

البتہ شراب پینے سے منہ ناپاک ہو جاتا ہے، شراب نجس ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور شراب پینے والے پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے اور اس کے علاوہ بھی مختلف وعیدیں مذکور ہیں؛ اس لئے شراب سے بہر صورت دور رہنا لازم ہے۔

"وحرم قليلها وكثيرها بالإجماع وهي نجسة نجاسة مغلظة كالبول"(۲)

"عن أنس رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخمر عشرة عاصرها ومعتصرها وشاربها الخ"(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: مطلب نوم الأنبياء غير ناقض": ج۱، ص:۲۷۴۔
(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الأشربه": ج۶، ص:۴۴۹۔
(۳) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب البيوع، باب ما جاء في بيع الخمر والنهي عن ذلك": ج۱، ص:۲۴۲، رقم:۱۲۹۵۔

غیرمحرم پر ہاتھ لگ جائے تو کیا وضوٹوٹ جائے گا؟

(۱۶۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

میرا سوال یہ ہے کہ اگر عورت کا وضو ہے اور کسی نامحرم دیور وغیرہ کا ہاتھ غلطی سے یا جان بوجھ کر لگ جائے، تو کیا وضوٹوٹ جاتا ہے؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد خالد، حیدرآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں محض ہاتھ لگنے سے یا چھونے سے چاہے چھونا شہوت کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، وضونہیں ٹوٹتا ہے؛ اس لیے کہ خروج نجاست ناقض وضو ہے جب کہ یہاں پر کسی چیز کا خروج نہیں ہوا ہے، ہاں اگر چھونے کی وجہ سے مذی وغیرہ کا خروج ہوجائے، تو وضوٹوٹ جائے گا۔

”المعاني الناقضة للوضوء کل ما یخرج من السبیلین“(۱)

”ینقضه خروج نجس منه أي ینقض الوضوء خروج نجس من المتوضي“(۲)

”لا ینقض الوضوء مس الذکر وکذا مس الدبر والفرج مطلقاً وکذا مس بشرة المرأة لا ینقض الوضوء مطلقاً سواء کان بشهوة أو لا“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا بیوی کو برہنہ دیکھنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟

(۱۶۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) المرغیناني، هدایة، ”کتاب الطهارات: فصل في نواقض الوضوء“: ج۱، ص:۲۲.

(۲) ابن نجیم، البحر الرائق، ”کتاب الطهارة“: ج۱، ص:۵۸.

(۳) أیضًا: ج۱، ص:۸۲.

کیا بیوی کو برہنہ دیکھنے سے یا کسی مرد یا اجنبی عورت کو برہنہ دیکھنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟ اگر دیکھنے سے مذی کا خروج ہو، تو کیا حکم ہوگا اور اگر مذی کا خروج نہ ہو، تو کیا حکم ہوگا تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیوی کو برہنہ دیکھنے کی شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن بیوی کے علاوہ کسی مرد یا اجنبی عورت کو قصداً برہنہ دیکھنا باعث گناہ ہے۔ تاہم بیوی یا کسی کو بھی برہنہ دیکھنے یا چھونے سے اگر مذی خارج نہ ہو، تو وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر دیکھنے کی وجہ سے مذی کا خروج ہو، تو وضو ٹوٹ جائے گا؛ اس لیے کہ وضو کے ٹوٹنے کا مدار نجاست کے خروج پر ہے۔ کشف عورت یعنی ستر کھلنا یا دیکھنا نواقض وضو میں سے نہیں ہے، اس مسئلہ میں بیوی یا اجنبی عورت کے برہنہ جسم کو دیکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے؛ بلکہ وضو کے ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا تعلق خروج مذی کے ساتھ ہے۔

"فصل في نواقض الوضوء: المعاني الناقضة للوضوء كل کا يخرج من السبيلين"(۱)

"ينقضه خروج نجس منه أي ينقض الوضوء خروج نجس من المتوضي"(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کھجلی کے دانوں سے نکلنے والا پانی ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(۱۶۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام! کھجلی کے دانوں سے جو پانی نکل

(۱) المرغيناني، هداية، "كتاب الطهارات: فصل في نواقض الوضوء": ج۱،ص:۲۲.
(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الطهارة": ج۱،ص:۵۸۔

جا تا ہے وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، مراد آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھجلی کے دانوں سے نکلنے والے پانی سے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ پانی اتنا ہو کہ اپنی جگہ سے نکل کر بہہ جائے، تو ناقض وضو ہے ورنہ نہیں، جیسا کہ شامی میں ہے:

”بخلاف نحو الدم والقيح ولذا أطلقوا في الخارج من غير السبيلين كالدم والقيح والصديد أنه ينقض الوضوء ولم يشترطوا سوى التجاوز إلى موضع يحلقه حكم التطهير“(۱)

البحر الرائق میں ہے:

”والمعاني الناقضة للوضوء كل ما خرج من السبيلين والدم والقيح إذا خرجا من بدن فتجاوز إلى موضع يلحقه حكم التطهير“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا میوزک سننے یا ٹی وی دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(۱۶۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
کیا میوزک سننے یا ٹی وی دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم دہلی

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه“: ج۱،ص:۲۷۹.

(۲) المرغيناني، الهداية، ”كتاب الطهارات: فصل في نواقض الوضوء“: ج۱،ص:۲۲.

الجواب وباللّٰه التوفيق: میوزک سننا یا ٹی وی دیکھنا باعث گناہ ہے؛ لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس لیے کہ خروج نجاست ناقض وضو ہے، کسی چیز کا دیکھنا یا سننا یہ ناقض وضو نہیں ہے، اسی وضو سے نماز پڑھ لی یا تلاوت کی تو نماز درست ہو جائے گی اور تلاوت کا ثواب بھی ملے گا؛ البتہ علماء نے بعض صورتوں میں وضو کو مستحب قرار دیا ہے مثلاً گالی دینے یا غیبت کرنے کے بعد وضو کرنا مستحب ہے؛ اس لیے اگر میوزک سننے یا ٹی وی دیکھنے کا گناہ سرزد ہو جائے، تو وضو کرنا مستحب ہے۔

”ومندوب في نيف وثلاثين موضعاً، ذكرتها في الخزائن: منها بعد كذب، وغيبة، وقهقهة، وشعر، وأكل جزور، وبعد كل خطيئة، وللخروج من خلاف العلماء“[1]

”وعن نافع رحمه الله قال: كنت مع ابن عمر في طريق فسمع مزماراً فوضع أصبعيه في أذنيه، وناء عن الطريق إلى الجانب الآخر، ثم قال لي بعد أن بعد: يا نافع هل تسمع شيئاً؟ قلت: لا، فرفع أصبعيه عن أذنيه قال: كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمع صوت يراع، فصنع مثل ما صنعت. قال نافع: فكنت إذ ذاك صغيراً، رواه أحمد وأبو داود“[2]

”وبعد كل خطيئة وإنشاد شعر قبيح لأن الوضوء يكفر الذنوب الصغائر“[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

بواسیر والے کو پائپ سے دوا پہونچائی تو وضو کا کیا حکم ہے؟

(۱۷۰) **سوال**: مفتی صاحب میں بواسیر کا مریض ہوں اور پائپ کے ذریعہ اندرونِ جسم

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة، تنبيه“: ج۱، ص:۸۹.

(۲) أخرجه أبو داود، في سننه، ”كتاب الأدب: باب كراهية الغناء والزمر“: ج۲، ص:۲۸۱، رقم:۴۹۲۴.

(۳) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي، ”كتاب الطهارة: فصل في أوصاف الوضوء“: ج۱، ص:۸۴۔

دوائی پہونچائی جارہی ہے ایسی حالت میں میرا وضو باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فیضان، نینی تال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں آپ کا وضوٹوٹ جائے گا کیوں کہ پائپ نجاست کے مقام میں داخل ہوتا ہے جس سے پائپ پر کچھ نجاست لگ ہی جاتی ہے اور سبیلین سے ذراسی بھی نجاست کا نکلنا ناقض وضو ہے۔

عالمگیری میں ہے:

”إذا خرج دبره إن عالجه بيده أو بخرقة حتى أدخله تنتقض طهارته لأنه يلتزق بيده شيء من النجاسة“(۱)

اسی طرح البحرالرائق میں ہے:

”وفي التوشيع: باسوري خرج من دبره فإن عالجه بيده أو بخرقة حتى أدخله تنتقض طهارته لأنه يلتزق بيده شيء من النجاسة“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ڈائیلیسس ناقض وضو ہے یا نہیں؟

(۱۷۱)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

آج کل گردہ کے مریضوں کو ایک ایسا مرحلہ پیش آتا ہے کہ اس کو ڈائیلیسس کی ضرورت پڑتی ہے اس میں اس کے جسم کا پورا خون نلکی کے ذریعہ باہر نکالا جاتا ہے اور جو کام گردہ کرتا ہے مشین کے

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء“: ج۱،ص:۶۰.

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة“: ج۱،ص:۶۱.

ذریعہ خون کی صفائی کا عمل انجام پاتا ہے اس صورت میں اگر کسی شخص نے ڈائیلیسس کرایا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، حیدرآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں مذکورہ ڈائیلیسس کی تفصیل سے وضو ٹوٹ جائے گا؛ اس لیے کہ جسم کے کسی حصے سے اس قدر خون کا نکلنا کہ وہ خود بخود بہہ پڑے یہ ناقض وضو ہے، خواہ بیماری کی وجہ سے ازخود نکلے یا نکالا جائے دونوں صورتوں میں خون کا نکلنا ناقض وضو ہے۔

”ولذا أطلقوا في الخارج من غير السبيلين كالدم والقيح والصديد أنه ينقض الوضوء ولم يشترطوا سوى التجاوز إلى موضع يلحقه حكم التطهير، ولم يقيدوه في المتون ولا في الشروح بالألم ولا بالعلة“(۱)

”(ومنها) ما يخرج من غير السبيلين ويسيل إلى ما يظهر من الدم والقيح والصديد والماء لعلة وحد السيلان أن يعلو فينحدر عن رأس الجرح. كذا في محيط السرخسي وهو الأصح“(۲)

”واعلم أن الخارج النجس من غير السبيلين ينقض الوضوء عند علمائنا وهو قول العشرة المبشرة بالجنة، وعبد اللّٰہ بن مسعود، وعبد اللّٰہ بن عمر، وزيد بن ثابت، وأبي موسى الأشعرى، وأبي الدرداء وثوبان، وصدور التابعين، وقال ابن عبد البر روى ذلك عن على وابن مسعود، وعلقمة والأسود وعامر الشعبي وعروة بن الزبير وإبراهيم“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا عورتوں کو بھی مذی اور ودی آتی ہے؟

(۱۷۲) **سوال**: مفتی صاحب میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کیا عورتوں کو بھی مذی اور ودی آتی ہے، اگر آتی ہے، تو کیا اس سے صرف وضوٹوٹے گا یا غسل بھی واجب ہوگا؟

فقط: والسلام

المستفتیہ: ساجدہ، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہاں مردوں کی طرح عورتوں کو بھی مذی وودی آتی ہے۔ مذی پتلی اور سفیدی مائل ہوتی ہے جو منی سے پہلے شہوت کے وقت نکلتی ہے، مگراس کے نکلنے سے شہوت ختم نہیں ہوتی اور ودی سفید گدلے رنگ کی ہوتی ہے جو پیشاب کے بعداور کبھی اس سے پہلے اور کبھی جماع یا غسل کے بعد بلاشہوت نکلتی ہے۔

ان دونوں کے نکلنے کی صورت میں وضوٹوٹ جاتا ہےاور غسل واجب نہیں ہوتا۔

مراقی الفلاح میں ہے:

''منها المذي ...... وهو ماء أبيض رقيق يخرج عند شهوة لا بشهوة ولا دفق ولا يعقبه. فتور وربما لا يحس نحو وجه وهو أغلب في النساء من الرجال ويسمىٰ في جانب النساء قذى بفتح القاف والذال المعجمة ''

''ومنها (ودي) ...... وهو ماء أبيض كدر ثخين لارائحة له يعقب البول وقد يسبقه. أجمع العلماء على أنه لا يجب الغسل بخروج المذي والودي ''[1]

''منها ما يخرج من السبيلين من البول والغائط والريح الخارجة من الدبر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه'': ج۱،ص:۲۷۹.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب الطهارة: الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء ومنها ما يخرج من غير السبيلين'': ج۱،ص:۶۱.

(۳) بدر الدين العيني، البناية شرح الهداية، ''كتاب الطهارات: فصل في نواقض الوضوء، الدم والقيح من نواقض الوضوء'': ج۱،ص:۲۵۹.

(۱) الطحطاوي، مراقي الفلاح على حاشية الطحطاوي، ''كتاب الطهارة: فصل عشرة أشياء لا يغسل'': ج۱، ص:۱۰۰،۱۰۱۔

والودي والمذي الخ"(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا تاش کھیلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(۱۷۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین: اگر کوئی باوضو شخص تاش کھیلتا ہے، تو کیا اس کا وضو ختم ہو جائے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبدالستار، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تاش کھیلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا؛ البتہ ایسے شخص کو وضو کر لینا چاہئے یعنی ایسے شخص کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔

طحطاوی میں ہے:

"والقسم الثالث: وضوء مندوب ...... **بعد كلام غيبة وكذب ونميمة وبعد كل خطيئة وإنشاد شعر الخ**"(۲)

عالمگیری میں ہے:

"ومنها الوضوء بعد الغيبة وبعد إنشاد الشعر"(۳)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الطهارة: الباب الأول: في الوضوء، الفصل الخامس: في نواقض الوضوء": ج۱، ص:۶۰.

(۲) الطحطاوي، طحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الطهارة: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کووڈ ویکسین لگوانے سے کیا وضوٹوٹ جائے گا؟

(۱۷۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: وضو کی حالت میں ویکسین لگوانے سے کیا وضوٹوٹ جائے گا؟ نیز اگر وضو کی حالت میں ٹیسٹ کروانے کے لیے جسم سے خون نکالا جائے، تو اس کے بعد وضو کیا دوبارہ کرنا پڑے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زاہد، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: حالت وضو میں اگر کسی نے ویکسین لگوائی اور خون اتنی قلیل مقدار میں نکلا کہ وہ بہنے کے درجہ میں نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن جسم میں سوئی داخل کرنے یا نکالتے وقت خون اتنی مقدار میں ہو کہ وہ بہنے کے درجے میں ہو یعنی اگر جسم پر اس کو چھوڑ دیا جائے تو وہ از خود بہہ پڑے، تو ایسی صورت میں وضوٹوٹ جائے گا، یہی حکم عام انجکشن کا ہے کہ اگر تھوڑا سا خون انجکشن کے ساتھ نکل آئے جو بہنے کے قابل نہ ہو، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

''الوضوء من كل دم سائل''(۱)

''أما العلق إذا مصت العضو حتى امتلأت دما وكانت قليلا بحيث لو سقطت وشقت لسال منها الدم انتقض الوضوء وإن مصت قليلاً بحيث لو شقت لم يسل لا ينتقض''(۲)

''إذا فصد وخرج منه دم كثير ولم يتلطخ رأس الجرح فإنه ينقض''(۳)

نیز کسی بھی ٹیسٹ کے لئے جسم سے خون نکالا جائے، تو اس سے وضوٹوٹ جائے گا نماز یا دیگر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......الوضوء على ثلاثة اقسام'': ج۱، ص:۸۴.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث: في المستحبات'': ج۱، ص:۶۰.

(۱) حسن بن عمار الشرنبلالي، مراقي الفلاح، ''كتاب الطهارة: فصل في نواقض الوضوء'': ج۱، ص:۴۵.

(۲) ابراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ''كتاب الطهارة: فصل في نواقض الوضوء'': ج۱، ص:۱۱۹.

(۳) إبراهيم الحلبي، غنية المستملي المعروف الحلبي الكبيري، ''كتاب الطهارة: فصل في نواقض الوضوء'': ج۱، ص:۱۱۵.

عبادات کے لئے دوبارہ وضو کرنا ہوگا، جیسا کہ علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے:

”(وينقضه) خروج منه كل خارج (نجس) بالفتح ويكسر (منه) أي من المتوضئ الحي معتاداً أو لا، من السبيلين أو لا، (إلى ما يطهر) بالبناء للمفعول: أي يلحقه حكم التطهير. ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور وفي غيرهما عين السيلان ولو بالقوة، لما قالوا: لو مسح الدم كلما خرج، ولو تركه لسال نقض وإلا لا“(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کہنیوں کے سہارے سجدے میں سونا کیا ناقضِ وضو ہے؟

(۱۷۵) **سوال:** اگر کوئی شخص سجدہ کی حالت میں کہنیوں تک زمین پر ہاتھ پھیلا کر سجدہ کرے اور اسی حالت میں اسے نیند آجائے، تو کیا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: سعید احمد، میوات

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی حالت میں کہ کہنی زمین پر ٹکی ہو اور پیٹ بھی رانوں سے مل گیا ہو، تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر پیٹ رانوں سے نہ ملا ہو، تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

شامی میں ہے:

”والهيئة المسنونة بأن يكون رافعاً بطنه عن فخذيه مجافياً عضديه عن جنبيه ...... وظاهره أن المراد الهيئة المسنونة في حق الرجال لا المرأة. ...... واختار في شرح المنية النقض في مسألة الذخيرة لارتفاع المقعدة وزوال التمكن. وإذا

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب في نواقض الوضوء“: ج۱، ص:۲۶۰.

نقض في التربع مع أنه أشد تمكنا فالوجه الصحيح النقض هنا ثم أيده بما في الكفاية عن المبسوط من أنه لو نام قاعداً ووضع أليتيه على عقبيه وصار شبه المنكب على وجهه قال أبو يوسف رحمه الله عليه الوضوء'' (۱)

عالمگیری میں ہے:

''إلا في السجود فإنه يشترط أن يكون على الهيئة المسنونة له بأن يكون رافعاً بطنه عن فخذيه مجافيا عضديه عن جنبيه وإن سجد على هذه الهيئة انتقض وضوئه'' (۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شرم گاہ میں دواڈالنے سے وضو یا غسل کا حکم:

(۱۷۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

اگر عورت کی شرم گاہ میں دواڈالی جائے، تو وضو یا غسل لازم ہوگا نہیں؟ کیا اسی حالت میں بلا وضو یا بلا غسل کے عورت نماز پڑھ سکتی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، حیدرآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عورت کی شرم گاہ میں دواڈالنے سے وضو یا غسل نہیں ٹوٹتا ہے؛ اس لئے کہ فقہاء کی تصریح کے مطابق خروج نجاست ناقض وضو ہے یہاں پر عورت کی شرم گاہ میں دواڈالی گئی ہے کسی نجاست کا خروج نہیں ہوا ہے، ہاں اگر کسی آلے کے ذریعہ سے دواڈالی جائے

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: نواقض الوضوء، مطلب: نوم من به انفلات ريح غير ناقض'': ج۱، ص:۲۷۱.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الباب الأول، الفصل الخامس: منها النوم'': ج۱، ص:۶۳.

پھر آلہ کو نکال لیا جائے، تو ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا؛ اس لئے کہ آلہ کا موضع نجاست سے اتصال ہوا ہے اور غالب یہی ہے کہ اس آلے کے ساتھ نجاست کا بھی خروج ہوا ہوگا۔

”وأما بيان ما ينقض الوضوء فالذي ينقضه الحدث. والكلام في الحدث في الأصل في موضعين: أحدهما: في بيان ماهيته، والثاني: في بيان حكمه، أما الأول فالحدث هو نوعان: حقيقي، وحكمي أما الحقيقي فقد اختلف فيه، قال أصحابنا الثلاثة: هو خروج النجس من الآدمي الحي، سواء كان من السبيلين الدبر والذكر أو فرج المرأة، أو من غير السبيلين الجرح، والقرح، والأنف من الدم، والقيح والرعاف، والقيء وسواء كان الخارج من السبيلين معتاداً كالبول، والغائط والمني، والمذي، والودي، ودم الحيض، والنفاس، أو غير معتاد كدم الاستحاضة ...... (ولنا) ما روي عن أبي أمامة الباهلي رضي الله عنه أنه قال: دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فغرفت له غرفة، فأكلها، فجاء المؤذن فقلت: الوضوء يا رسول الله، فقال صلى الله عليه وسلم: إنما علينا الوضوء مما يخرج ليس مما يدخل وعلق الحكم بكل ما يخرج أو بمطلق الخارج من غير اعتبار المخرج، إلا أن خروج الطاهر ليس بمراد، فبقي خروج النجس مراداً“(۱)

”المعاني الناقضة للوضوء كل ما يخرج من السبيلين “لقوله تعالى:﴿أو جاء أحد منكم من الغائط﴾ وقيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم وما الحدث؟ قال عليه الصلاة والسلام ”ما يخرج من السبيلين“(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۲۰ھ)

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الطهارة: نواقض الوضوء، فصل ما ينقض الوضوء“: ج۱، ص:۱۱۸.

(۲) المرغيناني، الهداية، ”كتاب الطهارة: فصل في نواقض الوضوء“: ج۱، ص:۲۲.

ریاح خارج ہونے پر بدبو یا آواز محسوس نہ ہو تو وضو باقی ہے یا نہیں؟

(۱۷۷) **سوال**: (۱) میں نے سنا ہے کہ جب ریح خارج ہو تو جب تک بدبو یا آواز نہ سنی جائے تب تک وضو نہیں ہوتا؛ لیکن اگر اتنی دھیرے سے ہوا نکلی کہ ہمیں محسوس ہوگئی مگر آواز یا بدبو نہیں آئی ہو، تو وضو رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟ (۲) میں نماز کی حالت میں تھا اور مجھے گیس نکلنے والی پریشر آئی اور میں نے اسے روکنے کی کوشش کی، مگر ہوا یہ کہ روکنے کے باوجود ہوا نکلتے ہوئے مجھے محسوس ہوا، تو میرا وضو رہا یا ٹوٹ گیا؟ (۳) کیا ہوا نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر چہ ایک دم ہلکی سی ہوا خارج ہوئی ہو؟ (۴) کتنی فی صد ہوا خارج ہونا شرط ہے کہ جس سے سو فیصد یقین ہو جائے کہ وضو ٹوٹ گیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسجد، افریقہ

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) جب ریاح کے خارج ہونے کا یقین ہو جائے گرچہ اس میں آواز یا بدبو نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (۲) ہوا نکلنے کا یقین ہے تو وضو ٹوٹ گیا گرچہ بہت تھوڑی سی نکلی ہو۔ (۳) پیشاب اور پاخانے کے راستے سے کوئی بھی چیز نکلی تو وضو ٹوٹ جائے گا، حتی کہ اگر کوئی کیڑا وغیرہ نکلا، تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۴) ایک فی صد بھی اگر ہوا نکلے گی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اس میں اصل سبیلین سے نکلنے پر وضو کے ٹوٹنے کا مدار ہے۔ اگر سبیلین سے نکلنا پایا گیا تو وضو کا ٹوٹنا بھی پایا جائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۲/۱۱/۱۴۴۱ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وغالب الظن عند هم ملحق باليقين وهو الذي يبتنى عليه الأحكام، يعرف ذلك من تصفح كلامهم في الأبواب، صرحوا في نواقض الوضوء بأن الغالب كالمتحقق. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر: ص:۴۳)
منها ما يخرج من السبيلين من البول والغائط والريح الخارجة من الدبر والودي والمذي والمني والدودة والحصاة، الغائط يوجب الوضوء قل أو كثر وكذلك البول والريح الخارجة من الدبر كذا في المحيط.

(جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''الفصل الخامس في نواقض الوضوء'': ج١،ص:٩مكتبة فيصل، ديوبند)

والمراد بالدابة الدودة وهذا لأن النجس ما عليها وذلك قليل وهو حدث في السبيلين دون غيرهما فأشبه الجثاء والفساء بخلاف الريح الخارجة من قبل المرأة وذكر الرجل لأنها لا تنبعث عن محل النجاسة حتى لو كانت مفضاة يستحب لها الوضوء لاحتمال خروجها من الدبر. (ابن الهمام، فتح القدير، ''فصل في نواقض الوضوء'': ج١،ص:٥٣مكتبة زكريا ديوبند)

فصل خامس

مسح کا بیان

پلاسٹر پر مسح کرنے کا حکم:

(۱۷۸)**سوال:** ایک شخص کے پاؤں پر پلاسٹر چڑھا ہوا ہے، جو چالیس یوم کے لیے ہے، وہ اس پر مسح کرے یا پاؤں کو دھوئے؟

المستفتی: عبدالنور، میزبان ہوٹل، دہلی روڈ، شاملی

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ شخص کے لیے پیر دھونا تو مشکل ہے، پاؤں کو دھونے کے بجائے، اس پر ہاتھ بھگو کر مسح کرنا چاہیے۔ (۱)

الجواب صحيح فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۱/۳/۱۴۲۱ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا کان کے مسح کے لیے الگ سے پانی لینا افضل ہے؟

(۱۷۹)**سوال:** زید ہمیشہ کانوں کے مسح کے لیے الگ سے پانی لیتا ہے، جب اس کو لوگوں

---

(۱)و يمسح نحو مفتصد وجريح على كل عصابة مع فرجتها في الأصح، قوله على كل عصابة أي على كل فرد من أفرادها، سواء كانت تحتها جراحة وهي بقدرها، أو زائدة عليها كعصابة المفتصد أو لم يكن تحتها جراحة أصلا بل كسرا وكي، و هذا معنى قول الكنز كان تحتها جراحة أو لا، لكن إذا كانت زائدة على قدر الجراحة فإن ضره الحل والغسل مسح الكل تبعاً، و إلا فلا. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، مطلب في لفظ كل إذا دخلت على منكر أو معروف،" ج۱،ص:۴۷۱مكتبة زكريا ديوبند)؛ و يجوز أي يصح مسحها كالغسل إن ضر و إلا لايترك وهو أي مسحها مشروط بالعجز عن مسح نفس الموضع، فإن قدر عليه فلا مسح عليها. والحاصل لزم غسل المحل ولو بماء حار، فإن ضر مسحه، فإن ضر مسحها، فإن ضر سقط أصلاً... والرجل والمرأة والجنب في المسح عليها و على توابعهما سواء. (ابن عابدين ردالمحتار، "كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، مطلب الفرق بين الفرض العملي والقطعي والواجب،" ج۱،ص:۴۷۰-۴۷۲)

نے منع کیا، تو کہتا ہے کہ ایسا کرنا افضل ہے، تو کیا یہ واقعی افضل ہے؟

المستفتی: مولوی محمد سلیم سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: افضل یہ ہے کہ سر کا مسح کر کے مسح کے باقی ماندہ پانی سے ہی کانوں کا مسح کیا جائے؛ لیکن الگ سے پانی لینا بھی درست ہے۔ (۱)

فقط واللہ اعلم

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱/۲/۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خفین کے مسح کی سنن و مستحبات:

(۱۸۰) **سوال**: خفین کے مسح کی سنن و مستحبات کیا کیا ہیں؟

المستفتی: جمال احمد، پوکرن، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مستحبات درج ذیل ہیں: (۱) ہاتھ سے مسح کرنا (۲) مسح کے وقت ہاتھ کی انگلیوں کو کشادہ رکھنا (۳) مسح کے وقت موزوں پر انگلیاں اس طرح کھینچنا کہ موزوں پر نشان کھنچ جائیں (۴) مسح کو پیر کی انگلیوں کی طرف سے شروع کرنا ہے (۵) پنڈلی کی جڑ

---

(۱) و عن أبي أمامة ذكر وضوء رسول الله ﷺ قال: و كان يمسح الماقين و قال: الأذنان من الرأس أخرجه ابن ماجه و ابوداؤد والترمذي، و ذكرا: قال حماد لا أدرى: الأذنان من الرأس من قول أبي أمامة. أم من قول رسول الله ﷺ: (محمد بن عبدالله، مشكاة المصابيح، "كتاب الطهارة، باب سنن الوضوء، في الفصل الثاني،" ج۱، ص:۴۷ المكتبة الاشرفية ديوبند)، قال الطيبي: أي كان يغسل و يمسح الماقين، ولم يوصل الماء إلى الأذنين، و قال: هما من الرأس فيمسحان بمسحه، و احتمال أن يكون عطفاً على قال أي قيل: فكان فيكون من قول أبي أمامة أي قال الراوي: ذكر أبو أمامة كان رسول الله ﷺ يغسل الوجه و يمسح الماقين و قال: إنهما (الأذنين) من الرأس اه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، "كتاب الطهارة، باب سنن الوضوء،" ج۲، ص:۱۵ امكتبة فيصل ديوبند)، وفي التاتارخانية: ومن السنة مسحهما بماء الرأس ولا يأخذ لهما ماء جديداً. ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة مطلب في تصريف قولهم معزيا،" ج۱، ص:۲۴۳)؛ و مسح كل رأسه مرة مستوعبة فلو تركه و داوم عليه أثم. (ایضاً، ج۱، ص:۲۴۴)؛ والأظهر أن يضع كفيه و أصابعه على مقدم رأسه و يمدها إلى القفا على وجه يستوعب جميع الرأس لم يمسح أذنيه بإصبعيه اه، وما قيل من أنه يجافي المسبحتين والإبهامين ليمسح بهما الأذنين والكفين ليمسح بهما جانبي الرأس خشية الاستعمال، فقال في الفتح: لا أصل له في السنة لأن الاستعمال لا يثبت قبل الإنفصال و الأذنان من الرأس. (ایضا، ج۱، ص:۲۴۳)

تک مسح کرنا (۶) دونوں موزوں پر ایک ساتھ مسح کرنا (۷) دائیں موزے کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں کا بائیں ہاتھ سے مسح کرنا (۸) ہاتھ کی ہتھیلیوں کی طرف سے مسح کرنا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۳: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شریعت کی اصطلاح میں خفین کسے کہتے ہیں؟

(۱۸۱) **سوال:** اصطلاح شریعت میں خفین کسے کہتے ہیں؟

المستفتی: مفضل حسین، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شریعت میں خفین اس کو کہتے ہیں، جو چمڑے یا چمڑے جیسی کسی چیز سے بنائے جائیں۔

وہ پیروں کو ٹخنے یا پنڈلی تک ڈھانپ لیں۔

پاؤں سے متصل رہیں۔

اوران میں پانی نہ چھن سکے۔

---

(۱) والسنة أن يخطه خطوطاً بأصابع يد مفرجة قليلا يبدأ من قبل أصابع رجله متوجها إلى أصل ساق و محله على ظاهر خفيه من رؤوس أصابعه، ذكره قاضي خان في شرح الجامع الصغير: أن يضع أصابع يده اليمنى على مقدم خفه الأيمن، و أصابع يده اليسرى على مقدم خفه الأيسر من قبل الأصابع، فإذا تمكنت الأصابع يمدها حتى ينتهي إلى أصل الساق فوق الكعبين، لأن الكعبين يلحقهما فرض الغسل و يلحقهما سنة المسح، و إن وضع الكفين مع الأصابع كان أحسن. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين مطلب: اعراب قولهم إلا أن يقال،“ ج۱،ص:۴۴۸)؛وعن المغيرة بن شعبة قال رأيت رسول الله ﷺ بال ثم جاء حتى توضأ و مسح على خفيه و وضع يد اليمنى على خفه الأيمن و يده اليسرى على خفه الأيسر ثم مسح أعلاهما مسحة واحدة حتى كأني أنظر إلى أصابع رسول الله على الخفين. (أخرجه ابن أبي شيبه، مصنف ابن ابی شيبه، من كان لا يرى المسح، ج۱،ص:۱۷۰،رقم:۱۹۵۷)؛وعن هشام عن الحسن قال المسح على الخفين خطا بالأصابع. (أخرجه ابن أبي شيبه، في مصنفه، ”باب في المسح على الخفين،“ ج۱،ص:۱۶۶،رقم:۱۹۰۶،بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

ہر قسم کے موزے کو خف نہیں کہا جاتا، محدثین کا یہ ہی قول ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۰: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خفین سے نجاست کے زائل کرنے کا بیان:

(۱۸۲)**سوال**: اگر خفین پر نجاست لگ جائے، تو کیا اس کا بھی دھونا ہی ضروری ہے؟ یا صرف صاف کرنے سے کام چل جائے گا؟

المستفتی: نوشاد عالم، میرٹھی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر خفین پر پیشاب لگ جائے، تو اس کا بھی دھونا فرض ہے اور اگر کوئی سخت نجاست لگ جائے، تو اس کو بھی خفین سے دور کرنا ضروری ہے؛ البتہ اگر خفین چکنے ہوں اور اس کا اثر پورے طور پر رگڑ کر یا کسی چیز سے صاف کر دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔ (۲)

اگر نجاست غلیظہ ہو، مثلاً: خون اور انسان کا پیشاب وغیرہ اور ایک درہم سے کم لگ جائے، تو اس پر مسح کر کے نماز پڑھ لی جائے، تو نماز ہو جاتی ہے (۳) اور اگر نجاست خفیفہ ہو جیسے: ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، تو خفین کا بھی چوتھائی حصہ تک معاف

---

(۱)و أما المسح على الجوربين فإن كانا مجلدين أو منعلين يجزيه بلا خلاف، و إن لم يكونامجلدين ولا منعلين فإن كانا رقيقين يشفان الماء لا يجوز المسح عليهما بالإجماع. (ابن عابدين، رد المحتار على درالمختار، ج۱،ص:۳۱۵)؛والاوّل : كونه ساتر محل فرض الغسل القدم مع الكعب۔والثاني: كونه مشغولا بالرجل ليمنع سراية الحدث الخ. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين،“ ج۱،ص:۴۳۷-۴۳۹)

(۲)الخف إذا أصابه النجاسة إن كانت متجسدة كالعذرة والروث والمني يطهر بالحت إذا يبست، و إن كانت رطبة لا يطهر إلا بالغسل. (جماعة من علماء الهند، الفتاوی الهنديه، ”كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، و منها: الحت والدلك،“ ج۱،ص:۴۴، مكتبة فيصل ديوبند)

(۳)و إن لم تكن النجاسة متجسدة كالخمر والبول إذا التصق بها مثل التراب أو ألقى عليها فمسحها يطهر؛ وهو الصحيح هكذا في التبيين وعليه الفتوىٰ. (ایضاً، ج۱،ص:۹۹)

ہے (۱)؛ مگر جان بوجھ کر اتنی نجاست لگا رکھنا، مکروہ تحریمی ہے۔

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۲۵/۱۱/ ۱۴۱۹ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خفین حلال جانور کا ہے یا حرام جانور کا؟

(۱۸۳) **سوال**: آج کل خفین کا پتہ کیسے لگایا جائے کہ حلال جانور کے چمڑے کے ہوتے ہیں یا حرام کے ہیں؛ کیوں کہ عموماً ریڈیمیٹ خفین بنے ہوئے بازار میں فروخت ہوتے ہیں؛ کیا ان پر مسح کر کے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

المستفتی: حافظ محمد شاہنواز، رسول پور، متصل سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: کھال تو دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور موزے پاک چمڑے کے ہی بنائے جاتے ہیں اس لیے اس میں شبہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۲۲/۶/ ۱۴۱۹ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پٹی پر مسح کر کے امامت کرنا:

(۱۸۴) **سوال**: امام صاحب کی انگلی پر پٹی بندھی ہوئی ہے، اس کو کھول کر دھونا مضر ہے، اس

(۱) وعفي قدر الدرهم وزنا في المتجسدة و مساحة في المائعة، وهو قدر مقعر الكف داخل مفاصل الأصابع من النجاسة المغلظة فلا يعني عنها إذا زادت على الدرهم مع القدرة على الإزالة. (احمد بن محمد، مراقي الفلاح، "كتاب الطهارة، باب الأنجاس والطهارة عنها،" ج۱،ص:۶۲)؛ و عفي دون ربع ثوب من نجاسة مخففة. (ابن عابدين، درمختار، "كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مبحث في بول فأرة و بعرها و بول الهرة،" ج۱،ص:۵۲۶)

(۲) كل إهاب دبغ فقد طهر، و جازت الصلوٰة فيه والوضوء منه. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الطهارة، باب الماء الذي مايجوز به الوضو مالا يجوز،" ج۱،ص:۹۶)؛ ومنها الدباغ للجلود النجسة، فالدباغ تطهير للجلود كلها إلا جلد الإنسان والخنزير؛ الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الطهارة، فصل في بيان مقدار ما يصير به المحل نجسا، الدباغة،" ج۱،ص:۲۴۳ مكتبة زكريا ديوبند)

وجہ سے پٹی پر مسح کرکے امامت کرتے ہیں، تو امامت درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: ولی محمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ میں شرعی عذر کی وجہ سے پٹی باندھی ہو اور اس سے خون نہ بہتا ہو، تو اس پر مسح کر کے امامت کرنا درست ہے [1]۔ ''ویجوز اقتداء الغاسل بماسح الخف وبالماسح علی الجبیرۃ'' [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۶/۶: ۱۴۱۹ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح

خورشید عالم غفرلہٗ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مہندی لگے ہوئے بالوں پر مسح کا حکم:

(۱۸۵) **سوال**: سر پر لال مہندی کے ہوتے ہوئے مسح صحیح ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد ذیشان خان، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں مسح صحیح اور درست ہے، شرط یہ ہے کہ وہ مہندی ہی ہو۔ [3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۴/۲: ۱۴۲۸ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہٗ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و یجوز المسح علی الجبائر و إن شدها علی غیر وضوء. (ابن الهمام، فتح القدیر، ''کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفین،'' ج۱، ص:۱۵۹-۱۶۱)؛ و کذا یجوز اقتداء الغاسل بالماسح علی الجبائر لما مر أنهٗ بدل عن المسح قائم مقامه. (الکاساني، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ''کتاب الصلاة، بیان شرائط الاقتداء،'' ج۱، ص:۳۵۵)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ''کتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث: في بیان من یصلح إماما لغیره،'' ج۱، ص:۱۴۲

(۳) المرأة التي صبغت أصبعها بالحناء أو الصرام أوالصباغ قال :کل ذلک سواء یجزیهم وضوئهم. (جماعة من علماء الهند، ''کتاب الطهارة، الباب الأول: في الوضوء، الفرض الثاني، غسل الیدین،'' ج۱، ص:۵۴)؛ولا یمنع الطهارة کالطعام بین الأسنان وضوءًا کان أو غسلا لأنها لا تمنع نفوذ الماء (علي حیدر، درر الحکام شرح غرر الأحکام، ''فرائض''، ج۱، ص:۹)

ہاتھوں پر مسح کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۱۸۶)**سوال**: موزے پر سہولت کے لیے مسح کرنا درست ہے، تو گنجی (بنیان) سوئیٹر، کرتا، فل سوئیٹر اور کوٹ نکالنے میں موزہ سے زیادہ زحمت ہے، تو ہاتھوں پر مسح کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: عطاء اللہ، ڈھاکوی

الجواب وباللہ التوفیق: شریعت کی بنیاد سہولت پر نہیں ہے کہ جہاں بھی جس میں بھی سہولت ہو، وہ جائز ہو؛ بلکہ شریعت میں اس کی نظیر کا پایا جانا ضروری ہے [۱] موزے پر مسح کرنا ثابت ہے، تو مسح جائز ہوگا، [۲] اور جہاں مسح کرنا ثابت نہیں، اس پر مسح کرنا ناجائز ہوگا۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲/۱۶: ۱۴۳۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام نے عام موزوں پر مسح کیا ہو، اس کی امامت:

(۱۸۷)**سوال**: ایک شخص سعودی عرب میں ملازمت کرتا ہے، خود وہ ہندوستان کا باشندہ ہے اور حنفی المسلک ہے۔ اب وہ یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا میں یہاں کے امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں، جب کہ وہ امام صاحب اپنے آپ کو شافعی المسلک گردانتا ہے، آج کل سردی کے زمانہ میں عام موزوں (چمڑے کے علاوہ) پر مسح کر کے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے۔ کیا میں ایسے امام کی اقتداء کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اور میں اپنا مسلک تبدیل کر سکتا ہوں یا نہیں؟ اگر میں ان کی اقتداء میں نماز نہ

---

(۱)عن عليؓ قال: لو كان الدين بالرأي، لكان أسفل الخف أولى بالمسح من أعلاه، وقد رأيت رسول الله ﷺ يمسح على ظاهر خفيه. (أخرجه ابوداود، في سننه، "كتاب الطهارة، باب كيف المسح" ج۱،ص:۲۲،رقم:۱۶۲، مكتبة نعيمية ديوبند)

(۲)وهو جائز بسنة مشهورة فمنكره مبتدع، وعلى رأي الثاني كافر، و في التحفة: ثبوته بالإجماع؛ بل بالتواتر، رواته أكثر من ثمانين منهم العشرة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "باب المسح على الخفين، مطلب في المسح على الخف،" ج۱،ص:۴۴۱-۴۴۶)

(۳)لا يجوز على عمامة و قلنسوة و برقع و قفازين، لعدم الحرج. (ایضاً،ج۱،ص:۴۵۷)

پڑھوں، تو جماعت سے محروم رہنے کا گناہ ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد مظفر شاہ، کشمیری

الجواب وباللہ التوفیق: اگر یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ امام صاحب نے نقض وضو کے بعد پاؤں دھونے کے بجائے عام موزوں پر مسح کیا ہے، تو احناف کے نزدیک امام کا وضو نہ ہونے کی وجہ سے ایسے امام کی اقتداء کرنا جائز نہیں، جو موزہ چمڑے کا نہ ہو؛ لیکن ایسا دبیز ہو کہ اس میں پانی نہ چھنتا ہو اور اس کو پہن کر میل بھر چلنا ممکن ہو، تو ایسے موزے پر مسح جائز ہے؛ لیکن عام موزوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی؛ اس لیے ان پر مسح جائز نہیں۔ (۱) حنفی مسلک والے لوگوں کی دوسری جماعت ممکن ہو، تو جماعت سے پڑھ لیں؛ ورنہ تنہا پڑھیں؛ بوجہ مجبوری ترک جماعت کے گناہ سے محفوظ رہیں گے، ان شاء اللہ، چاروں ائمہ کرام کا مسلک حق ہے (۲)۔ صرف سہولت کے لیے مسلک تبدیل کرنا درست نہیں۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی ۱۰/۵: ۱۴۳۵ھ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہٗ، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) أو جوربيه ولو من غزل أو شعر الثخينين بحيث يمشي فرسخا، و يثبت على الساق بنفسه، ولا يرى ماتحته ولا يشف. (ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، "باب المسح على الخفين ، مطلب: اعراب قولهم إلا أن يقال،" ج۱،ص:۴۵۱)

(۲) إن هذه المذاهب الأربعة المحررة قد أجمعت الأمة –أو من يُعتدّ به منها– على جواز تقليدها إلى يومنا هذا، و في هذا من المصالح مالا يخفى، لا سيما في هذه الأيام التي قصرت فيها الهمم جداً، و أشربت النفوس الهوى، و أعجب كل ذي رأي برأيه. (الشاه ولى الله الدهلوي، حجة الله البالغه، "فصل: حكم التقليد والرد على ابن حزم في تحريمه،" ج۱،ص:۵۰۶، مكتبة فيصل ديوبند)

(۳) و أن الحكم الملفق باطل بالإجماع، و أن الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل إتفاقا، وهو المختار في المذهب. (ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، "مقدمه، مطلب: لا يجوز العمل بالضعيف حتى لنفسه عندنا،" ج ۱،ص:۱۷۷)، يجوز للحنفي أن ينتقل إلى مذهب الشافعي وبالعكس لكن بالكلية، أما في مسئلة واحدة، فلا يمكن، كما لو خرج دم من بدن حنفي و سال، فلا يجوز له أن يصلي قبل أن يغسله اقتداء بمذهب الشافعي في هذه المسألة، فإن صلّى، بطلت صلاته (لعدم مراعاته شروط الشافعي في حكم الطهارة والصلاة بأجمعها) و قال بعضهم :ليس لعامي أن يتحول من مذهب إلى مذهب حنفياً كان أو شافعيا (أي لكونه انتقاله مبنياً على التشهي والتلهي غالباً. والتلهي بالمذاهب حرام بالإجماع) انتهى. (ظفر احمد العثماني، إعلاء السنن، "فوائد في علوم الفقه، الفائدة الحادية عشرة،" ج۲۰،ص:۲۹۳المكتبة الاشرفية ديوبند)

خفین پر مسح کی مدت کا بیان:

(۱۸۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درج ذیل مسائل میں:

(۱) خفین پر مسح کی مدت کیا ہے؟

(۲) ایک مرتبہ خفین پر مسح کیا اور اس کے بعد سو گیا یا وضو ٹوٹ گیا، تو نئے وضو کرنے کے وقت مسح کرنا ضروری ہے یا بغیر مسح کیے بھی وضو درست ہو جائے گا۔ کیا کسی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ وضو کے ساتھ مسح کی ضرورت نہیں ہے؟

(۳) بغیر خفین کے صرف موزہ پہننے کی صورت میں مسح کیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ کیا کسی حدیث میں موزے پر مسح کی اجازت دی گئی ہے؟ اگر اجازت ہے، تو کس قسم کے موزے کے ساتھ اجازت خاص ہے یا ہر موزے پر مسح ہو سکتا ہے؟

(۴) بغیر جوتا نکالے جوتے پر مسح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد غلام نبی کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) مقیم (غیر مسافر) کے لیے ایک دن ایک رات (۲۴ رگھنٹے) اور مسافر شرعی کے لیے تین دن تین رات خفین پر مسح کرنے کی شرعاً اجازت ہے ''**عن المغيرة قال آخر غزوة غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرنا أن نمسح على خفافنا للمسافر ثلثة أيام ولياليهن وللمقيم يوم وليلة**''(۱)

(۲) جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، ان تمام چیزوں سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے؛ اس لیے جب سو گیا، تو وضو کے ساتھ مسح بھی ٹوٹ گیا۔ اگر وضو کیا مسح نہیں کیا، تو وضو درست نہیں ہوگا۔ ''**وينقض المسح كل شيء ينقض الوضوء لأنه بعض الوضوء**''(۲)

(۳) جو موزہ چمڑے کا نہ ہو؛ لیکن ایسا موٹا اور دبیز ہو کہ پیر کی کھال نظر نہ آتی ہو اور اس میں پانی نہ چھنتا ہو اور اس کو پہن کر بغیر جوتے کے میل بھر چلنا بھی دشوار نہ ہو، تو ایسے موزہ پر بھی مسح کرنے

(۱) الطبراني، الدارية في تخريج أحاديث الهداية، ''كتاب الطهارة، باب التيمم،'' ج۱، ص: ۵۶ (بیروت: دار الکتب العلمیة، لبنان، مکتبہ شاملہ)

(۲) المرغيناني، الهداية، ''كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين،'' ج۱، ص: ۵۹

کی شرعاً اجازت ہے۔ کیوں کہ اصل میں چمڑے کے موزے پر مسح کرنا جائز ہے، اس لیے یہ شرطیں اگر کسی اور موزے میں پائی جائیں، تو وہ خفین کے مشابہ ہوگا اور اس پر بھی مسح درست ہوگا۔

"ولا يجوز المسح على الجوربين عند أبي حنيفة إلا أن يكونا مجلدين أو منعلين وقالا يجوز إذا كانا ثخينين لايشفان لما روي أن النبي صلى الله عليه وسلم مسح على جوربيه. وعنه أنه رجع إلى قولهما وعليه الفتوىٰ"[1]

(۴) جوتا نکالے بغیر جوتے پر مسح کرنے سے خفین پر مسح شمار نہ ہوگا؛ کیوں کہ جوتا پیروں کا بدل نہیں بن سکتا؛ لہٰذا جوتا نکال کر خفین پر ہی مسح کرنا ضروری ہوگا۔ اگر کوئی خفین پر مسح کر کے جوتے پر بھی مسح کرلے، تو اس میں حرج نہیں؛ لیکن صرف جوتوں پر مسح کرنا اور خفین پر مسح ترک کر دینا درست نہیں۔

"عن المغيرة ابن شعبة قال توضأ النبي صلى الله عليه وسلم ومسح على الجوربين والنعلين[2] ولو كان الجرموق (الخف الذي يلبس فوق الخف) من كرباس لا يجوز المسح عليه لأنه لا يصلح بدلا عن الرجل إلا أن تنفذ البلة إلى الخف"[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی ۱۱/۳: ۱۴۳۶ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سر کے مسح کی مقدار:

(۱۸۹) **سوال:** سر کے مسح میں مقدار فرض کتنی ہے؟

المستفتی: بابو طارق اعظم، لکھنؤ

الجواب وباللہ التوفیق: علامہ شامی نے بیان کیا ہے: معتبر روایت کے اعتبار سے

(۱) ایضاً، ج۱، ص:۶۱

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الطهارة، باب في المسح على الجوربين والنعلين،" ج۱، ص:۲۹ (مكتبه نعيميه ديوبند)

(۳) المرغيناني، الهداية، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ج۱، ص:۶۱

چوتھائی سر کا مسح فرض ہے اور پورے سر کا سنت ہے۔ [1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۱/۱۸: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

موزوں پر مسح کا ثبوت:

(۱۹۰) **سوال:** موزوں پر مسح کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

المستفتی: جمال احمد، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ درمختار میں ہے کہ سنت مشہورہ سے اس کا ثبوت ہے۔ اور مسح علی الخفین کے راوۃِ حدیث اسی (۸۰) صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے زیادہ ہیں، ان میں عشرۂ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ [2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۹/۲۷: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ومسح ربع الرأس مرّة واعلم أن في مقدار فرض المسح روايات، أشهرها في المتن الثانية مقدار الناصية، واختارها القدوري و في الهداية وهي الربع...... والحاصل أن المعتمد رواية الربع و عليها مشى المتاخرون كابن الهمام و تلميذ.(ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب في معنى الاشتقاق و تقسيمه،" ج۱،ص:۲۱۳)؛والمفروض في مسح الرأس مقدار الناصية وهو ربع الرأس لما روي المغيرة بن شعبة أن النبي ﷺ أتى سباطة قوم فبال و توضأ و مسح على ناصيته و خفيه، والكتاب مجمل فالتحق بياناً به، يستوعب رأسه بالمسح وهو سنة، (ابن همام،فتح القدير، "كتاب الطهارات"، ج۱،ص:۱۳-۳۴)؛و صح المسح على الخفين في الطهارة من الحدث الأصغر لما ورد فيه من الأخبار المستفيضة فيخشى على منكره الكفر...... و ذكر الحافظ في فتح الباري عن بعضهم: أنه روي المسح أكثر من ثمانين منهم العشرة المبشرون. (طحطاوي، حاشية الطحطاوي؟ كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، ج۱،ص:۱۲۸، دارالكتاب ديوبند)

(۲)و في التحفة ثبوته بالإجماع بل بالتواتر، رواته أكثر من ثمانين منهم العشرة (ابن عابدين، الدرالمختار مع الرد، "كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، مطلب تعريف الحديث المشهور،" ج۱،ص:۴۴۶)، والأخبار فيه مستفيضة قال أبوحنيفة: ما قلت بالمسح حتى جاء ني فيه مثل ضوء النهار، و عنه أخاف الكفر على من لم ير المسح على الخفين: لأن الآثار التي جاء ت فيه في حيز التواتر. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين،" ج۱،ص:۱۴۶مكتبة زكريا ديوبند)

چہرہ پر مسح کب کیا جاسکتا ہے؟

(۱۹۱)**سوال**: ایک شخص کی آنکھ کا آپریشن ہوااور ماہر ڈاکٹر نے آنکھ پر پانی نہ پڑنے کے سلسلے میں ہدایت کی۔اب وہ شخص وضواور غسل کے لیے کیا صورت اختیار کرے گا؟ آیا وہ فقط چہرہ پر تر ہاتھ پھیرے گا یا مسح کی گنجائش ہے۔مدلل جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: حماد حسین کٹیہار (بہار)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص آنکھ کے علاوہ چہرہ کے دیگر حصہ کو دھوئے گا یا تر ہاتھ اس طرح پھیرے گا کہ چہرہ پر پانی بہنے لگے؛ البتہ آنکھ پر اگر ممکن ہو، تو مسح کرلے اور اگر مسح باعث تکلیف ہو، تو مسح بھی ترک کردے ''و إذا رمد و أمر أن لایغسل عینه...جاز له المسح و إن ضره المسح ترکه''(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۱۷/۲/ ۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مصنوعی بالوں پر مسح کا حکم:

(۱۹۲)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
آج کل جو مصنوعی بال سروں میں لگائے جاتے ہیں، ان پر مسح کا کیا حکم ہے، ان پر مسح درست ہوگا یا نہیں؟۔

المستفتی: زید، دیوبند

---

(۱) الشرنبلالي، نورالإیضاح، ''کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفین، فصل إذا افتصد أو جرح،'' ج۱،ص:۴۷،و إذا رمد و أمر أي أمره طبیب مسلم حاذق أن لا یغسل عینه أو غلب علی ظنه ضرر الغسل ترکه. (طحطاوي،حاشیة الطحطاوی، ''کتاب الطهارة، فصل في الجبیرة و نحوها،'' ج۱،ص:۱۳۷)؛ وفاعلم أنه لا خلاف في أنه إذا کان المسح علی الجبیرة یضره أنه یسقط عنه المسح لأن الغسل یسقط بالعذر فالمسح أولی. (ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفین،'' ج۱،ص:۳۲۱، دارالکتاب دیوبند)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بالوں کی افزائش کے بعد وضو اور غسل کے احکام میں یہ پہلو قابل غور ہوگا کہ بالوں کی افزائش کس طرح کی گئی ہے: اگر سرجری کے طور پر بالوں کو اگایا گیا ہے، یا مستقل طور پر بالوں کو چسپاں کیا گیا ہے، تو ظاہر ہے: یہ ایک مستقل عضو کے حکم میں ہوگا اور جو احکام فطری بالوں کے ہوتے ہیں وہی احکام یہاں پر بھی جاری ہوں گے، ان بالوں پر مسح کے لیے یا غسل کے لیے ان کا نکالنا ضروری نہیں ہوگا اور اگر بالوں کو مستقل طور پر چسپاں نہیں کیا گیا؛ بلکہ عارضی طور پر لگایا گیا کہ لگانے والا یا لگانے والی عورت جب چاہے اپنی مرضی سے بلا مشقت کے نکال لے اور جب چاہے ان کو لگا لے، تو ان کا حکم خارجی شے کا ہوگا اور ان پر وضو میں مسح کرنے یا غسل کرنے سے فرض ادا نہیں ہوگا؛ بلکہ وضو میں مسح کے لیے یا غسل فرض کے لیے ان کو نکالنا لازم و ضروری ہوگا، یہ ایسے ہی ہے؛ جیسے کہ دانت کے مسئلہ میں حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر دانت کو نکالنا آسان ہو، تو غسل میں اس کا نکالنا ضروری ہوگا اور اگر دانت کا نکالنا آسان نہ ہو، تو اس کو مستقل عضو قرار دیا جائے گا۔ فتاوی حبیبیہ میں حضرت مفتی حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

وِگ (مصنوعی بال) پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، ان پر مسح درست نہیں ہوگا، وگ اتار کر مسح کرنا ضروری ہے، وگ کا استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اس کے سر پر لگانے سے احتراز کرنا چاہیے، اگر کسی نے وگ کے اوپر مسح کیا، تو اس کا وضو صحیح نہ ہوگا اور نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔ (۱)

”ولا یجوز المسح علی القلنسوة و العمامة“(۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی — **کتبہ**: امانت علی قاسمی ۲/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) مفتی حبیب الرحمٰن خیرآبادی، فتاویٰ حبیبیہ، فرائض وضو، ج۱، ص:۹۴

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ”کتاب الطهارة، الباب الأول: في الوضوء، الفرض الرابع مسح الراس،“ ج۱، ص:۵۶)؛ و (لا یصح المسح) علی عمامة و قلنسوة و برقع و قفازین. (ابن نجیم، البحر الرائق، باب المسح علی الخفین، ”کتاب الطهارة،“ ج۱، ص:۳۱۹)

خفین پر مسح کرنے کا حکم:

(۱۹۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
(۱) مسح علی الخفین کس کے نزدیک جائز ہے اور کس کے نزدیک ناجائز ہے؟
(۲) مدت مسح کے بارے میں احناف اور دوسرے اماموں کے مابین کیا اختلاف ہے؟

المستفتی: محمد ارباز، بلندشہر

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) خفین پر مسح کرنا ائمہ اربعہ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک جائز ہے؛ سوائے شیعہ کے ایک فرقہ روافض کے (امامیہ) ان کے نزدیک مسح علی الخفین جائز نہیں روافض کی دلیل أرجلکم میں دو قرأت ہیں، قراءت نصب تقاضہ کرتی ہے پاؤں کے دھونے کے وجوب پر اور قرأت کسرہ تقاضا کر رہی ہے پاؤں پر مسح کرنے کے وجوب پر نہ کہ خفین پر مسح کرنے پر، اس لیے روافض کے نزدیک خفین پر مسح جائز نہیں۔

(۲) مدت مسح کے بارے میں احناف اور امام مالکؒ کے درمیان اختلاف ہے، امام مالکؒ کے نزدیک صرف سفر کی حالت میں جائز ہے، حضر کی حالت میں جائز نہیں؛ اس لیے کہ مسح مشقت اور پریشانی کو دور کرنے کے لیے مشروع ہوا ہے اور مشقت کی جگہ سفر ہے نہ کہ حضر۔

احناف کے نزدیک خفین پر مسح کرنا جس طرح حالت سفر میں جائز ہے، اسی طرح حالت حضر میں بھی جائز ہے؛ البتہ مقیم خفین پر ایک دن اور ایک رات مسح کرے گا جب کہ مسافر تین دن اور تین رات مسح کرے گا۔ **فالمسح على الخفين جائز عند عامة الفقهاء و عامة الصحابة**ؓ.[۱] **وقال مالك يجوز للمسافر ولا يجوز للمقيم، واحتج من أنكر المسح بقوله تعالى: ”يأيها الذين آمنوا إذا قمتم إلى الصلوٰة فاغسلوا وجوهكم“ الآية، فقراءة النصب تقتضي وجوب غسل الرجلين مطلقاً عن الأحوال، لأنه جعل الأرجل معطوفة على**

(۱) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الطهارة، مطلب المسح على الخفين،“ ج۱، ص:۷

الوجه واليدين وهي مغسولة فكذا الأرجل، و قراءة الخفض تقتضي وجوب المسح على الرجلين لا على الخفين.[1]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی **کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۸/۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نائیلون کے موزوں پر مسح کرنا:

(۱۹۴) **سوال**: ہمارے یہاں عرب ممالک سے آئے ہوئے یونیورسٹی اور کالج کے طلباء نائیلون کے موزوں پر مسح کرتے ہیں، اگر ان کو منع کرتے ہیں، تو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ عرب ممالک میں اسی طرح مسح کر لیتے ہیں، تو کیا نائیلون کے موزوں پر مسح کرنا درست ہے؟

المستفتی: محمد حسرت، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں ہے: عن المغيرة بن شعبة أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مسح على الخفين فقلت يا رسول الله أنسيت؟ قال بل أنت نسيت بهذا أمرني ربي عز و جل.[2] عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم كان يمسح على الخفين وقال غير محمد على ظهر الخفين،[3] عن ابن عباس رضي الله عنه قال: أشهد لقد علمت أن النبي صلى الله عليه وسلم مسح على الخفين[4] (مذکورہ تینوں) احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خفین پر مسح کرنا ثابت ہے اور خفین کا اطلاق محدثین اور فقہاء کے یہاں چمڑے کے موزوں پر ہوتا ہے۔ كما لا يخفي على من ينظر كلام الفقهاء و المحدثين؛ لہٰذا اگر چمڑے کے موزے ہوں، تو ان پر بلا کسی اختلاف کے مسح جائز ہے اور اگر چمڑے کے موزے نہ ہوں؛ بلکہ سوت یا اون

(۱) ایضاً، ج۱، ص:۷۶

(۲) أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين" ج۱، ص:۲۱، رقم:۱۵۶

(۳) أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الطهارة، باب كيف المسح" ج۱، ص:۲۲، رقم:۱۶۱ (مكتبه نعيميه ديوبند)

(۴) أخرجه البزاز، في مسنده، ج۳، ص:۱۱۳، رقم:۴۳۰۷ (مؤسسة الرسالة، القاهرة)

کے موزے ہوں، تو فقہاء نے ایسے موزوں پر جواز مسح کے لیے درج ذیل شرطیں تحریر فرمائی ہیں۔

یجوز المسح علیه لو كان ثخيناً بحيث يمكن أن يمشي معه فرسخا من غير تجليد و تنعيل، و إن كان رقيقاً فمع التجليد أو التنعيل. (۱)

ایک وہ موزہ جو ایسے دبیز، موٹے اور مضبوط ہوں کہ ان کو پہن کر تین میل پیدل چلا جا سکے دوسرے یہ کہ پنڈلی پر بغیر باندھے (کپڑے کے موٹا ہونے کی وجہ سے) پیر پر ٹھہر سکتے ہوں تیسرے یہ کہ ان میں پانی نہ چھنے اور جذب ہو کر پاؤں تک نہ پہونچے اگر سوت یا اون کے ایسے ہی موزے ہوں، تو ان پر مسح کرنا جائز ہے؛ اس لیے کہ ایسے موزے چمڑے کے موزے کے حکم میں آجاتے ہیں، نائلون کے موزے اول تو دبیز نہیں ہوتے؛ بلکہ بالکل رقیق ہوتے ہیں، ان کو پہن کر تین میل چلنا مشکل ہے، پھٹ جانے کا اندیشہ ہے اور اگر نہ بھی پھٹیں، تب بھی ان میں یہ کمی ہے کہ اگر ان پر پانی ڈالا جائے، تو جذب ہو کر پیر تک چلا جاتا ہے اس لیے ایسے نائلون کے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ مجمع الأنہر میں ہے: **و اجمعوا على أنه لو كان منعلاً أو مبطنا يجوز و لو كان من الكرباس لا يجوز المسح عليه، و إن كان من الشعر فالصحيح أنه إن كان صلباً مستمسكاً يمشي معه فرسخاً أو فراسخ.** (۲)

فقط واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۶/۱/۱۴۴۲ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عمامہ اور ٹوپی پر مسح کرنا:

(۱۹۵) **سوال**: عمامہ اور ٹوپی پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد خالد، بلند شہر

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الطهارة، المسح على الخفين،" ج۱، ص: ۴۳۸

(۲) الحصفكي، مجمع الأنهر في شرح ملقتى الأبهر، "كتاب الطهارة، المسح على الجبيرة،" ج۱، ص: ۵۷ (بيروت: دار الكتب العلمية، لبنان)

الجواب وباللّٰہ التوفیق : عمامہ اورٹوپی پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔اگر کسی شخص نے ٹوپی اور عمامہ پر مسح کیا، تو اس کا وضو درست نہیں ہوگا۔ **ولایجوز المسح علی العمامة والقلنسوة لأنهما يمنعان إصابة الماء الشعر.**(۱)

ولا يجوز المسح على العمامة والقلنسوة والبرقع والقفازين لأنه لا حرج في نزع هذه الأشياء الخ.(۲)

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، **کتبہ**: محمد حسنین ارشد قاسمی

محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند ۱۴۴۲/۱/۱۹ھ

عورتوں کا خمار پر مسح کرنا:

(۱۹۶)**سوال**: کیا عورت وضو کرتے وقت سر کا مسح خمار (اوڑھنی) پر کرسکتی ہے، اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عاصم، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق : عورت کا خمار کے اوپر مسح کرنا جائز نہیں۔ **ولا يجوز مسح المرأة على خمارها، لما روي عن عائشة رضي الله عنها: أنها أدخلت يدها تحت الخمارو مسحت برأسها، وقالت: بهذا أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم**(۳) **فإن مسحت على خمارها فنفذت البلة إلى رأسها حتى ابتل قدر الربع**

---

(۱)الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الطهارة، أركان الوضوء، المسح على العمامة والقلنسوة،" ج۱،ص:۱۷

(۲) المرغيناني، الهداية "كتاب الطهارات، باب المسح على الخفين،" ج۱،ص:۶۱)؛و أبوبكر بن على، الجوهرة النيرة، "كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين" ج۱،ص:۳۳؛ وشمس الدين أبوبكر السرخيي، المسبوط للسرخسي، "كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين،" ج۱،ص:۲۳۵(القاهرة، مؤسسة الرسالة، مصر)

(۳)الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الطهارة، أركان الوضوء، المسح العمامة والقلنسوة"، ج۱،ص:۱۷

أجزائها.(۱)

الجواب صحیح:		فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی		کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند		نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بالوں پر جیل گم لگانے کی حالت میں مسح کرنا:

(۱۹۷)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک کریم ہے ’’جیل کریم‘‘ جو ایک قسم کا گم ہوتا ہے اور وہ بالوں کو سلیقے سے ایک جگہ رکھتا ہے اس جیل کریم کے ہوتے ہوئے اگر کوئی سر پر مسح کرے، تو مسح درست ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عابد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: جیل کریم جس سے بال اپنی جگہ ٹکے رہتے ہیں، وہ تیل کے ہی حکم میں ہے اور وہ بالوں تک پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں ہوتا؛ اس لیے جیل کریم کے لگے ہوئے ہونے کی حالت میں مسح کرنا جائز ہے۔(۲)

الجواب صحیح:		فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ		کتبہ: امانت علی قاسمی ۴/۲۱/ ۱۴۴۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند		مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خفین کے اوپر والے خول پر مسح:

(۱۹۸)**سوال**: آج کل سردیوں میں بعض ٹھنڈے ممالک کے لوگ چمڑے کے موزے پہنتے ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے یا کسی اور ضرورت میں ان چمڑے کے موزوں کے اوپر چمڑے، یا

(۱)محمد بن أحمد السرخسي، المبسوط، ’’کتاب الطهارة، باب المسح علی الخفین،‘‘ ج۱،ص:۲۳۵-۲۳۶

(۲) ولا یمنع (ما علی ظفر صباغ) ولا (طعام بین أسنانه) أوفي سنه المجوف به یفتی و قیل إن صلبا منع وهو الأصح. (ابن عابدین ، رد المحتار مع الدر المختار، ’’مطلب في أبحاث الغسل تنبیه، لا یمنع الطهارة کالطعام بین الأسنان وضوء ا کان أو غسلا لأنها لا تمنع نفوذ الماء (علی حیدر، درر الحکام شرح غرر الأحکام، ’’فرائض الوضوء‘‘، ج۱،ص:۹)

پلاسٹک یا کپڑے کا خول باندھ لیتے ہیں، تو خفین پر مسح کے وقت اس خول کے اوپر مسح کر لینا کافی ہے یا اس کو اتار کر نیچے والے اصل خفین پر ہی مسح ضروری ہے، اس سلسلے میں وضاحت مطلوب ہے، امید ہے کہ جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فیضان قاسمی، گودھرا، گجرات

الجواب وباللہ التوفیق: خفین کے اوپر جو کچھ بھی پہنا یا باندھا جائے اس پر مسح درست ہونے کے لئے متعدد شرائط ہیں:

(۱) خفین کے اوپر جو پہنا ہے وہ چمڑے کا ہی ہو، وہ ٹخنوں تک ہو اور بغیر باندھے رک جائے اس پر مسح درست ہے، اگر وہ چمڑے کا نہ ہو؛ لیکن مسح کے وقت پانی کا اثر نیچے پہنے ہوئے خفین تک پہونچ جائے، تو بھی مسح درست ہے اور اگر نہ چمڑے کا ہو اور نہ ہی مسح کے وقت خفین تک پانی کا اثر پہونچے، تو مسح درست نہیں ہے۔

(۲) خفین کے اوپر جو پہنا ہے، وہ چمڑے کے علاوہ کسی چیز کا ہو؛ لیکن اتنا موٹا اور سخت ہو کہ اس سے پانی نہ چھنے، بغیر باندھے پیر پر رک جائے اور صرف اسے پہن کر تین چار میل چلنے سے وہ نہ پھٹے، تو اس پر مسح درست ہے، اگر وہ ایسا نہ ہو، تو اس پر مسح درست نہیں ہے، ہاں اگر پانی کا اثر خفین تک پہونچ جائے، تو مسح درست ہے۔

(۳) اوپر والا موزہ وغیرہ اس وقت پہنا ہو جب تک وہ طہارت باقی ہو جس پر خفین پہنے تھے یعنی خفین کے بعد حدث لاحق ہونے سے پہلے ہی اوپر والا موزہ وغیرہ پہن لیا ہو۔

”الحنفية اشترطوا في صحة المسح على الأعلىٰ ثلاثة شروط: أحدها أن يكون جلداً فإن لم يكن جلداً ووصل الماء إلى الخف الذي تحته كفى وإن لم يصل الماء إلى الخف لا يكفى، ثانيها أن يكون الأعلى صالحاً للمشى عليه منفرداً فإن لم يكن صالحاً لم يصح المسح عليه إلا إذا وصل البلل إلى الخف الأسفل، ثالثها: أن يلبس الأعلىٰ على الطهارة التي لبس عليها الخف الأسفل بحيث يتقدم

لبس الأعلیٰ علی الحدث والمسح علی الأسفل"(۱)

"یجوز المسح علیه لو کان ثخینا بحیث یمکن أن یمشي معه فرسخاً من غیر تجلید ولاتنعیل وإن کان رقیقاً فمع التجلید أو التنعیل "(۲)

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

چمڑے کے جوتے پر مسح کرنے کا حکم:

(۱۹۹)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک ایسا جوتا جو ٹخنوں سمیت پاؤں کو ڈھانپنے والا ہوتا ہے، جیسا کہ آرمی والوں کا جوتا، جو چمڑے کا ہوتا ہے کیا اس پر مسح کرنا جائز ہے؟ اس جوتے پر مسح کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ مکمل ومدلل جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منیر الدین، کانپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر جوتا ٹخنوں سمیت پورے قدم کو ڈھانپ لیتا ہے، تو اس پر مسح کرنا جائز ہے؛ اس لیے کہ اس وقت وہ جوتا "خف" کے حکم میں ہے اور موزوں پر مسح کے سلسلے میں حکم یہ ہے کہ کم از کم ان میں تین میل مسلسل چلا جا سکے، بغیر رکاوٹ کے پاؤں پر رکے رہیں اور ان میں سے پاؤں تک پانی (چھن کر) نہ پہنچے اگر یہ مذکورہ شرائط جوتوں میں بھی پائی جاتی ہیں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے ایسے ہی اگر جوتا پاؤں کے اتنے حصے کو نہیں ڈھانپتا جسے وضو میں دھونا لازمی ہے یعنی ٹخنوں سمیت پورا قدم تو ایسی حالت میں جمہور علماء کرام کے یہاں اس پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

---

(۱)عبد الرحمن الجزیري، کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة،:ج۱،ص:۱۳۲.(بیروت، دارالکتب العلمیة، لبنان)
(۲)ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، "کتاب الطهارة: باب المسح علی الخفین": ج۱،ص:۴۳۸.

’’وأما المسح على الجوارب فلايخلو: إما إن كان الجوارب رقيقاً غير منعل، وفي هذا الوجه لايجوز المسح بلا خلاف، وأما إن كان ثخيناً منعلاً وفي هذا الوجه يجوز المسح بلا خلاف، لأنه يمكن قطع السفر، وتتابع المشي عليه فكان بمعنى الخف. والمراد من الثخين: إن كان يستمسك على الساق من غير أن يشد بشيءٍ، ولايسقط، فأما إذا كان لايستمسك ويسترخي، فهذا ليس بثخين ولايجوز المسح عليه‘‘(۱)

’’(قوله: شرط مسحه) أي مسح الخف المفهوم من الخفين، وأل فيه للجنس الصادق بالواحد والإثنين، ولم يقل مسحهما لأنه قديكون واحدا لدى رجل واحد (قوله: ثلاثة أمور الخ) زاد الشر نبلالي: لبسهما على طهارة، وخلو كل منهما عن الخرق المانع، واستمساكهما على الرجلين من غيرشد، ومنعهما وصول الماء إلى الرجل، وأن يبقى من القدم قدر ثلا ثة أصابع‘‘(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

مقیم مسافر ہوجائے، تو مسح کی مدت کیا ہوگی؟

(۲۰۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں:

میں نے وضو کر کے خفین پہنے تھے، ابھی ایک دن ایک رات مسح کرتے ہوئے مکمل نہیں ہوئے کہ مجھے یہاں دیوبند سے دہلی جانا پڑ گیا، تو اب میں ان موزوں پر مسح تین دن تین رات تک کر

(۱) محمود بن أحمد، المحيط البرهاني، ”الفصل السادس في المسح على الخفين بيان ما يجوز عليه المسح من الخفاف وما بمعناها“: ج۱، ص:۱۶۹. (مکتبہ شاملہ)
(۲) ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب المسح على الخفين“: ج۱، ص:۴۳۶.

سکتا ہوں یا نہیں؟ جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نفیس، گوجرواڑہ، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں آپ کے لیے اس بات کی گنجائش ہے کہ تین دن تین رات خفین پر مسح کرتے رہیں، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

''أما إذا سافر قبل أن يستكمل يوماً وليلة فله أن يصلی بذلك المسح حتی يستكمل ثلاثة أيام ولياليها من الساعة التي أحدث فيها وهو مقيم''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) الإمام محمد بن الحسن الشيباني، الأصل، ''كتاب الصلاة: باب المسح على الخفين'': ج۱، ص: ۷۶۔ (دار ابن حزم، لبنان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابُ الغسلِ والتیمّم
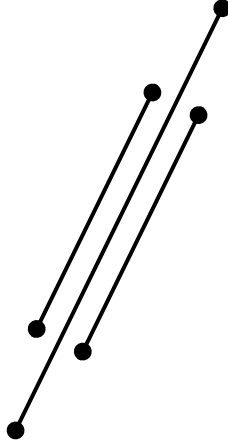
فصل اوّل: غسل کا بیان

فصل ثانی: تیمّم کا بیان

فصل اوّل

غسل کا بیان

حالت جنابت میں سونے کا حکم:

(۱) **سوال**: زید جنابت کے بعد سو گیا، تو کیا زید کا یہ سونا جائز ہے، بغیر غسل کیے ہوئے سونا شرعاً کیسا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیا تھا؟ جواب سے نوازیں۔

المستفتی: عبد الاحد، کلکتوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: افضل تو یہی ہے کہ غسل کے بعد سوئے۔ تاہم بغیر غسل کے بھی سونا جائز ہے[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے ”كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أراد أن ينام وهو جنب غسل فرجه وتوضأ للصلوٰة“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۴/۴: ۱۴۱۲ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

غسل کے فرائض:

(۲) **سوال**: غسل کے فرائض کیا کیا ہیں؟

المستفتی: حافظ محمد سمیع اللہ، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غسل میں ایک فرض تو یہ ہے کہ پورے بدن کو اس طرح دھویا جائے کہ بال برابر بھی سوکھا نہ رہ جائے، ناف کا دھونا فرض ہے، ڈاڑھی مونچھ اوران کے نیچے کی

(۱) الجنب إذا أخر الاغتسال إلى وقت الصلوٰة لا يأثم كذا في المحيط. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ”كتاب الطهارة، الباب الثاني: في الغسل، و مما يتصل بذلك مسائل،“ ج۱، ص:۶۸، مكتبه فيصل ديوبند)

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الغسل، باب الجنب يتوضأثم ينام، ج۱، ص:۴۳، رقم:۲۵ (مكتبة نعيمية ديوبند)

کھال کا دھونا فرض ہے، سر کے بالوں کا دھونا فرض ہے، انگوٹھی اگر تنگ ہو اور کان کے سراخوں میں بالیاں ہوں، تو ان کو حرکت دینا اور ہلانا تا کہ پانی پہونچ جائے؛ فرض ہے۔ غرضیکہ ان میں پانی پہونچانا فرض ہے، تاہم مذکورہ تمام فرائض ان تین میں آجاتے ہیں:

(۱) پورے بدن پر اچھی طرح پانی بہانا۔ (۲) کلی کرنا۔ (۳) ناک میں پانی ڈالنا۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۵: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محمد عارف قاسمی
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

مزاروں کے غسل کا حکم:

(۳) **سوال**: مزار شریف کے غسل کا مسئلہ بھی بتائیں کہ کیا یہ غسل فرض، واجب یا سنت ہے؟ اس کا قرآن وحدیث میں کیا ثبوت ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ وتابعین کا کیا طریقہ تھا؟ اس کی ابتداء کب ہوئی، کیا شرائط وآداب ہیں، ان شرائط وآداب کا شرعی ثبوت کیا ہے؟ اگر کوئی سجادہ نشین یہ رسم ادا نہ کرے، تو اس پر شرعی پکڑ کیا ہوگی؟

المستفتی: ایس اے قادر، بمبئی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ غسل نہ فرض ہے، نہ واجب، نہ ہی سنت اور نہ مباح؛ بلکہ بدعت ہے، جو سجادنشین اس بدعت کو ترک کرے گا، وہ مستحق اجر وثواب ہوگا۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱۲/۲۲: ۱۴۰۸ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و فرض الغسل غسل فمه و أنفه و بدنه. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الطهارة،" ج۱،ص:۸۶ دارالكتاب ديوبند)؛ و يجب أي يفترض غسل كل ما يمكن من البدن بلا حرج مرة كأذن و سرة و شارب و حاجب و أثناء لحية و شعر رأس الخ. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل،" ج۱،ص:۲۸۵، مكتبة زكريا ديوبند)

(۲) فإن كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة. (أخرجه ابوداود، في سننه، كتاب السنة، باب لزوم السنة، ج ۲،ص:۶۳۵،رقم:۴۶۰۷)؛ و عن عائشة أن رسول الله ﷺ من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، باب تعظيم حديث رسول الله، ج۱،ص:۳،رقم ۱۴(مكتبه نعيميه ديوبند)

جانور سے جماع کرنے والے پر غسل کا حکم:

(۴) **سوال**: ایک شخص نے جانور سے جماع کیا اور انزال بھی ہوا، اس شخص پر غسل واجب ہوا یا نہیں؟

المستفتی: رشید الدین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس شخص پر غسل واجب ہے اور وہ شخص سخت گناہ گار ہے، اس کو اس فعلِ بد سے توبہ لازم ہے؛ ایسا عمل شریعت کی نگاہ میں انتہائی ناپسندیدہ اور قابل مؤاخذہ ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۳/۲۰: ۱۴۱۸ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غسل خانہ میں برہنہ غسل کرنا کیسا ہے؟

(۵) **سوال**: غسل خانہ میں دیواریں تو ہیں؛ مگر چھت نہیں ہے تو اس میں برہنہ غسل کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: مولوی محمد انیس، مظفر نگری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے غسل خانے میں جس کی دیواریں بڑی بڑی ہوں، بے پردگی نہ ہوتی ہو، وہاں برہنہ غسل کرنا جائز ہے؛ البتہ اولیٰ اور کمال حیا یہ ہے کہ ننگا ہو کر غسل نہ کرے

---

(۱) يفترض الغسل بواحد من سبعة أشياء أولها خروج المنى إلى ظاهر الجسد...... و منها إنزال المني بوطئ ميتة أو بهيمة. (طحطاوي، حاشية الطحطاوي، ''كتاب الطهارة، فصل ما يوجب الاغتسال،'' ج۱،ص:۹۶-۹۸، دارالكتاب ديوبند)و قيدنا بكونه في قبل إمرأة لأن التواري في فرج البهيمة لا يوجب الغسل إلا بالإنزال. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة،'' ج۱،ص:۱۰۹)؛ و الإيلاج في البهيمة لا يوجب الغسل بدون الإنزال (عالم بن العلاء، لفتاوىٰ التاتارخانيه، بيان أسباب الغسل، ج۱،ص:۲۷۹، مكتبة زكريا ديوبند)

ہاں اگر کوئی ضرورت ہو، تو کرسکتا ہے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۳/۲۰: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بحالت جنابت زیرناف بالوں کا صاف کرنا:

(۶) **سوال**: حالت جنابت میں غسل کرتے ہوئے زیرناف بال صاف کرنا ازروئے شریعت کیا حکم ہے؟

المستفتی: قاری ارشاد احمد

الجواب وباللہ التوفیق: بحالت جنابت موئے زیرناف دور کرنا جائز ہے؛[۲] لیکن خلاف اولیٰ ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''امداد الفتاویٰ'' میں یہ جزئیہ نقل فرمایا ہے ''حلق الشعر حالة الجنابة مكروه و كذا قص الأظافير كذا في الغرائب''[۳]

نیز حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس مکروہ سے ''مکروہ تنزیہی'' یعنی خلاف اولیٰ مراد ہے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ ۸/۱: ۱۴۱۱ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن يعلى أن رسول الله ﷺ رأى رجلا يغتسل بالبراز فصعد المنبر فحمد الله و أثنى عليه ثم قال: إن الله عز و جل حييّ ستير يحب الحياء والستر، فإذا اغتسل أحدكم فليستتر. (أخرجه ابو داود، في سننه، ''كتاب الحمام، باب النهي عن التعري'' ج۱، ص:۵۵۷)؛ و قال ابن حجر: حاصل حكم من اغتسل عاريا أنه إن كان بمحل خال لا يراه أحد ممن يحرم عليه نظر عورته حل له ذلك لكن الأفضل الستر حياء من الله تعالى (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''باب الغسل، الفصل الثالث،'' ج۲، ص:۱۳۸، مكتبة فيصل ديوبند)

(۲) قال عطاء: يحتجم الجنب و يقلم أظفاره و يحلق رأسه و إن لم يتوضأ. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الغسل، باب للجنب يخرج و يمشي في السوق وغيره'' ج۱، ص:۴۲ مكتبه نعيميه، ديوبند)

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ''كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان''، ج۵، ص:۴۱۴

جنابت کی حالت میں مردہ عورت کے غسل کا طریقہ کیا ہے؟

(۷) **سوال:** ایک عورت حالت جنابت میں مرگئی ہے، اس کے غسل کا طریقہ کیا ہے؟

المستفتی: مولوی محمد اجمل، کوٹہ راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حالت جنابت میں مرجانے سے اس کے غسل دینے میں کچھ فرق نہیں ہوگا، جس طرح دیگر میتوں کو غسل دیا جاتا ہے، اسی طرح جنبی میت کو بھی غسل دیا جائے گا[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۶/۱۶: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

منی یا مذی میں شک ہے، تو کیا غسل واجب ہوگا؟

(۸) **سوال:** زید سوکر اٹھا تو کپڑے پر دھبہ دیکھا، یہ منی کا دھبہ ہے یا مذی کا؟ اس میں شک ہے اور خواب وغیرہ بالکل یاد نہیں، تو اس صورت میں غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالسمیع، اسلام نگر، (کولہا) دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام ابوحنیفہ وامام محمد رحمہم اللہ کے قول کے مطابق اس صورت میں غسل واجب ہے، اور اسی میں احتیاط ہے[2] ''وإن رأى بللا إلا أنه لم يتذكر

---

(۱) و يجرد من ثيابه كما مات و يوضأ من يؤمر بالصلاة بلا مضمضة و استنشاق للحرج و قيل يفعلان بخرقة و عليه العمل ولو كان جنبا أو حائضا أو نفساء.... أي في شرح القدوري من أن الجنب يمضمض و يستنشق غريب مخالف لعامة الكتب. قلت: و قال الرملي: اطلاق المتون والشروح والفتاوى يشمل من مات جنبا. (ابن عابدين، رد المحتار، ''باب صلاة الجنازة، مطلب في القراء ة عند الميت،'' ج۳،ص:۸۶-۸۷)؛و قول المصنف بلا مضمضة واستنشاق: هذا لو كان طاهرا أما لو كان جنبا أو حائضا أو نفساء فعلا تتميما للطاهرة كما في الإمداد عن شرح المقدسي، و في حاشية الرملي إطلاق المتون والشروح يشمل من مات جنبا. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الجنائز، تلقين الشهادة للمحتضر،'' ج۲،ص:۳۰۱دارالكتاب ديوبند)

(۲) إذا استيقظ فوجد على فخذه أو على فراشه بللا على صورة المذي ولم يتذكر الإحتلام فعليه الغسل في قول أبي حنيفة و محمد، و عند أبي يوسف لايجب، و أجمعوا أنه لو كان منيا أن عليه الغسل. (الكاساني، بدائع الصنائع،''كتاب الطهارة، أحكام الغسل،'' ج۱،ص:۱۴۸)؛واستيقظ فوجد بفخذه و ثوبه بللا ولم يذكر الاحتلام فإن تيقن أنه مذي أو ودي لا غسل.... و إن شك أنه مني أو مذي يجب عندهما خلافا له. (بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية،''كتاب الطهارات، فصل في الغسل، إنزال المني من موجبات الغسل،'' ج۱،ص:۳۳۱مكتبه نعيميه ديوبند)

الاحتلام فإن تيقن أنه ودي لا يجب الغسل، وإن تيقن أنه مني يجب الغسل، و إن تيقن أنه مذي لا يجب الغسل، و إن شك أنه مني أو مذي قال أبو يوسف رحمه الله: لا يجب الغسل حتى يتقين بالاحتلام، وقالا يجب هكذا ذكره شيخ الإسلام"[1]

الجواب صحيح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۶/۲۱: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عورت کے واجب غسل کا حکم:

(۹) سوال: عورت کے غسل جنابت میں انگلی میں کپڑا لپیٹ کر شرم گاہ میں پھیرنا ضروری ہے یا نہیں؟

المستفتی: ملاجی معین الدین، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا کیے بغیر بھی غسل ہوجائے گا۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید ۲/۹: ۱۴۱۰ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه "كتاب الطهارة، الباب الثانى في الغسل، الفصل الثالث في المعانى،" ج۱،ص:۶۶

(۲) يفترض في الاغتسال...... و منه الفرج الخارج لأنه كالفم لا الداخل لأنه كالحلق. (طحطاوي، حاشية الطحطاوي،"كتاب الطهارة، فصل بيان فرائض الغسل"ج۱،ص: ۱۰۲)

لا يجب غسل فرج داخل. ولا تدخل إصبعها في قبلها أي لا يجب ذلك. (ابن عابدين، ردالمحتار،"كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل" ج۱،ص:۲۸۵، مكتبة زكريا ديوبند)

و في الخلاصة: و يجب على المرأة غسل الفرج الخارج، لأنه يمكن غسله. وفي الفتاوى العتابيه: ولا تدخل المرأة إصبعها في فرجها عند الغسل. (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانيه، "كتاب الطهارة، الفصل الثالث: في الغسل نوع منه في تعليم الغسل"ج۱،ص:۲۷۵)

فرج میں حشفہ کے داخل ہونے سے غسل واجب ہوگا کہ نہیں؟

(۱۰)**سوال:** ایک مرد نے اپنی زوجہ کی فرج میں اپنے ذکر کا حشفہ داخل کیا اور نکال لیا انزال نہیں ہوا، تو دونوں پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عرفان، کبیر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں ذکر کا اگلا حصہ، یعنی: حشفہ فرج کے اندر داخل ہو گیا؛ انزال ہو یا نہ ہو، غسل دونوں پر واجب ہو جائے گا[1]''و التقاء الختانين من غير إنزال لقوله عليه السلام إذا ''التقى الختانان و توارت الحشفة وجب الغسل أنزل أو لم ينزل و بهذا اللفظ في مسند عبد اللّٰه بن وهب و في مصنف من أبي شيبة ''إذا التقى الختانان و توارت الحشفة فقد وجب الغسل''[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ ۱۱/۲۴/۱۱: ۱۴۱۱ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غسل جنابت بغیر کلی کئے، ناک میں پانی ڈالے ادا ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(۱۱)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

زید نے غسل کیا اور غسل جنابت اس طرح کیا کہ اس نے کلی اور ناک میں پانی اس طرح ڈالا جیسے: عام طور سے وضو کرنے میں کلی کرتے ہیں اور ناک میں پانی ڈالتے ہیں، وہ پانی حلق کے اندر گوشت کے ٹکڑے تک نہیں پہونچا ہے، تو کیا زید کا غسل ہو جائے گا؟ یا اس غسل سے اس نے جو نمازیں ادا کی

---

(۱) و عند إيلاج حشفة آدمي أو قدرها من مقطوعها في أحد سبيلى آدمي. (ابن عابدين، ردالمحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل'' ج۱،ص:۲۹۸-۲۹۹)؛ وإذا التقى الختانان و غابت الحشفة فقد وجب الغسل أنزل او لم ينزل. (أبويوسف، الآثار، ''باب الغسل من الجنابة'' ج۱،ص:۱۲،رقم:۵۲)؛ ومن غير إنزال يعني الإنزال ليس بشرط في التقاء الختانين في وجوب الغسل. (بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية، ''كتاب الطهارة، فصل في الغسل التقاء الختانين من غير إنزال'' ج۱،ص:۳۳۳)

(۲)ابن الهمام، فتح القدير، ''فصل في الغسل'' ج۱،ص:۲۶-۲۷-۲۸(مكتبة زكريا ديوبند)

ہیں، ان کا لوٹانا ضروری ہے؟ اور کیا جب وہ اس طرح سے غسل کرتا ہے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟ مقصد یہ ہے کہ اگر غسل میں صرف کلی کی تو غسل درست ہوگا یا نہیں؟ کیا غرغرہ فرض ہے؟

المستفتی: محمد اقبال قاسمی، لونی، غازی آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غسل جنابت کے لیے وضو کے طریقہ پر کلی کر لی، ناک میں پانی ڈالا، تو وہ اس کے لیے کافی ہو گیا اور غسل اس کا صحیح ہو گیا؛ اگرچہ مبالغہ بہتر تھا، اب اس کو شک نہیں کرنا چاہیے کہ اس قسم کی باتیں شیطان کا وسوسہ ہوتی ہیں، اس کا غسل بھی صحیح اور نمازیں بھی صحیح ہو گئیں؛ کیوں کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا غسل میں فرض ہے، غرغرہ فرض نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ ۱۳/۷: ۱۴۱۴ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مذی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

(۱۲) **سوال:** ایک آدمی کی جب بھی کسی خوبصورت لڑکی یا لڑکے پر نظر پڑتی ہے، تو اس کو دیکھ کر ذکر سے پانی گرتا ہے، اس پر غسل واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: شاہ عالم، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس طرح شہوت کی وجہ سے نکلنے والا پانی مذی کہلاتا ہے اس سے وضو واجب ہوتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۹/۱: ۱۴۰۹ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) غسل الفم والأنف أي بدون مبالغة فيهما فإنها سنة فيه على المعتمد (طحطاوي، حاشية الطحطاوي، كتاب الطهارة، فصل لبيان فرائض الغسل، ص:۱۰۲) المضمضة تحريك الماء في الفم. والاستنشاق أو إدخال الماء في الأنف. (بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية، "كتاب الطهارة" ج۱، ص:۲۰۷)

(۲) أجمع العلماء على أنه لا يجب الغسل بخروج المذي والودي (طحطاوي، حاشية الطحطاوي، "كتاب الطهارة، فصل في عشرة أشياء، لا يغتسل منها" ج۱، ص:۱۰۱)؛ وللجمهور حديث علي رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال في المذي: يغسل ذكره و يتوضأ. (بدرالدين العيني، البناية شرح الهدايه، "كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء" ج۱، ص:۲۵۸)

کیا صحبت کے لیے غسل ضروری ہے؟

(۱۳)**سوال**: ایک شخص نے اپنی بیوی سے صحبت کی، اب اگر دوبارہ اسی رات میں صحبت کرنی چاہے، تو کیا مرد عورت دونوں پر پہلے غسل کرنا ضروری ہے؟

المستفتی: زبیر احمد، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: دوسری بار صحبت کرنے کے لیے غسل کسی پر ضروری نہیں ہے، البتہ وضو بنا لینا اولیٰ ہے، اسی طرح کئی بار ہم بستری کے بعد ایک غسل کافی ہے۔(۱)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید　　**کتبہ**: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۰/۴: ۱۴۰۹ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کچھا پہن کر غسل کرنا کیسا ہے؟

(۱۴)**سوال**: ایک شخص کچھا (انڈرویئر) پہن کر سب کے سامنے غسل کرتا ہے، تو کیا یہ غسل اور اس شخص کا یہ عمل درست ہے، نیز مرد کا ستر کیا ہے؟

المستفتی: ہارون، ضلع جیل، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: کچھا (انڈرویئر) پہن کر غسل کرنے سے غسل درست ہو جاتا ہے؛ لیکن لوگوں کے سامنے صرف کچھا پہن کر غسل کرنا درست نہیں ہے۔ مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے، گھٹنہ بھی ستر میں داخل ہے اور ستر ڈھانکنا ضروری ہے، ستر دکھانا جائز نہیں ہے۔(۲)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۶/۲۰: ۱۴۲۷ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ولا بأس للجنب أن ينام و يعاود أهله قبل أن يتوضأ و إن توضأ فحسن. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، "كتاب الطهارة، الباب الثاني، أو مما يتصل بذلك مسائل" ج۱ص:۶۸)؛ و إذا أتى أحدكم أهله ثم أراد أن يعود فليتوضأ بينهما وضوءًا. (طحطاوي، حاشية الطحطاوي، "فصل في أوصاف الوضوء" ج۱ص:۸۵)

(۲)عن أبي سعيد الخدري أن النبی ﷺ قال: عورة الرجل من سُرَّته إلى ركبته ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

دورانِ غسل بالٹی میں پانی کے قطرے گر جائیں:

(۱۵)**سوال:** غسل خانہ میں بالٹی کو غسل خانہ کے فرش پر رکھا ہے، بدن ناپاک ہو یا پاک، غسل کے پانی کے قطرے اس میں پڑتے ہیں اور کئی مرتبہ صابون (جو بدن کو لگا ہے) وہ بھی بالٹی میں گرجاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: راشد حسن، مظفر نگری

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر بدن پر کوئی ظاہری نجاست لگی ہو، تو اس طرح دھویا جائے کہ بالٹی میں وہ پانی نہ گرے، اس لیے کہ نجاست ملا ہوا پانی ناپاک ہے اور اگر بدن پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو، یا نجاست دور کردی گئی ہو، تو بدن پر جو پانی لگ کر گر رہا ہے وہ مستعمل تو ہے لیکن ناپاک نہیں، فقہاء کی اصطلاح میں اسے طاہر غیر مطہر کہتے ہیں، اگر اس کی چھینٹیں بالٹی میں گرجائیں، تو بالٹی کا پانی ناپاک نہیں ہوگا؛ نیز جنابت کی حالت میں جو نجاست ہوتی ہے وہ حکمی نجاست ہے، حقیقی نجاست وہ ہے جو بدن پر لگی ہو، خواہ جنابت والی نجاست ہو یا دیگر کوئی نجاست لگی ہو، تاہم بہتر یہ ہے کہ بالٹی اس طرح رکھی جائے کہ اس میں چھینٹیں نہ جائیں اور بیٹھ کر حدیث کے مطابق غسل کرنا چاہیے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۴/۵/۱۴۲۳ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(أخرجه الحارث بن أبي أسامه، في مسند الحارث، "باب ما جاء في العورة"، ج۱، ص:۲۶۴، رقم:۱۴۳)؛ وعن عبد الرحمن بن أبي سعيد، عن أبيه أن رسول الله ﷺ قال: لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل، والمرأة إلى عورة المرأة، ولا يفضي الرجل إلى الرجل في الثوب الواحد، ولا تفضي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات"، ج۱، ص:۱۵۴، رقم:۳۳۸، مکتبہ نعیمیہ دیوبند)

(۱) وهو (الماء المستعمل) طاهر وليس بطهور (علاء الدين الحصكفي، تنوير الأبصار مع الدر، "كتاب الطهارة، باب المياه في تفسير القربة والثواب"، ج۱، ص:۳۵۲)؛ و قال الشامي : قوله : (وهو طاهر) رواه محمد عن الإمام، و هذه الرواية هي المشهورة عنه، واختارها المحققون: قالوا: عليها الفتوى، لا فرق في ذلك بين الجنب والمحدث (ایضاً)

اتفق أصحابنا رحمهم الله : أن الماء المستعمل ليس بطهور حتى لا يجوز......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

غسل میں غرغرہ اور کلی کرنے کا حکم:

(۱۶) **سوال:** غسل میں غرغرہ یا کلی دونوں فرض ہیں یا ایک فرض ہے؟

المستفتی: مولانا عتیق رحمٰن، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غسل میں کلی کرنا فرض ہے اس طرح کہ تمام منہ میں پانی پہونچ جائے اور غرغرہ غسل میں سنت ہے، مگر روزہ دار کے لیے غرغرہ نہیں ہے کہ اس سے روزے کے فساد کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۹/۳: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حوض میں غسل کرنے کا بیان:

(۱۷) **سوال:** حوض کے کنارے پر بیٹھ کر یا حوض میں غسل جنابت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد علی صدیقی، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حوض کے کنارہ پر یا حوض کے اندر غسل جنابت نہیں کرنا چاہئے، اس لیے کہ اس سے دوسرے مسلمانوں کو طبعاً تکلیف ہوگی جو مسلمان کی شان کے

گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... التوضؤ به، واختلفوا في طهارته، قال محمدؒ: هو طاهر، وهو رواية عن أبي حنيفةؒ، وعليه الفتویٰ (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، "كتاب الطهارة، الفصل الثاني: فيما لا يجوز به التوضؤ" ج۱،ص:۷۵)

(۱) أبوسلمة بن عبدالرحمن قال: حدثتني عائشة، أن رسول الله ﷺ كان إذا ما اغتسل من الجنابة مضمض واستنشق ثلاثا. (أخرجه ابن أبي شيبه، في مصنفه، ج۱،ص:۶۸،رقم:۹۳) عن فضيل بن عمر قال: قال عمر: إذا اغتسلت من الجنابة فتمضمض: ثلاثا فإنه أبلغ. (أخرجه ابن أبى شيبه، فى مصنفه، "كتاب الطهارة، في المضمضة والاستنشاق" ج۱،ص:۷۷۳ بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)؛ و قوله، غسل الفم والأنف أي بدون مبالغة فيهما فإنها سنة فيه. (الطحطاوي، حاشيه الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نورالإيضاح، "كتاب الطهارة، فصل لبيان فرائض الغسل" ج۱،ص:۱۰۲)،غسل كل فمه و أنفه. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر "كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل" ج۱،ص:۲۸۴)

خلاف ہے[۱] اور اس سے مستعمل پانی حوض میں جائے گا؛ اگرچہ حوض کا پانی دہ در دہ (کثیر پانی) ہونے کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوگا۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۹/۵: ۱۴۱۱ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اگر کوئی پانی پی لے، تو کیا کلی کا فرض ادا ہو جائے گا؟

(۱۸) **سوال:** ایک شخص نے غسل جنابت کیا، مگر کلی نہیں کی، منہ سوکھا رہ گیا، غسل خانہ سے باہر آکر تھوڑی دیر کے بعد اس نے گلاس بھر کر پانی پیا، تو اس کا غسل ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی: خورشید احمد، محلّہ قلعہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں پانی پینے سے منہ میں پانی چلا گیا، تو غسل کا ایک فرض کلی کرنا (منہ میں پانی پہونچانا) ادا ہو گیا، اور غسل درست ہو گیا۔[۳]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۸/۸: ۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أنه سمع عبداللّٰه بن عمرو بن العاص يقول: إن رجلاً سأل رسول الله ﷺ، فقال: أي المسلمين خير؟ فقال: من سلم المسلمون من لسانه و يده (أخرجه مسلم، في صحيحه، "باب بيان تفاضل الإسلام، و أي أموره أفضل" ج۱، ص:۴۸، رقم:۸۸، مكتبه نعيميه ديوبند) قال النووي: "قوله ﷺ : من سلم المسلمون من لسانه و يده" معناه: من لم يؤذ مسلماً قط بقول ولا فعل، و خصّ اليد بالذكر، لأن معظم الأفعال بها. (النووي، شرح المسلم على حاشية مسلم ، ايضاً، بيروت : دارالكتب العلمية، لبنان)

(۲) الماء الجاري إذا وقعت فيه نجاسة جاز الوضوء منه إذا لم ير لها أثر لأنها لا تستقر مع جريان الماء. (المرغيناني، هداية، "كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء و مالا يجوز به" ج۱، ص:۳۵-۳۶)

(۳) و شرب الماء عبأ يقوم مقام غسل الفم لامصاً. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الطهارة، فصل لبيان فرائض الغسل، ص:۱۰۲)؛ وإذا نسي المضمضة والاستنشاق في الجنابة حتى صلى لم يجز (السرخسي، المبسوط، "باب الوضوء والغسل" ج۱، ص:۶۲، بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)؛ و نسي المضمضة أو جزءً من بدنه فصلى ثم تذكر فلو نفلا لم يعد لعدم صحة شروعه قوله (لعدم صحة شروعه) أي والنفل إنما تلزم إعادته بعد صحة الشروع فيه قصدا، و سكت عن الفرض لظهور أنه يلزمه الإتيان به مطلقا. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل" ج۱، ص:۲۸۹، مكتبة زكريا ديوبند)

غسل کے بعد منی کا نکل آنا:

(۱۹) **سوال**: اگر غسل کرنے کے بعد کسی کی منی نکل آئے، تو کیا دوبارہ غسل واجب ہوگا؟

المستفتی: محمد عبداللہ، موضع گڑھی، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اس مسئلہ کی تفصیل شامی میں یہ ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد اگر انتشار باقی رہے اور اس حالت میں منی نکل آوے، تو دوبارہ غسل لازم ہوگا اور اگر انتشار باقی نہیں رہا تھا اس حالت میں منی نکل آئی، تو دوبارہ غسل لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۳/۴/ ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

غسل خانہ میں پیشاب کرنا:

(۲۰) **سوال**: وہ غسل خانہ جس سے پانی بہہ کر باہر نکل جاتا ہے، اس میں پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: زاہد الرحمٰن، کٹھاری

الجواب وباللہ التوفیق: غسل خانہ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے؛ اس لیے کہ اس کی

---

(۱) قوله (ومحله) أي ما في الخانية، قال في البحر: و يدل عليه تعليله في التجنيس بأن في حالة الانتشار و حد الخروج والانفصال جميعاً على وجه الدفق والشهوة، و عبارة المحيط كما في الحلية. رجل بال فخرج من ذكره مني، إن كان منتشراً فعليه الغسل لأن ذلك دلالة خروجه عن شهوة. وفي الخانية خرج مني بعد البول و ذكره منتشر، لزمه الغسل قال فى البحر: و محله إن وجد الشهوة، وهو تقييد قولهم بعدم الغسل بخروجه بعد البول. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الطهارة: في تحرير الصاع والمد والرطل،'' ج۱،ص:۲۹۹)؛ و(قوله على وجه الدفق والشهوة) هذا بإطلاقه، لا يستقيم إلا على قول أبي يوسف، لأنه يشترط لوجوب الغسل ذلك. و أما على قولهما فلا يستقيم، لأنهما جعلا سبب الغسل خروجه عن شهوة ولم يجعلا الدفق شرطاً، حتى أنه إذا انفصل عن مكانه بشهوة، و خرج من غير دفق و شهوة وجب الغسل عندهما. و عنده يشترط الشهوة أيضاً عند خروجه، و معنى قوله على وجه الدفق أي نزل متتابعا، ولو احتلم أو نظر إلى إمرأة بشهوة فانفصل المني منه بشهوة، فلما قارب الظهور شد على ذكره حتى انكسرت شهوته ثم تركه فسال بغير شهوة وجب الغسل عندهما، و عنده لا يجب، و كذا إذا اغتسل المجامع قبل أن يبول أو ينام ثم خرج باقي المني بعد الغسل وجب عليه إعادة الغسل عندهما، و عندهُ لا يجب، و إن خرج بعد البول أوالنوم لايعيدُ إجماعاً. الزبيدي، الجوهرة النيرة، ''كتاب الطهارة'' ج۱،ص:۱۲ (دارالكتاب ديوبند)

بو سے دوسروں کو اذیت ہوتی ہے، پس ایسے عمل سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۳/۷: ۱۴۰۷ھ

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

اگر عورت سے جنات صحبت کرے، تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(۲۱) **سوال:** ایک عورت کہتی ہے کہ میرے ساتھ جن نے صحبت کی ہے، تو اس عورت پر غسل واجب ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقدیر کرو کے سیکٹر: ۱۸، چندی گڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر جن نے خواب میں صحبت کی ہے، تو اس کا حکم احتلام کا ہے، اگر عورت کو لذت محسوس ہوئی اور انزال ہوا، تو غسل واجب ہو جائے گا ورنہ نہیں۔ اور اگر جن نے انسانی شکل میں آکر جاگنے کی حالت میں عورت سے صحبت کی تو اس کا حکم انسان جیسا ہے، اگر حشفہ غائب ہوگیا، تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں، اس صورت میں انزال پر وجوب غسل موقوف نہیں ہوگا۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد عارف قاسمی **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۸/۲۳: ۱۴۲۰ھ

رکن دار الافتاء دار العلوم وقف دیوبند نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) لقوله عليه السلام: لا يبولن أحدكم في مغتسله (بدرالدين العيني، عمدة القاري، "باب من تبرز على لبنتين" ج۲،ص:۲۷۹) البول فيه منهي عنه سواء كان فيه اغتسال أولا فإنه ممنوع، والصواب أن النهي عن الجمع بدليل التعليل الآتي في نفس هذا الحديث، ولأنه لو بال في المستحم ولم يغتسل فيه بأن جعله مهجورا من الاغتسال فيه أو اغتسل فيه ابتداء ولم يبل فيه يجوز له ذلك.... قال ابن مالك لأنه يصير ذلك الموضع نجساً، فيقع في قلبه وسوسة بأنه هل أصابه منه رشاش أم لا؟ و قال ابن حجر: لأن ماء الطهارة حينئذ يصيب أرضه النجسة بالبول ثم يعود إليه فكره فيه لذلك، ومن ثم لو كانت أرضه بحيث لا يعود منها رشاش أو كان له منفذ بحيث لا يثبت فيه شيء من البول لم يكره البول فيه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب الطهارة، باب آداب الخلاء" ج۲،ص:۶۵،مكتبة فيصل ديوبند)

(۲) يوجب الاغتسال الإيلاج أي إدخال ذكر من يجامع مثله في أحد السبيلين القبل والدبر من الرجل أي من الذكر المشتهي والمرأة أي المشتهاة. (ابراهيم الحلبي، حلبي كبيري، "كتاب الطهارة" ج۱،ص:۳۶، دارالكتاب ديوبند) عند إيلاج حشفة هي ما فوق الختان آدمي احتراز عن الجني...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

جس غسل میں وضو نہ کیا ہو اس سے نماز پڑھنے کا حکم:

(۲۲) **سوال**: بغیر وضو کے اگر غسل کرے، تو اس سے نماز اور تلاوت وغیرہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ریحان، متعلم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غسل میں کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور پورے بدن پر پانی بہانا فرض ہے، وضو کے فرائض اس میں خود بخود ادا ہو جاتے ہیں اور غسل سے پہلے وضو کرنا مسنون ہے، فرض نہیں ہے۔ لہٰذا اس غسل سے نماز اور تلاوت وغیرہ کرنا درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی ۲/۳: ۱۴۲۰ھ
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

احتلام کی جگہ دھو کر اسی کپڑے میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲۳) **سوال**: کسی کو احتلام ہو گیا، پھر کپڑے کو احتلام کی جگہ سے اور بدن کو پاک کر کے غسل کر لیا، پھر اس کپڑے کو پہن کر نماز فجر ادا کر لی، تو نماز ہو گی یا نہیں؟ یا اسی کپڑے کو پہن کر غسل کر لیا، تو غسل ہو گیا یا نہیں؟ اور نماز پڑھنا بھی صحیح ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی: جامعہ رشید ملک پور، ضلع: بلند شہر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... يعنى إذا لم تنزل و إذا لم يظهر لها في صورة الآدمي. قوله احتراز عن الجني. ففي المحيط: لو قالت معي جني ياتيني مرارا، و أجد ما أجد إذا جامعني زوجي لا غسل عليها لانعدام سببه وهو الإيلاج أوالاحتلام، و وقع في البحر: ياتيني في النوم مرار أو ظاهره أنه رؤية منام... هذا إذا كان واقعا في اليقظة فلو في المنام فلا شك أن له من التفصيل ما للاحتلام (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل" ج:۱،ص:۲۹۸)

(۱)عن عائشة رضى الله عنها أن النبي ﷺ كان لا يتوضأ بعد الغسل (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الطهارة، باب في الوضو بعد الغسل" ج:۱،ص:۳۰)؛ و يقول القاضي و في العارضة: لم يختلف أحد من العلماء في أن الوضوء داخل في الغسل. (محمد يوسف بن محمد، معارف السنن، "باب ما جاء إذا التقى الختانان وجب الغسل" ج:۱،ص:۳۶۸مكتبة اشرفيه، ديوبند)أخرج الطبراني في الأوسط: عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: من توضأ بعد الغسل فليس منا: والظاهر أن عدم استحبابه لو بقى فتوضأ إلى فراغ الغسل. فلو أحدث قبله ينبغي إعادته. (ابن عابدين، ردالمحتار، "كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل" ج:۱،ص:۲۹۴)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جب کپڑے سے نجاست کو دھو دیا، تو کپڑا پاک ہوگیا اور بدن سے بھی نجاست کو دھو دیا، تو بدن کی جگہ بھی پاک ہوگئی۔ اب اگر وہی کپڑا پہن کر غسل شرعی طریقہ پر پورا کرلیا، تو اس کا غسل ہوگیا، اور پاکی بھی حاصل ہوگئی۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ**: محمد عمران دیوبندی غفرلہ ۲/۶: ۱۴۱۰ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پسینہ یا منی ہونے میں شبہ ہو تو غسل کا حکم:

(۲۴) **سوال**: ایک شخص ہے اس کو احتلام کی بیماری لاحق ہے، جو پسینہ کی طرح محسوس ہوتی ہے، حالانکہ وہ منی ہے، کبھی کبھی شبہ ہوتا ہے کہ یہ منی ہے یا پسینہ؟ اب یہ شخص سو کر اٹھنے کے بعد غسل کرے یا نہیں؟

المستفتی: محمد سلطان، محمد پور سوسائٹی، ڈھاکہ، بنگلہ دیش

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر یقینی طور سے معلوم ہے کہ منی ہے، تو غسل ہی کرے پسینہ کی وجہ سے منی سمجھنے لگے تو اس کا علاج نہیں ہے، ویسے اگر شبہ ہو اور معاملہ مشتبہ بھی ہو جائے، تو احتیاطاً غسل کرلے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب

محمد عمران غفرلہ دیوبندی — **کتبہ**: محمد واصف ۱۱/۱۰: ۱۴۱۰ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) امداد الاحکام میں ہے: احتلام ہونے پر تمام کپڑے ناپاک نہیں ہوتے؛ بلکہ جس کپڑے پر جتنی دور تک منی کا اثر معلوم ہو وہ کپڑا اسی قدر ناپاک ہوتا ہے، باقی سب پاک ہیں۔ (امداد الاحکام) ''فصل في النجاسة و أحكام التطهير'' ج۱،ص:۳۹۲)؛ وأن عائشة قالت: كنت أفرك المني من ثوب رسول الله ﷺ فيصلی فيه. (أخرجه أبوداود، في سننه، كتاب الطهارة، باب المنى يصيب الثوب، ج۱،ص:۵۳،رقم:۳۷۲،مكتبة نعيميه ديوبند)

(۲)و فرض لإنزال مني ...... ولرؤية مستيقظ لم يتذكر الاحتلام بللاً ولو مذياً خلافاً له(خلافاً له) أي لأبي يوسف. له أن الأصل براء ة الذمة، فلا يجب إلا بيقين، وهو القياس، ولهما أن النائم غافل، والمني قد يرق بالهواء، فيصير مثل المذي، فيجب عليه احتياطاً. (الحصكفی، مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر، ''كتاب الطهارة'' ج۱،ص:۳۹بیروت: دارالكتب العلمية، لبنان)و إن شك أنه مني أو مذي،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

غیر مسلم کی گولی سے مرنے والے کو غسل دیا جائے گا یا نہیں؟

(۲۵) **سوال:** ایک مسلمان لڑکا غیر مسلم کی گولی سے ظلماً مارا گیا، وہ اپنے کھیت میں گیا تھا پولیس نے گولی مار کر ہلاک کر دیا، وہ شہید ہوا یا نہیں؟ اس کو غسل دیا جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد الیاس، گوجرواڈا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں (جب کہ اس کو ظلماً قتل کر دیا گیا) مرنے والا شہید ہے، اسے غسل نہ دیا جائے؛ بلکہ غسل کے بغیر نمازِ جنازہ پڑھ کر دفنا دیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۴۱۶ھ، نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

احتلام کے بعد غسل کر کے وہی کپڑے پہننے کا حکم؟

(۲۶) **سوال:** ایک شخص کو احتلام ہوگیا، اس نے غسل کر کے وہی کپڑے پہن لیے اور گھر آ گیا، اور گھر پر دوسرے کپڑے بدلے، تو بدن ناپاک ہوا یا نہیں؟

المستفتی: حشمت اللہ، مقام: ضلع کشی نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر بدن خشک کر کے وہی کپڑے پہن لیے اور کپڑوں کی ناپاکی بدن پر نہیں لگی ہے، تو بدن ناپاک نہیں ہوا اور اگر گیلے بدن پر وہ ناپاک کپڑے پہن لیے، تو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... قال أبو يوسف رحمه الله: لا يوجب الغسل حتى تيقن بالاحتلام، و قالا رحمهما الله: يجب الغسل. (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانيه، "كتاب الطهارة، و مما يتصل بخروج المنى مسائل الاحتلام" ج۱،ص:۲۸۵ مكتبة زكريا ديوبند)؛ وقوله : (خرج رؤية السكران والمغمى عليه المذي) ...... والفرق أن النوم مظنة الاحتلام، فيحال عليه، ثم يحتمل أنه مني رق بالهواء أو للغذاء، فاعتبرناه منياً، احتياطاً. (ابن عابدين، رد المحتار مع الدر، "كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل" ج۱۱،ص:۳۰۰)

(۱) "الشهيد" اسم لكل مسلم طاهر مكلّف عند أبي حنيفةؒ قُتل ظلماً، إما مع أهل الحرب أو مع أهل البغي أو مع قطاع الطريق (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانيه، "فصل في الأسباب المسقطة لغسل الميت" ۳/۱۷ مكتبة زكريا ديوبند)؛ و أو قتله مسلم ظلماً، ولم يجب بقتله دية، فيكفن و يصلى عليه، ولا يغسل و يدفن بدمه و ثيابه. (الحصكفي، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، "باب الشهيد" ج۱،ص:۲۷۸)؛ و كذا يكون شهيداً لو قتله باغ أو حربي أو قاطع طريق ...... و يصلى عليه بلا غسل، و يدفن بدمه و ثيابه. (ابن عابدين، الدر المختار مع الرد،" باب الشهيد" ج۳،ص:۱۶۰-۱۶۱)

ظاہر ہے کہ بدن پر ناپاکی لگ ہی گئی ہوگی، اس لیے بدن کے اس حصہ کو دھولے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۰/۱۳: ۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کپڑے کے اوپر سے جماع کیا تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(۲۷) **سوال:** زید نے کپڑے کے ساتھ اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا، خواہ منی نکلے یا نہ نکلے، غسل دونوں پر فرض ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: متبر الحسن، ضلع: سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کپڑا اتنا باریک ہے کہ وہ جماع کی لذت سے مانع نہیں ہے، تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑا موٹا ہو جو جماع کی لذت سے مانع ہو اور منی نہ نکلے، تو غسل واجب نہیں ہے؛ لیکن احتیاطاً غسل کرنا بہتر ہے اور اگر منی نکل جائے تو بہرصورت غسل واجب ہوگا۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۷: ۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) نام أو مشى على نجاسة، إن ظهر عينها تنجس، و إلا لا. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء“ ج۱،ص:۵۶۰)؛وإذا نام الرجل على فراش فأصابه مني و يبس، فعرق الرجل وابتل الفراش من عرقه. إن لم يظهر أثر البلل في بدنه لا ينجس، و إن كان العرق كثيراً حتى ابتل الفراش ثم أصاب بلل الفراش جسده، فظهر أثره في جسده، يتنجس بدنه. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ”الفصل الثاني في الأعيان النجسة، و مما يتصل بذلك مسائل“ ج۱،ص:۱۰۲)؛ولو ابتلّ فراش أو تراب نجسان من عرق نائم أو بلل قدم، و ظهر أثر النجاسة في البدن والقدم تنجسا، و إلا فلا. (الشرنبلالي، نورالإيضاح، ”باب الأنجاس والطهارة عنها“ ج۱،ص:۵۳،مكتبة عكاظ ديوبند)

(۲) أولج حشفته أو قدرها ملفوفة بخرقة، إن وجد لذة الجماع وجب الغسل، و إلا لا على الأصح، والأحوط الوجوب (ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، ”كتاب الطهارة ، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل“ ج۱، ص:۳۰۳)؛وقوله: إلا لا أي مالم ينزل. (ايضاً)ولو لفّ على ذكره خرقة، ...... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

غسل سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:

(۲۸)**سوال:** غسل جنابت کے وقت شروع میں ’’بسم اللّٰہ‘‘ پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: قاری امام الدین بلندشہری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غسل کے شروع میں ’’بسم اللّٰہ‘‘ پڑھنا سنت ہے ’’بسم اللہ‘‘ پڑھنی چاہیے۔(۱) کپڑا اتارنے اور غسل خانہ میں داخل ہونے سے پہلے نجاست دور کرنے کے بعد، ورنہ صرف دل میں پڑھے اور زبان کو حرکت نہ دے، اللہ تعالیٰ کے نام کی عظمت کی خاطر۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۷/۱۴۲۰ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

حالت جنابت میں ناخن وغیرہ تراشنے کا حکم:

(۲۹)**سوال:** حالت جنابت میں سر منڈانا، ڈاڑھی بنانا اور ناخن تراشنا کیسا ہے؟

المستفتی: ابوالحسنات، حمید منزل، دیوبند

پچھلے ص: کا بقیہ حاشیہ......و أولج ولم ينزل، قال بعضهم يجب الغسل، و قال بعضهم: لا يجب، والأصح: إن كانت الخرقة رقيقة بحيث يجد حرارة الفرج واللذة، وجب الغسل، و إلا فلا، والأحوط وجوب الغسل في الوجهين. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ’’كتاب الطهارة، الباب الثاني: في الغسل، الفصل الثالث: في المعاني الموجبة للغسل، السبب الثاني: الإيلاج‘‘ج۱،ص:۶۷)؛ و عشرة أشياء لا يغتسل منها ...... و إيلاج بخرقة مانعة من وجود اللذة. (الشرنبلالي، نورالإيضاح، ’’فصل عشرة أشياء لا يغتسل منها‘‘ ج۱،ص:۳۸)

(۱) و سننه كسنن الوضوء سوى الترتيب، و آدابه كآدابه قوله: كسنن الوضوء أي من البدائة بالنية والتسمية والسواك الخ. (ابن عابدين، الدر المختار، ’’كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل‘‘ ج۱،ص:۲۹۱) ؛ و في رد المحتار و قيل الأفضل بسم اللّٰه الرحمن الرحيم بعد التعوذ. (ابن عابدين، ’’كتاب الطهارة، مطلب ’’سائر‘‘ بمعنى ’’باقي‘‘ لا بمعنى ’’جميع‘‘‘‘ ج۱،ص:۲۲۷؛ وابن الهمام، فتح القدير، ’’كتاب الطهارة، سنن الوضوء‘‘ ج۱،ص:۱۸مكتبة زكريا ديوبند)

(۲) إلاحال انكشاف الخ. الظاهر أن المراد أنه يسمى قبل رفع ثيابه، إن كان في غير المكان المعد لقضاء الحاجة. و إلا فقبل دخوله. فلو نسي فيها سمى بغلبه، ولا يحرك لسانه تعظيما لاسم اللّٰه تعالىٰ. (ابن عابدين، ردالمحتار’’كتاب الطهارة، مطلب ’’سائر‘‘ بمعنى ’’باقي‘‘ لا بمعنى ’’جميع‘‘‘‘ ج۱،ص:۲۲۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق : مذکورہ افعال اس حالت میں مکروہ تنزیہی ہیں (۱) فتاویٰ عالمگیری میں ہے ''حلق الشعر حالة الجنابة مکروہ و کذا قص الأظافیر''

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۴/۱۰/۱۴۱۹ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حالتِ جنابت میں ذکر اللہ کرنا:

(۳۰) **سوال**: ناپاکی یا حالتِ جنابت میں ذکر اللہ، درود شریف، یا کچھ ایسے کلمہ جات، جیسے ''سبحان اللّٰہ، ماشاء اللّٰہ، الحمد للّٰہ'' وغیرہ کہنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد علاؤالدین، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جائز اور درست ہے، ذکر اللہ، تسبیح اور درود شریف کے لیے وضو کی ضرورت نہیں؛ البتہ حالت جنابت میں احتیاط یہ ہے کہ جلد غسل کرلے اور پاکی کی حالت میں ذکر کرے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی ۱۳/۱/۱۴۴۰ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ''کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر: في الختان والخضاء، و قلم الأظفار، و قص الشارب الخ'' ج۵،ص:۴۱۴

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی تحریر فرماتے ہیں: بال کترے اور مونڈنے اور ناخن کترنے کو بحالت جنابت بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ بظاہر مراد مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے۔ جن کا مآل خلاف اولیٰ ہے۔ ما أعلم علی کراهیة إزالة شعر الجنب و ظفره دلیلا شرعیاً (اشرف علی تھانوی، حاشیه امداد الفتاویٰ، ج۱،ص:۲۵۵)؛ و یکره بالأسنان لأنه یورث البرص والجنون و في حالة الجنابة و کذا إزالة الشعر. (طحطاوي، حاشیة الطحطاوي، ''کتاب الصلاة، باب الجمعة'' ج۱،ص:۵۲۵، دارالکتاب دیوبند)

(۲) ولابأس لحائض و جنب بقراء ة أدعیة و مسها و حملها، و ذکر اللّٰه تعالی و تسبیح. (ابن عابدین، ردالمحتار، ''کتاب الطهارة، باب الحیض مطلب: لو أفتی مفت بشيء من هذه الأقوال'' ج۱،ص:۴۸۲) ولا یکره له قراء ة دعاء القنوت في ظاهر مذهب أصحابنا رحمهم اللّٰه تعالیٰ: لأنه لیس بقرآن، ......بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

غسل کے بعد سفید پانی نکلا تو کیا حکم ہے؟

(۳۱) **سوال**: اگر عورت رات کو جنبی ہوئی اور صبح میں اس نے غسل کیا۔ غسل کے بعد شرمگاہ سے سفید پانی نکلا، تو کیا اس پر دوبارہ غسل واجب ہوگا؟

نوٹ: غسل کرنے سے پہلے وہ دس منٹ تک چلی، سوئی اور پیشاب بھی کیا، اس کے بعد سفید پانی نکلا، جس میں شہوت وغیرہ کا کوئی دخل نہیں تھا۔ ''بہشتی زیور'' (از مولانا اشرف علی تھانویؒ) میں لکھا ہے، میں نے پڑھا ہے کہ اگر غسل جنابت سے پہلے کوئی چالیس سکنڈ چلے، کچھ دیر سو جائے، اور پیشاب کرے پھر غسل کرے، پھر اگر اس کی منی بھی باہر نکل کر آ جائے تو اس کو غسل کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا میں اس مسئلہ پر عمل کر سکتی ہوں۔ میں ایسا ہی کرتی ہوں تا کہ کوئی کنفیوزن نہ رہے۔

المستفتی: زینب فاطمہ: دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہشتی زیور میں لکھا ہوا مسئلہ درست ہے، اور اس صورت مذکورہ میں آپ پر غسل واجب نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ ۶/۶/ ۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

......پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... و في الكبرى و عليه الفتوىٰ (عالم بن العلاء، الفتاوىٰ التاتارخانيه، ''كتاب الطهارة، الفصل الثالث في الغسل بما يتصل بهذا الفصل بيان أحكام الجنابة''، ج۱،ص:۲۹۱)؛ وإلا أن لا يقصد بما دون الآية القراء ة، مثل أن يقول: الحمد لله يريد الشكر، أو بسم الله عند الأكل وغيره فإنه لا بأس به. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ''كتاب الطهارة، الباب السادس فى الدعاء، المختصة بالنساء، الفصل الرابع: في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، و منها حرمة قراء ة القرآن''، ج۱،ص:۹۲)

(۱) السخلة إذا أخرجت من أمها فتلك الرطوبات طاهرة لا ينجس بها الثوب والماء. كذا البيضة. (عالم بن العلاء، الفتاوىٰ التاتارخانيه، ''كتاب الطهارة، الفصل السابع في النجاسة و أحكامها، النوع الثاني من هنا الفصل في مقدار النجاسة'' ج۱،ص:۴۴۳)؛ و فلو خرج بقية المني بعد البول أو النوم أو المشي لا يجب الغسل إجماعاً. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة''، ج۱،ص:۱۰۳،دارالكتاب ديوبند)؛ و كذا لو خرج منه بقية المي بعد الغسل قبل النوم أو البول أو المشي الكثير. نهر: أي لا بعده. لأن النوم والبول والشي يقطع مادة الزائل عن مكانه بشهوة فيكون الثاني زائلاً عن مكانه بلا شهوة فلا يجب الغسل اتفاقاً. (ابن عابدين، رد المختار، ''كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل'' ج۱،ص:۲۹۷، كذا في إمداد الفتاوىٰ، ''كتاب الطهارة''ج۱،ص:۴۸)

عورت سوکر اٹھے اور سفید پانی دیکھے تو کیا کرے؟

(۳۲) **سوال**: عورتوں کی شرمگاہ ہمیشہ تر اور گیلی رہتی ہے۔ حیض کے زمانہ میں ان کو سفید پانی کی شکایت رہتی ہے۔ کبھی سفید پانی کم اور کبھی زیادہ۔ سوال یہ ہے کہ عورتیں سوکر اٹھنے پر اگر تری اور سفید پانی دیکھیں تو کیا کریں؟ جب کہ ان کو یقین ہے کہ یہ پانی کسی طرح کی بدخوابی اور احتلام کی وجہ سے نہیں ہے۔ کیا وضو کافی ہے؟ مجھے وسوسے بہت آتے ہیں۔ میں سفید پانی کی وجہ سے کافی ٹینشن میں رہتی ہوں۔

المستفتیہ: زیبا ظفر، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں وضو کر لینا کافی ہے۔ جب تک احتلام کا یقین نہ ہو جائے آپ پر غسل واجب نہیں۔ صرف وضو کریں اور نماز پڑھیں، وسوسوں کو جگہ نہ دیں۔ بہتر ہوگا کہ اس بیماری کے علاج کے لیے آپ کسی ماہر ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۶/۵/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

شرمگاہ سے تیز بدبو ہو تو کیا حکم ہے؟

(۳۳) **سوال**: میں ایک عورت ہوں، شرمگاہ سے بدبو کی شکایت ہے (بدبو بدلتی رہتی ہے) کبھی نارمل اور ہلکی بدبو ہوتی ہے اور کبھی گندی اور تیز بدبو ہوتی ہے۔ سائنسی اعتبار سے یہ شرمگاہ کے اردگرد پسینہ کی بدبو ہوتی ہے یا شرمگاہ کے بیکٹر یا کی وجہ سے ایسی بدبو پیدا ہوتی ہے۔ میں جب صبح

---

(۱) في الدر المختار أي برطوبة الفرج فيكون مفرعاً على قولهما بنجاستها (ابن عابدين، ردالمحتار، ”كتاب الطهارة، باب الأنجاس“ ج۱،ص:۵۱۵)؛ خلاصۂ بحث: یہ کہ جو رطوبت بہتی ہے وہ خواہ کوئی ہو ناقض وضو ہے اور ناپاک ہے۔ (اشرف علی تھانوی، إمداد الفتاویٰ، ”كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها“ ج۱،ص:۳۵۰)؛ ومن أيقن بالطهارة و شك في الحدث فهو على طهارة. ومن أيقن الحدث و شك في الطهارة فهو على الحدث. (سراج الدين أبو محمد، الفتاوى السراجيه، ”كتاب الطهارة، باب ينقض الوضوء“ ج۱،ص:۳۶،مكتبة زكريا ديوبند)

میں اٹھتی ہوں اور مجھے پورا یقین ہوتا ہے کہ مجھے کوئی بدخوابی نہیں ہوئی ہے اور کسی طرح کا کوئی خروج نہیں ہوا ہے، لیکن میں وقتی طور پر تیز بدبو محسوس کرتی ہوں، تو کیا اس بدبو کی وجہ سے غسل ضروری ہوجاتا ہے؟ کیا گندی بدبو کی وجہ سے غسل واجب ہوگا؟ جب کہ اس عورت کو سونے کے دوران کوئی بدخوابی یا خروج نہ پیش آیا ہو۔

المستفتیہ: بی بی غفرانہ شیخ، حیدرآباد

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں غسل واجب نہیں ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۷/۳/۱۴۴۱ھ

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

سفید پانی آجائے تو عورت کیا کرے؟

(۳۴) **سوال:** ایک عورت کو برابر سفید پانی کی شکایت ہے۔ اگر صبح کسی بدخوابی کے بغیر سفید پانی نظر آیا، تو عورت کیا کرے،؟ کیا وہ غسل کرے گی؟

المستفتیہ: فاطمہ شیخ، آندھرا

الجواب وباللہ التوفیق: اگر برابر سفید پانی کی شکایت ہو، تو وہ وضو کرے اور نماز پڑھے۔ اور اگر سفید پانی کی شکایت نہیں تھی اور اچانک کسی دن سوکر اٹھی اور سفید پانی دیکھا، تو اس کو منی سمجھے اور غسل کر کے نماز پڑھے، اگرچہ کوئی بدخوابی نہ ہو۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۴/۷/۱۴۴۰ھ

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱) عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: إذا وجد أحدكم في بطنه شيئا فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا؟ فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب الطهارة، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شك في الحدث علة أن يصلى بطهارتها“ ج۱،ص:۱۵۸، مكتبه نعيميه ديوبند)؛ولا يمنع الطهارة و نيم و حناء و درن ووسخ. (ابن عابدين، رد المختار، ”كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل“ ج۱،ص:۲۸۸)؛ و شرط السيلان لانتقاض الوضوء في الخارج من السبيلين. و هذا مذهب علمائنا الثلاثة رحمهم اللہ تعالى و إنه استحسان. (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانيه، ”كتاب الطهارة، الفصل ما يوجب الوضوء“ ج۱،ص:۲۴۲، مكتبة زكريا ديوبند)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے؟

(۳۵) **سوال**: بخاری شریف جلد دوم، باب تیرہ، حدیث نمبر چار میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن ہر بالغ مسلمان پر غسل کرنا واجب ہے۔ وضاحت فرمایئے کہ کیا غسل کرنا واجب ہے؟ جب کہ ہم جانتے ہیں کہ سنت یا مستحب ہے؟

المستفتی: محمد عمران: بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عام حالات میں جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ ہاں اگر کسی شخص کو حدث اکبر لاحق ہو، تو اس پر غسل فرض ہوگا[1] ایک حدیث میں ہے۔ ''**من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت، ومن اغتسل فالغسل أفضل**[2] ''یعنی جس نے جمعہ کے دن وضو کیا اس نے ٹھیک کیا اور جس نے غسل کیا تو اس نے افضل کام کیا۔ رہا سوال میں مذکور حدیث کا جواب، تو اس کے متعلق اسی جگہ حاشیہ میں اس کی تفصیل درج ہے، وہ یہ ہے۔ ''**قال النووي: المراد بالوجوب وجوب اختيار، كقول الرجل لصاحبه: حقك واجب عليّ قاله ملا على القاري وقال محمد في موطأه: أخبرنا محمد بن أبان بن صالح عن حماد عن ابراهيم النخعي قال أي حماد سالته عن الغسل يوم الجمعة، والغسل من الحجامة، والغسل في العيدين؟ قال إن اغتسلت فحسن، و إن تركت فليس عليك فقلت له ألم يقل رسول اللّٰه صلى الله عليه**

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) خلاصہ بحث یہ ہے کہ جو رطوبت بہتی ہے وہ خواہ کوئی ہو ناقص وضو ہے اور ناپاک ہے۔ (امداد الفتاویٰ، ''كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها'' ج۱، ص:۳۵۰)؛ و في الدر المختار أي برطوبة الفرج فيكون مفرعاً على قولهما بنجاستها. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱، ص:۵۱۵) السلخة إذا خرجت من أمها إلى قوله: و عندهما يتنجس وهو الاحتياط. (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتاتارخانيه، ''كتاب الطهارة، الفصل السابع في معرفة النجاسات و أحكامها'' ج۱، ص۴۴۳)

(۱) و أربعة سنة، و هما غسل يوم الجمعة و يوم العيدين الخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الطهارة، الباب الثاني: في الغسل أما أنواع الغسل'' ج۱، ص:۶۷)؛ (وسن) (للجمعة والعيدين) (الحصكفي، مجمع الأنهر، ''كتاب الطهارة'' ج۱، ص:۳۹)

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، ابواب الجمعة، باب في الوضو، يوم الجمعة'' ج۱، ص:۱۱۱، رقم:۴۹۷ (مكتبه نعيميه ديوبند)

وسلم من راح إلى الجمعة فليغتسل قال بلى ولكن؛ ليس من الأمور الواجبة و إنما هو كقوله تعالى: ”و اشهدوا إذا تبايعتم“ الآية ويؤيده ما أخرج أبوداود عن عكرمة أن ناسا من أهل العراق جاووا فقالوا يا ابن عباس أترى الغسل يوم الجمعة واجبا؟ فقال لاولكنه طهور وخير لمن اغتسل ومن لم يغتسل فليس عليه بواجب الخ“[۱]

الجواب صحيح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی — **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۱۲/۵/۱۴۳۶ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناخن پالش لگی ہوتو غسل کا کیا حکم ہے؟

(۳۶) **سوال**: ایک عورت نے ناخن پالش لگائی ہوئی ہے اوراسی حالت میں اس نے غسل کیا، تو اس کا غسل صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں، تو کیا نہانے کے ایک گھنٹہ بعد پالش اتار کر ہاتھ دھولینے سے غسل درست ہوجائے گا؟ یا دوبارہ غسل کرنا پڑے گا؟

المستفتی: محمد فرقان علی: بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: پالش اتارکرصرف ہاتھ دھولینے سے غسل صحیح ہوجائے گا۔ دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی[۲] اوراگر پالش نہ اترے، تو وضواور غسل صحیح نہیں ہوگا۔[۳]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی — **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ

محمد عارف قاسمی — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — ۱۶/۱۱/۱۴۳۸ھ

---

(۱)أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة الخ“ ج۱،ص:۱۲۱، ”باب فضل الغسل يوم الجمعة و هل على الصبي شهود يوم الجمعة أو على النساء“، ج۱،ص:۱۲۱۔

(۲)إن صلبا منع وهو الأصح، صرح به في شرح المنية و قال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج الخ. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ”كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل“ ج۱،ص:۲۸۹.

(۳)منها محل الفرض يجب غسله، و إلا فلا، كذا في فتح القدير بل يندب غسله، بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا لیکوریا کی وجہ سے غسل واجب ہے؟

(۳۷) **سوال**: میں ہمیشہ انیما اور دوسری جسمانی بیماریوں سے پریشان ہوں، جس کی وجہ سے عام طور پر جب میں سوکر اٹھتی ہوں، تو تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی بدخوابی نہیں ہوئی ہے؛ بلکہ جو تری ہے وہ لیکوریا کی وجہ سے ہے۔ تو کیا غسل واجب ہے۔

المستفتیہ: طیبہ سلطانہ: پٹنہ (بہار)

الجواب وباللہ التوفیق: بشرط صحت سوال آپ پر غسل واجب نہیں، ایسی صورت میں وضو کر لینا کافی ہے۔ وسوسہ کو جگہ نہ دیں، آپ اطمینان والی صورت اپنائیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۱۷/۷/۱۴۳۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... كذا في البحر الرائق في (فتاوى ما وراء النهر) إن بقي من موضع الوضوء قدر رأس إبرة، أو لزق بأصل ظفره طين يابس أو رطب لم يجز الخ (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، "كتاب الطهارة، الباب الأول: في الوضوء، الفرض الثاني: غسل اليدين" ج۱، ص:۴) ؛ و قال في شرحها ولأن الماء ينفذه لتخلله و عدم لزوجته و صلابته، والمعتبر في جميع ذلك: نفوذ الماء و وصوله إلى البدن. الخ. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ج۱، ص:۵۴)؛وهو إسالة الماء على جميع ما يمكن إسالته عليه من البدن من غير حرج مرة واحدة، حتى لو بقيت لمعة لم يصبها الماء لم يجز الغسل (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الطهارة" ج۱، ص:۴۸)

(۱)و صاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة إن استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ و يصلي فيه خاليا عن الحدث ولو حكما الخ. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، "كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور" ج۱، ص:۵۰۴)؛ و صاحب عذر من به سلس بول...... و حكمه الوضوء لكل فرض ثم يصلي به فيه فرضا و نفلا، فإذا خرج الوقت بطل أي ظهر حدثه السابق الخ. (ایضاً، ص:۵۰۵)؛وإن كان العذر من أحد السبيلين كالاستحاضة و سلس البول و خروج الريح يتوضأ لكل فرض و يصلي ما شاء من النوافل. (علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "فصل بيان ما ينقض الوضوء" ج۱، ص:۱۲۷ مكتبة زكريا ديوبند)

اگر شرم گاہ سے پانی نکلے، تو کیا حکم ہے؟

(۳۸) **سوال**: میں ایک عورت ہوں۔ میں کمپیوٹر پر کام کررہی تھی کہ اچانک ایک نازیبا تصویر سامنے آگئی۔ میری شرمگاہ میں کچھ اختلاج محسوس ہوئی۔ میں نے فوراً اس کو بند کردیا۔ میں نے جان بوجھ کر تصویر کو نہیں دیکھا۔ میرے ذہن میں کوئی برا خیال بھی نہیں آیا۔ میں نے کوئی جنسی ہیجان بھی محسوس نہیں کی۔ کیا ایسی صورت میں غسل واجب ہوگیا جب کہ مجھے یقین ہے کہ منی نہیں نکلی۔ یا صرف وضو کافی ہے؟

المستفتیہ: ام کلثوم، آندھرا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بشرط صحت سوال اس صورت میں اگر شرمگاہ سے پانی نکلا ہو، تو وضو واجب ہے اور اگر صرف محسوس ہوا اور کچھ بھی نکلا نہیں، تو وضو واجب نہیں، آپ کا وضو باقی ہے؛ البتہ وضو کر لینا بہتر ہے۔ منی نکلنے کی صورت میں ہی غسل واجب ہوتا ہے۔ اس لیے آپ پر غسل واجب نہیں ہے۔ وسوسہ کا شکار نہ ہوں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی ۲۴/۱۰/۱۴۳۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا بغل اور زیر ناف بالوں کے صاف کرنے سے غسل لازم ہوتا ہے؟

(۳۹) **سوال**: بغل اور موئے زیر ناف بغیر پانی کے خشک طریقہ سے صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور غسل نہ کیا جائے تو کیسا ہے؟

المستفتی: قاری ارشاد احمد، مید پور، میرٹھ

---

(۱) و أما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً، و في منهاج الإمام النووي: رطوبة الفرج ليست بنجسة في الأصح: و قال ابن حجر في شرحه: وهي ماء البيض متردد بين المذي والعرق يخرج من باطن الفرج الذي لا يجب غسله الخ. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر، "كتاب الطهارة، باب الأنجاس"، ج۱،ص:۵۱۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بغل اور زیر ناف بال بطریق خشک یا بطریق پانی دور کرنے سے غسل لازم نہیں آتا؛ ہاں اگر بال اکھڑ جائیں، تو دھولینا بہتر ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: **کتبہ:** محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۸/۱: ۱۴۱۱ھ

سید احمد علی سعید نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

مشت زنی سے وجوب غسل کا حکم:

(۴۰) **سوال:** مشت زنی کرنے سے غسل واجب ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس کا گناہ ہے یا نہیں؟ اور اگر زنا کے خوف سے ایسا کرے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد اشتیاق، نجیب آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مشت زنی حصول شہوت کے لیے حرام ہے اور موجب عقوبت ہے۔ مراقی الفلاح میں ”قوله أي لا لجلبها أي فيحرم، لما روي عنه صلى الله عليه وسلم ناكح اليد ملعون، وقال ابن جريج سألت عنه عن عطاء فقال مكروه

---

(۱)و ذكر الشيخ الإمام شمس الأئمة الحلوانيؒ: أن بنفس خروج الدبر ينتقض وضوءه كذا في الذخيرة المذي ينقض الوضوء و كذا الودي والمني إذا خرج من غير شهوة بأن حمل شيئا فسبقه المني أو سقط من مكان مرتفع يوجب الوضوء كذا في المحيط ... و إن خرجت من قبل المرأة والذكر ... لا ينقض كما في الصوم كذا في الظهيرية الخ. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،”كتاب الطهارة، الباب الأول: في الوضوء، الفصل الخامس، في نواقض الوضوء“ج۱،ص:۶۱)؛ وليس في المذي والودي غسل و فيهما الوضوء لقوله عليه الصلوٰة والسلام: كل فحل يمذي و فيه الوضوء الخ. (المرغيناني، الهداية، ”كتاب الطهارات، فصل في الغسل“ ج۱،ص:۳۳) زیر ناف بال صاف کرنا یہ موجباتِ غسل میں سے نہیں ہے، اسی لئے حضرات فقہاء نے زیر ناف بال صاف کرنے پر نہ تو غسل کو ضروری قرار دیا ہے اور نہ ہی مسنون اور مستحب قرار دیا ہے؛ بلکہ زیر ناف بال صاف کرنے کا تعلق نظافت سے ہے، طہارت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ و سن لصلاة جمعة ولصلاة عيد ولأجل إحرام و عرفة و ندب لمجنون أفاق و عند حجامة و في ليلة براة الخ. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، ج۱،ص:۳۱۰)؛وعن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: وقت لنا رسول الله ﷺ حلق العانة و تقليم الأظفار و قص الشارب و نتف الإبط أربعين يوما مرة. (أخرجه ابو داود، في سننه، ”باب في أخذ الشارب“ ج۱،ص:۳۱۸،رقم۴۲۰۰)؛والأفضل أن يقلم أظفاره و يحفى شاربه و يحلق عانته و ينظف بدنه بالاغتسال في كل أسبوع مرة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ”الباب التاسع عشر: في الختان“ ج۵،ص:۴۱۳)

وسمعت قوماً یحشرون و أیدیهم حبالی فأظنهم هؤلاء وقال سعید بن جبیر عذّب اللّٰه أمةً کانوا یعبثون بمذاکیرهم و ورد سبعة لا ینظر اللّٰه إلیهم منهم الناکح یده''[۱]

اس عمل پر شہوت کے ساتھ منی کا خروج ہوتا ہے؛ اس لیے غسل واجب ہے ''یفترض الغسل بواحد من سبعة أشیاء أولها خروج المني إلي ظاهر الجسد إذا انفصل عن مقره بشهوة من غیر جماع کاحتلام ولو بأول مرة لبلوغ في الأصح''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۲/۱/ ۱۴۱۹ھ، نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غسل کے بعد کی دعا کا حکم:

(۴۱)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے یہاں طریقہ یہ ہے کہ غسل کرنے کے بعد آخری لوٹے پر لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں، کیا یہ عمل درست ہے؟

المستفتی: محمد صابر، بھاگل پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو اور غسل کی دعا یکساں ہے جو دعا وضو کی ہے وہی غسل کی ہے، غسل کے لیے علیحدہ کوئی دعا احادیث میں منقول نہیں ہے۔ علامہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ غسل کے اذکار مثل وضو کے ہیں، اس لیے غسل سے فارغ ہوکر وہ دعا پڑھنی چاہیے جو وضو کے بعد پڑھتے ہیں اور اگر غسل خانہ میں برہنہ حالت میں ہو، تو اس حالت میں ذکر نہیں کرنا چاہیے؛ بلکہ غسل سے فارغ ہوکر جب باہر آجائے تو اس وقت پڑھے[۳] ''یستحبّ للمغتسل أن یقول جمیع ما

(۱)الطحطاوي، حاشیة الطحطاوي علی المراقي، فصل فیما یوجب الاغتسال، ج۱،ص:۹۶

(۲)عمار بن حسن، مراقي الفلاح شرح نورالإیضاح، ''فصل فیما یجب فیه الاغتسال''ج۱،ص:۳۹-۴۰ (مکتبہ اسعدی سہارنپور)

(۳)إلّا حال انکشاف و في محل نجاسة فیسمی بقلبه. الظاهر أن المراد أن یسمی قبل رفع ثیابه (ابن عابدین، رد المحتار، ''کتاب الطهارة''ج۱،ص:۲۲۷)

ذكرناه في المتوضئ من التسمية وغيرها، ولا فرق في ذلك بين الجُنب والحائض وغيرهما، وقال بعض أصحابنا: إن كان جُنُباً أو حائضاً لم يأتِ بالتسمية، والمشهور أنها مستحبّة لهما كغيرهما، لكنهما لا يجوز لهما أن يقصدا بها القرآن''[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی ۴/۱۱/ ۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مصنوعی کھلونے سے جماع کرنے کی صورت میں غسل کا حکم:

(۴۲) **سوال**: (۱) آج کل کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنی جنسی ہوس کو پورا کرنے کے لیے مصنوعی جنسی کھلونوں (sex toys) کا سہارا لیتے ہیں، اگر دوران استعمال انزال ہو جائے، تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟ نیز اگر ان کھلونوں کو استعمال کرنے سے انزال نہ ہو لیکن حشفہ داخل ہو جائے، تو کیا دخول حشفہ کی وجہ سے وجوب غسل کا حکم ہوگا؛ یعنی جس طرح مرد و عورت جماع کریں، تو صرف دخول حشفہ سے غسل واجب ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی حکم ہوگا۔ اور کیا مرد و عورت میں اس سلسلے میں کوئی فرق ہے، یعنی عورت نے اپنی شرم گاہ میں مصنوعی آلے کا حشفہ داخل کیا اور انزال نہیں ہوا، اسی طرح مرد نے اپنا حشفہ مصنوعی فرج میں داخل کیا تو دونوں صورت میں ایک ہی حکم ہے یا الگ الگ ہے؟

المستفتی: زید، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اس سلسلے میں پہلے تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ عمل ناجائز اور حرام ہے، شریعت نے جنسی تسکین کے لیے دو راستے مقرر کئے ہیں ایک نکاح کا اور دوسرا باندی سے جماع کا۔ اس وقت جنسی تسکین کی ایک ہی صورت جائز ہے کہ نکاح کے ذریعہ جنسی ضرورت پوری کی جائے اور اگر نکاح ممکن نہ ہو تو روزہ کے ذریعہ اپنی جنسی ضرورت کو کم کیا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿إلا على أزواجهم أو ماملكت أيمانهم فإنهم غير ملومين فمن

(۱) النووي، الأذكار'' باب ما يقول على اغتسال'' ج۱،ص:۵۱ (بيروت: دارابن حزم، لبنان)

ابتغی وراء ذلک فأولئک هم العادون''[۱]

اگر کوئی اس طرح مصنوعی کھلونے سے جنسی ضرورت پوری کرتا ہے اور اس کو انزال ہو جائے تو غسل واجب ہوگا۔[۲]

نیز مصنوعی کھلونے سے جنسی عمل کیا اس طور پر کہ مرد نے اپنا حشفہ مصنوعی فرج میں داخل کیا اور انزال نہیں ہوا، تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا اور اگر عورت نے مصنوعی کھلونے کے حشفہ کو قضاء شہوت کے لیے اپنی شرم گاہ میں داخل کیا اور اس سے اس کو تسکین ملی تو اگر چہ انزال نہیں ہوا، اس پر غسل واجب ہو جائے گا۔(و) لا عند (إدخال إصبع ونحوه) كذكر غير آدمي وذكر خنثى وميت وصبي لايشتهى وما يصنع من نحو خشب (في الدبر أو القبل) على المختار ... (بلا إنزال) لقصور الشهوة أما به فيحال عليه .... في ردالمحتار: قال في التجنيس: رجل أدخل إصبعه في دبره وهو صائم اختلف في وجوب الغسل والقضاء .والمختار أنه لا يجب الغسل ولا القضاء؛ لأن الإصبع ليس آلة للجماع فصار بمنزلة الخشبة، ذكره في الصوم، وقيد بالدبر؛ لأن المختار وجوب الغسل في القبل إذا قصدت الاستمتاع؛ لأن الشهوة فيهن غالبة فيقام السبب مقام المسبب دون الدبر لعدمها. نوح أفندى'''' وكذا الاستمناء بالكف وإن كره تحريما لحديث ناكح اليد ملعون، ولو خاف الزنى يرجى أن لا وبال عليه ... بقي هنا شيء وهو أن علة الإثم هل هي كون ذلك استمتاعا بالجزء كما يفيده الحديث، وتقييدهم كونه بالكف ويلحق به ما لو أدخل ذكره بين فخذيه مثلا حتى أمنى، أم هي سفح الماء وتهييج الشهوة في غير محلها بغير عذر كما يفيده قوله و أما إذا فعله لاستجلاب الشهوة إلخ؟ لم أرمن صرح بشيء من ذلك والظاهر الأخير؛ لأن فعله بيد زوجته ونحوها فيه سفح الماء لكن بالاستمتاع بجزء مباح كما لو أنزل بتفخيذ أو تبطين بخلاف ما إذا كان بكفه ونحوه، وعلى هذا فلو

(۱) المؤمنون، آیت:۶

(۲) ابن عابدین، ردالمحتار ''مطلب رطوبة الفرج'' ج۱،ص:۳۰۴-۳۰۶

أدخل ذكره في حائط أو نحوه حتى أمنى أو استمنى بكفه بحائل يمنع الحرارة يأثم أيضا، ويدل أيضا على ما قلنا ما في الزيلعي حيث استدل على عدم حله بالكف بقوله تعالى ”والذين هم لفروجهم حافظون“ [۱] الآية وقال فلم يبح الاستمتاع إلا بهما أي بالزوجة والأمة اه فأفاد عدم حل الاستمتاع أي قضاء الشهوة بغيرهما هذا ما ظهر لي والله سبحانه أعلم“[۲]

الجوب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی — **کتبہ**: امانت علی قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی — مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — ۱۱/۱۱/۱۴۴۱ھ

باتھ ٹب میں نہاتے ہوئے کتاب پڑھنا:

(۴۳)**سوال** : کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماءعظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

باتھ ٹب میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے آدمی بہت دیر تک پانی میں لیٹا رہتا ہے، اس دوران اگر وقت کو کام میں لگانے کے لیے کوئی دینی یا عصری کتاب کا مطالعہ کرے، تو کیا شرعاً اس کی گنجائش ہوگی یا کوئی قباحت ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: اویس خالد، جے جے کالونی، نریلا، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: باتھ روم ایک گندی اور برہنگی کی جگہ ہے، دورانِ غسل بات چیت کرنا، دعا اور ذکر کرنا مکروہ ہے، اس لیے کسی کتاب کا مطالعہ کرنا بھی مکروہ ہوگا۔

و يستحب أن لا يتكلم بكلام قط من كلام الناس أو غيره.[۳] و يستحب أن لا يتكلم بكلام مطلقا، أما كلام الناس فلكراهته حال الكشف.[۴]

الجواب صحیح : واللہ اعلم بالصواب

امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد احسان قاسمی — **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی ۱۷/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) المؤمنون: ۵

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا مصنوعی دانت کا غسل میں نکالنا ضروری ہے؟

(۴۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
کیا مصنوعی دانت کا غسل میں نکالنا ضروری ہے؟ بعض مرتبہ دانت پر غلاف چڑھا ہوا ہوتا ہے یا پورا دانت ایسا ہوتا ہے کہ اس کو آسانی سے نکال کر دھویا جا سکتا ہے، تو اس طرح کے دانتوں کا کیا حکم ہے؟
المستفتی: محمد سلیم، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر دانت یا خول اس طرح پیوست ہے کہ اس کا نکالنا ممکن نہیں، تو اس کا حکم اصل دانت کے مانند ہے، اس کے ظاہری حصہ کو دھونا کافی ہوگا اور اس کو اتارے بغیر غسل مکمل ہو جائے گا، لیکن اگر اس کو نکالنا ممکن ہو اور خول کو یا دانت کو الگ کر کے دھویا جا سکتا ہو، تو پھر صرف اس کے ظاہری حصہ کو دھونا کافی نہیں ہوگا؛ بلکہ ہر جانب پانی پہنچانا لازم ہوگا اور اگر آسانی سے پانی وہاں تک نہ پہنچ پاتا ہو، تو اس کو نکال کر دھونا ضروری ہوگا۔

ولو كان سنه مجوفا فبقي فيه أو في أسنانه طعام أو درن رطب في أنفه ثم غسله على الأصح كذا في الزاهدي.[1]

واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد احسان قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی ۱۸/۱۱/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ غسل کے وجوب کا حکم:

(۴۵)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) ابن عابدين، رد المحتار "باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب في حكم الاستمناء بالكف"، ج۳،ص:۳۷۱

(۳) محمد بن محمد، غنية المستملي شرح منية المصلي، ص:۴۵

(۴) ابن عابدين، رد المحتار "كتاب الطهارة، مطلب: سنن الغسل" ج۱،ص:۲۹۱

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "الباب الثاني: في الغسل، الفصل الأول في فرائضه" ج۱،ص:۶۴
ولو كان سنه مجوفا أو بين أسنانه طعام أو دون رطب يجزئه لأن الماء لطيف يصل إلى كل موضع غالبا (ابن الهمام، فتح القدير، "فصل في الغسل" ج۱،ص:۶۰)

آج کل جن عورتوں کو بچہ نہیں ہوتا ہے تو میڈیکل کی ترقی نے ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعہ ان کا حل نکالا ہے وہ اس طرح کہ مرد کا مادہ منویہ لے کر انجکشن کے سرنج کے ذریعہ ٹیوب میں محفوظ کیا جاتا ہے، پھر کچھ دنوں بعد اس منی کو عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے تو اس صورت میں جب کہ عورت کے رحم میں منی داخل کی گئی، عورت پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عبداللہ، سرساوہ، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا، اس لیے کہ محض مادہ تولید کا دخول یا خروج موجب غسل نہیں ہے، بلکہ انسان اس عمل کی وجہ سے جو جنسی لذت حاصل کرتا اور جو لذت پورے جسم کو پہنچتی ہے شریعت غسل کے ذریعہ اس کی تطہیر کرنا چاہتی ہے۔ ٹیوب کے ذریعہ جو مادہ منویہ عورت کے رحم میں پہنچایا جاتا ہے اس میں کوئی تسکین نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ عورت ناگوار خاطر بطور علاج اس کو گوارہ کرتی ہے۔ عورت کے رحم میں منی کا داخل کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عورت کے جسم میں انگلی داخل کرنا یہ موجب غسل نہیں ہے، اسی طرح ٹیوب کا داخل کرنا موجب غسل نہ ہوگا۔

ولا عند إدخال إصبع و نحوه كذكر غير آدمي [1] إذا وطئى إمرأته دون الفرج فدب ماؤه إلى فرجها ثم خرج، أو وطئها في الفرج فاغتسلت ثم خرج ماء الرجل من فرجها فلا غسل عليها [2]

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی ۱۹/۱۱/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد احسان قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

شرم گاہ میں انگلی داخل کرنا موجب غسل ہے یا نہیں؟

(۴۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

اگر کوئی عورت اپنی شرم گاہ میں شہوت کے ساتھ انگلی داخل کرے اور انزال نہ ہو، تو کیا

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار، ”كتاب الطهارة، قبيل مطلب في رطوبة الفرج“، ج۱، ص:۳۰۴

(۲) ابن قدامة، المغنى، ”كتاب الطهارة، باب ما يوجب الغسل، فصل: إذا وطئ إمرأته الخ“، ج۱، ص:۲۶۵ (بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

غسل واجب ہوگا، اسی طرح اگر شوہر نے بیوی کی شرم گاہ میں انگلی داخل کی اور انزال نہیں ہوا، یا کسی عورت نے دوسری عورت کی شرم گاہ میں انگلی داخل کی اور انزال نہیں ہوا، تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عابد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) اگر عورت اپنی شرم گاہ میں انگلی داخل کرے، نہ شہوت ہو اور نہ ہی انزال ہو، تو غسل واجب نہیں ہوگا، ہاں اگر اس عمل کی وجہ سے شہوت پیدا ہو جائے تو محتاط قول کے مطابق غسل واجب ہے (و) **لا عند (إدخال إصبع و نحوه) كذكر غير آدمي و ذكر خنثى و ميت و صبي لا يشتهي وما يصنع من نحو خشب (في الدبر أو القبل) على المختار...... (بلا إنزال) لقصور الشهوة أما به فيحال عليه...... (قوله: على المختار) قال في التجنيس : رجل أدخل إصبعه في دبره وهو صائم اختلف في وجوب الغسل والقضاء. والمختار أنه لا يجب الغسل ولا القضاء؛ لأن الإصبع ليس آلة للجماع فصار بمنزلة الخشبة ذكره في الصوم، و قيد بالدبر، لأن المختار وجوب الغسل في القبل إذا قصدت الاستمتاع: لأن الشهوة فيهن غالبة فيقام السبب مقام المسبب دون الدبر لعدمها نوح افندی...... (قوله: أما به) أي أما فعل هذه الأشياء المصاحب للإنزال فيحال وجوب الغسل على الإنزال.** [1]

(۲) اگر کسی دوسری عورت نے یا ڈاکٹر نے شرم گاہ میں انگلی داخل کی اور انزال نہیں ہوا، تو غسل واجب نہیں ہوگا۔

(۳) اگر شوہر نے بیوی کی شرم گاہ (فرج) میں انگلی داخل کی اور عورت کو اس سے شہوت نہیں ہوئی، تو اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا؛ البتہ اگر میاں بیوی شہوت کی بنا پر یہ عمل کریں اور شوہر اپنی انگلی عورت کی شرم گاہ میں داخل کرے، تو بعض فقہاء کے قول کے مطابق غسل لازم ہو جاتا ہے، احتیاط اسی قول میں ہے۔ لہٰذا شہوت ہونے کی صورت میں عورت غسل کرے اور اگر مرد کے انگلی داخل کرنے کی

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار ''كتاب الطهارة، قبيل مطلب في رطوبة الفرج''، ج۱، ص: ۳۰۵

وجہ سے عورت کی منی خارج ہوگئی، تو عورت پر بالاتفاق غسل واجب ہوجائے گا۔ (قوله وفي فتح القدير أن في إدخال الإصبع الدبر خلافاً الخ) ذكر العلامة الحلبى هنا تفصيلاً، فقال: والأولى أن يجب في القبل إذا قصد الاستمتاع لغلبة الشهوة: لأن الشهوة فيهن غالبة فيقام السبب مقام المسبب وهو الإنزال دون الدبر بعدمها.[1]

فقط واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد احسان قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: امانت علی قاسمی ۱۹/۱۱/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا مخصوص عضو کو منہ میں لینے سے غسل واجب ہوجاتا ہے؟

(۴۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر کوئی عورت شوہر کے خاص عضو کو منہ میں لے، تو کیا غسل واجب ہوگا؟ اگر ہوگا تو کس پر: شوہر پر یا بیوی پر؟

المستفتی: محمد عبداللہ، شاملی

الجواب وباللہ التوفیق: عورت کا مرد کی شرم گاہ کو منہ میں لینے سے کسی پر غسل واجب نہیں ہوتا، ہاں اگر اس عمل کی وجہ سے انزال ہوجائے، تو اگر دونوں کا انزال ہوجائے تو دونوں پر یا جس کا انزال ہوا اس پر غسل واجب ہوگا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عورت کا مرد کی شرم گاہ کو منہ میں لینا یا مرد کا عورت کی شرم کو منہ میں لینا یہ گھناؤنا عمل ہے۔ اس سے احتراز ضروری ہے (و) لا عند (إدخال إصبع و نحوه) كذكر غير آدمي و ذكر خنثي و ميت و صبي لا يشتهى وما يصنع نحو خشب (في الدبر أو القبل) على المختار... (بلا إنزال) لقصور الشهوة أما به فيحال عليه ... (قوله: على المختار) قال في التجنيس: رجل أدخل إصبعه في دبره وهو صائم، اختلف في وجوب الغسل والقضاء. والمختار أنه لا يجب الغسل ولا القضاء؛ لأن الإصبع ليس آلة للجماع فصار بمنزلة الخشبة ذكره في

(۱) ابن نجيم البحر الرائق، ج۱ص:۱۱۱

الصوم، و قيد بالدبر؛ لأن المختار وجوب الغسل في القبل إذا قصدت الاستمتاع؛ لأن الشهوة فيهن غالبة فيقام السبب مقام المسبب دون الدبر لعدمها نوح أفندى... (قوله: أما به) أي ما فعل هذه الأشياء المصاحب للإنزال فيحال وجوب الغسل على الإنزال.[1]

منها إدخال إصبع و نحوه كشبه ذكر مصنوع من نحو جلد في احد السبيلين على المختار لقصور الشهوة.[2]

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی ۱/۱/۱۴۴۲ھ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد عارف قاسمی، محمد احسان قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

میڈیکل چپ کی صورت میں غسل کا حکم:

(۴۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

آج کل میڈیکل نے کافی ترقی کر لی ہے، اسی وجہ سے گھر بیٹھے علاج ممکن ہو گیا ہے، اس کی ایک صورت آج کل یہ رائج ہو رہی ہے کہ ایک میڈیکل چپ ہوتی ہے جو مریض کے بازو میں چسپاں کر دی جاتی ہے، اس طور پر کہ چودہ دن کے لیے نکالا نہیں جا سکتا ہے، اس چپ کی وجہ سے ڈاکٹر مریض کی ہر صورت حال سے واقف رہتا ہے۔ اگر مریض کا شوگر بڑھ جائے، تو ڈاکٹر کو پتہ چل جائے گا اور وہ فوراً دوا تجویز کر دے گا، اسی طرح مریض کا ہارٹ متاثر ہو، یا بلڈ پریشر بڑھ جائے، یا مریض ڈاکٹر کے بتائے ہوئے نظام کے خلاف کچھ کرے، زیادہ کھانا کھا لے یا کم چہل قدمی کرے تو ڈاکٹر گھر بیٹھے ان کی بیماری سے واقف ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ سوال ہے کہ اس چپ کے لگنے کے بعد غسل کیا جا سکتا ہے؛ لیکن چپ کے نیچے کے حصے میں پانی نہیں پہنچے گا تو ایسی صورت میں غسل درست ہوگا یا نہیں یا بیماری کی وجہ سے مجبوراً اس طرح کی چپ کا استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: ڈاکٹر فضل اللہ مکرم، حیدر آباد

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، ''كتاب الطهارة، مطلب في رطوبة الفرج'' ج۱، ص:۳۰۶

(۲) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي، ''فصل: عشرة أشياء لا يغتسل منها'' ص:۱۰۱

الجواب وباللّٰه التوفيق: فرض غسل کے اندر پورے جسم تک پانی پہنچانا فرض ہے اس لیے بلاضرورت اس طرح کے چپ کا استعمال درست نہیں ہوگا اور اگر کوئی اس طرح کا چپ استعمال کرے، تو اس کا فرض غسل صحیح نہیں ہوگا، ہاں اگر مریض کو اس طریقۂ علاج کی ضرورت ہو اور اس طرح سے فائدہ کا یقین یا ظن غالب ہو، تو اس طرح کے چپ کے استعمال کی اجازت ہوگی اور اگر غسل فرض کی ضرورت ہو اور چپ نکالنے میں نقصان اور ضرر نہ ہو، تو چپ نکالنا ضروری ہے ورنہ اسی چپ کے ساتھ غسل کرلے۔ اس چپ کو پٹی کے مشابہ قرار دیا جائے گا اس کے ظاہر پر پانی پھیر لینا کافی ہوگا۔

و يجب أي يفرض (غسل) كل ما يمكن من البدن بلا حرج مرة كأذن و سرة و شارب و حاجب و أثناء لحية و شعر رأس ولو متلبداً لما في -فاطهروا- من المبالغة.و أما إذا لم يضره فلا يمسح على الجبائر.[1] قال قاضي خان : و يمسح على العصابة كان تحته جراحة أو لا... لأن العصابة لا تعصب على وجه يأتي على موضع الجراحة.[2]

الجواب صحيح: محمد عارف قاسمی، محمد احسان قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
كتبه: امانت علی قاسمی ۱/۱/۱۴۴۲ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چیٹنگ کے دوران پانی نکلے تو کیا حکم ہے؟

(۴۹) **سوال**: میں ایک لڑکی سے چیٹنگ (میسیج کے ذریعہ بات) کرتا ہوں، جس کے بعد گوند جیسی اور پانی کی طرح کوئی چیز پرائیویٹ حصہ سے نکلتی ہے۔ اس میں غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عبدالغفار، دیوبند

الجواب وباللّٰه التوفيق: چیٹنگ (میسیج کے ذریعہ بات) کرتے ہوئے شہوت کی وجہ سے جو پانی نکلتا ہے اس کو مذی کہتے ہیں، اور اس سے صرف وضو واجب ہوتا ہے، اس میں غسل کی

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب في أبحاث الغسل" ج۱،ص:۲۸۵

(۲) محمد بن محمد، العناية شرح الهداية، "باب المسح على الخفين" ج۱،ص:۱۵۷(بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

ضرورت نہیں۔[۱]

(وليس في المذي والودي غسل وفيهما الوضوء)[۲] وليس في المذي والودي غسل وفيهما الوضوء ''لقوله عليه الصلاة والسلام:'' ''كل فحل يمذي وفيه الوضوء''[۳]

الجواب صحیح: محمد احسان قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی ۷/۱۰/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بغرض علاج فرج میں انگلی داخل کرنے کی صورت میں غسل کا حکم:

(۵۰) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: جب عورت اپنا گائنا لوجی یعنی شرمگاہ کا اندرونی معائنہ کرواتی ہے، تو اس حالت میں اخراج ہوتا ہے، تو اس صورت میں غسل ضروری ہوگا یا نہیں؟ از روئے شریعت مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکرام اللہ، کشی نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں علاج کی غرض سے اگر دائی، نرس یا ڈاکٹرنی انگلی یا ہاتھ داخل کرے، تو صرف انگلی یا دوا وغیرہ کے دخول سے غسل فرض نہیں ہوگا؛ لیکن اگر انگلی کے دخول کے ساتھ ساتھ شہوت کے ساتھ انزال ہوجائے تو غسل فرض ہوجائے گا۔ جیسا کہ

---

(۱) و إذا علم أنه مذي أو شك أنه مذي أو ودي أو كان ذكره منتشرا قبيل النوم فلا غسل عليه اتفاقاً. (ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة، مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل'' ج۱، ص:۳۰۱-۳۰۲)؛ ولا يجب الغسل بإنزال المذي والودي والبول بالإجماع. (زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة''، ج۱، ص:۱۰۲)

(۲) كمال الدين محمد بن عبدالواحد ابن همام، فتح القدير، ''كتاب الطهارة، فصل في الغسل'' ج۱، ص:۷۱

(۳) المرغيناني، الهدايه، ''كتاب الطهارة، فصل في الغسل''، ج۱، ص:۳۳)

صاحب درمختار نے لکھا ہے:

’’ولاعند إدخال أصبع ونحوه في الدبر أو القبل على المختار ونقل الشامي من كلام نوح آفندي على التجنيس: أن المختار وجوب الغسل في القبل إذا قصدت الاستمتاع؛ لأن الشهوة فيهنّ غالبة، فيقام السبب مقام المسبب، قال: وقوله: لأن المختار وجوب الغسل ...... الخ بحث منه سبقه إليه شارح المنية حيث قال: والأولى أن يجب في القبل ...... الخ وقد نبه في الإمداد أيضاً على أنه بحث من شارح المنية، فافهم‘‘[1]

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

غسل میں موالات شرط ہے یا نہیں؟

(۵۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان عظام: ایک شخص نے جنابت کا غسل کیا غسل کرتے وقت ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا بھول گیا، غسل خانہ سے باہر آکر اس نے کپڑے وغیرہ بھی پہن لیے اب اسے یاد آیا کہ وہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا ہے، تو کیا یاد آنے پر کپڑے پہننے کے بعد کلی اور ناک میں پانی ڈالنے سے فرض غسل اداء ہو جائے گا یا نہیں؟ یا اس کو از سر نو غسل کرنا ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عارف حسین، سوپول

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں غسل ہو جائے گا؛ کیونکہ موالات یعنی اعضاء کو لگاتار دھونا صرف سنت ہے فرض نہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، ’’كتاب الطهارة‘‘: ج۱، ص: ۳۰۴.

نے بہشتی زیور میں لکھا ہے:

اگر غسل کے بعد یاد آوے کہ فلاں جگہ سوکھی رہ گئی تھی، تو پھر سے نہانا واجب نہیں ہے؛ بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھو لیوے؛ البتہ صرف ہاتھ پھیرنا کافی نہیں ہوگا؛ بلکہ تھوڑا سا پانی لے کر اس جگہ بہانا چاہئے اور اگر کلی بھول گئی (گیا) ہو، تو اب کلی کر لے اور اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو، تو اب ڈال لے، خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز رہ گئی ہو اب اس کو کر لینے سے از سرِ نو غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔[1]

"قال في الدر المختار: وسننه (الغسل) كسنن الوضوء، قال الشامي: قوله"وسننه "أفاد أنه لا واجب للوضوء ولا للغسل. ثم قال: وقوله:"كسنن الوضوء"أي من البداء ة بالنية والتسمية والسواك والتخليل والدلك والولاء الخ"[2]

"ولو تركها أي ترك المضمضة أو الاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسيا فصلى ثم تذكر ذلك يتمضمض أو يستنشق أو يغسل اللمعة الخ "[3]

"وإنما يكره التفريق في الوضوء إذا كان بغير عذر أما إذا كان بعذر بأن فرغ ماء الوضوء فيذهب لطلب الماء أو ما أشبه ذلك فلا بأس بالتفريق على الصحيح، وهكذا إذا فرق في الغسل والتيمم، السراج الوهاج"[4]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) اشرف علي تهانوي، بهشتي زيور: ج۱، ص:۵۷. (البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ، کراچی، پاکستان)

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: مطلب سنن الغسل": ج۱، ص:۲۹۰.

(۳) إبراهيم حلبي، غنية المستملي في شرح منية المصلي المعروف بالحلبي الكبيري، "كتاب الطهارة: فرائض الغسل": ص:۴۴۔

(۴) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الطهارة: الباب الأول في الوضوء، الفصل الثاني، في سنن الوضوء، ومنها الموالات": ج۱، ص:۵۸۔

بچہ دانی کا الٹراساؤنڈ کرانے پر غسل کا حکم:

(۵۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر لیڈی ڈاکٹر کسی خاتون کی بچہ دانی کا الٹراساؤنڈ کرتے ہوئے کیمرہ شرمگاہ کے راستے سے اندر کر دے، تو اس عورت پر غسل واجب ہوگا یا نہیں۔ براہ مہربانی جلد جواب دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمر، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس عمل سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

”(و) لا عند (إدخال إصبع ونحوه) كذكر غير آدمي وذكر خنثى وميت وصبي لا يشتهي وما يصنع من نحو خشب (في الدبر أو القبل) على المختار. (الدر المختار) وفي رد المحتار: (قوله: على المختار) قال في التجنيس: رجل أدخل إصبعه في دبره وهو صائم اختلف في وجوب الغسل والقضاء. والمختار أنه لا يجب الغسل ولا القضاء؛ لأن الإصبع ليس آلة للجماع فصار بمنزلة الخشبة ذكره في الصوم، وقيد بالدبر؛ لأن المختار وجوب الغسل في القبل إذا قصدت الاستمتاع؛ لأن الشهوة فيهن غالبة فيقام السبب مقام المسبب دون الدبر لعدمها نوح آفندي“[1]

”منها إدخال أصبع ونحوه كشبه ذكر مصنوع من نحو جلد في أحد السبيلين على المختار لقصور الشهوة“[2]

”(ولا) عند (إدخال أصبع ونحوه في الدبر ووطء بهيمة بلا إنزال) لقلة الرغبة كما مر“[3]

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل“: ج۱،ص:۳۰۴۔
(۲) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الطهارة: عشرة أشياء لا يغتسل منها“: ص:۱۰۱.
(۳) علي حيدر، درر الحكام شرح مجلة الأحكام، ”موجبات الغسل“: ج۱،ص:۱۹. (مكتبه شامله)

"رجل أدخل اصبعه في دبره وهو صائم الختلفوا في وجوب الغسل والقضاء والمختار إنه لا يجب الغسل ولا القضاء لأن الأصبع ليس آلة للجماع فصار بمنزلة الخشبة"(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غسل جنابت میں صابن اور شیمپو کے استعمال کا حکم:

(۵۳) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیا غسلِ جنابت میں صابن اور شیمپو کا استعمال کرنا ضروری ہے؟ نیز اگر کوئی شخص کپڑے پہنے ہوئے ہی غسل جنابت کرتا ہے، تو کیا غسل جنابت ہو جائے گا یا کپڑے اتار کر ہی غسل کرنا ضروری ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: ہر عاقل بالغ مسلمان جس کو جنابت لاحق ہو جائے اسے چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے بدن پر اگر ظاہری نجاست لگی ہو، تو اسے صاف کرے، ابتداء میں غسلِ جنابت کرتے ہوئے اچھی طرح کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور اگر روزہ نہ ہو تو کلی کرتے ہوئے غرغرہ بھی کرے اور ناک میں پانی ڈالتے ہوئے ناک کے بانسے (ناک کی نرم ہڈی) تک پانی کو پہونچائے اس کے بعد پورے جسم پر اس طرح پانی بہائے کہ جسم میں بال کے بقدر بھی کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے۔

(۱) ابن نجیم، البحر الرائق، "کتاب الطهارة": ج۱، ص:۱۱۱.

”عن ابن عباس، عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: توضأ رسول الله صلى الله عليه وسلم وضوئه للصلاة، غير رجليه، وغسل فرجه وما أصابه من الأذى، ثم أفاض عليه الماء، ثم نحى رجليه، فغسلهما، هذه غسله من الجنابة“(۱)

اسلام صفائی، ستھرائی، طہارت اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے اور یہی انسانی فطرت بھی ہے اور اس فطرت کا اسلام نے بھرپور لحاظ رکھا ہے اسی لیے اگر کوئی شخص غسلِ جنابت میں صابن اور شیمپو کا استعمال کرتا ہے تو یہ چیزیں نظافت کے لیے اچھی ہیں؛ لیکن غسلِ جنابت کے صحیح ہونے کے لیے صابن اور شیمپو کا استعمال کرنا ضروری نہیں ہے اور اگر کوئی کپڑے سمیت ہی ان فرائض کو پورا کرلے مثلاً: کپڑے پہنے ہوئے کسی نہر وغیرہ میں چلا جائے اور اچھی طرح نجاست کو زائل کردے، تو نجاست زائل ہونے، کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے بعد ایسے شخص کا غسل ہوجائے گا، کپڑے اتار کر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے:

”وهي ثلاثة: المضمضة، والاستنشاق، وغسل جميع البدن على ما في المتون“(۲)

”وجبت المضمضة والاستنشاق في الغسل“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ناک، کان کے زیور والے سوراخ میں پانی پہونچانا؟

(۵۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الغسل: باب الوضوء قبل الغسل“: ج۱، ص:۴۹، رقم:۲۴۹. (مكتبه نعيميه، ديوبند)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب الثاني في الغسل، الفصل الأول: في فرائضه“: ج۱، ص:۶۴.

(۳) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الطهارة: فصل الغسل“: ج۱، ص:۳۴.

عورت کان اور ناک میں جو زیور پہنے ہوتی ہیں غسل کے وقت اس کو ہلائیں، تاکہ پانی پہنچ جائے یہ کافی ہے یا اس کو اتار کر اندر پانی پہنچانا ضروی ہے؟ نیز کان میں بالی پہننے کی جگہ جو سوراخ ہوتا ہے، کیا اس کے اندر بھی پانی ڈالنا ضروری ہے، کیوں کہ وہ سوراخ بہت چھوٹا ہوتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غسل کرتے وقت اگر زیورات کے ہلانے سے پانی اندر تک پہنچ جاتا ہے، تو انہیں ہلا لینا ہی کافی ہے، اتارنا ضروری نہیں، اسی طرح کان میں بندے ڈالنے کے لیے جو سوراخ کیا جاتا ہے جنابت کے غسل کے دوران اس میں بھی پانی پہنچانا ضروری ہے، اگر کان میں بندے / بالی پہنی ہوئی ہو اور پانی بہاتے ہوئے ان سوراخوں میں خود بخود پانی پہنچ جائے، تو کافی ہے، ورنہ زیور کو ہلا کر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔

”وسئل نجم الدين النسفی رحمه اللّٰه عن امرأة تغتسل من الجنابة، هل تتكلف لإيصال الماء إلى ثقب القرط؟ قال: إن كان القرط فيه، وتعلم أنه لايصل الماء إليه من غير تحريك فلا بد من التحريك، كما في الخاتم، وإن لم يكن القرط فيه، إن كان لايصل الماء إليه لاتكلف، وكذلك إن انضم ذلك بعد نزع القرط وصار بحيث لايدخل القرط فيه إلا بتكلف لاتتكلف أيضاً، وإن كان بحيث لو أمرَّت الماء عليه دخله، ولو عدلت لم يدخله أمرت الماء عليه حتى يدخله، ولاتتكلف إدخال شيء فيه سوى الماء من خشب أو نحوه لإيصال الماء إليه“(۱)

”ويجب تحريك القرط والخاتم الضيقين، ولو لم يكن قرط فدخل الماء الثقب عند مروره أجزأه كالسرة، وإلا أدخله كذا في فتح القدير ولا يتكلف في إدخال شيء سوى الماء من خشب ونحوه“(۲)

(۱) برهان الدين محمود بن أحمد، المحيط البرهاني، ”كتاب الطهارات: الفصل الثالث في تعليم الاغتسال، نوع منه“: ج۱، ص: ۸۰ (مكتبه شامله)

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ”كتاب الطهارة: فرض الغسل“: ج۱، ص: ۸۸.

”وكان خاتمة ضيقاً نزعه أو حركه وجوبا كقرط ولو لم يكن بثقب أذنه قرط فلا خلا الحماء فيه عند مروره على أذنه أجراه كسرة وأذن دخلهما الماء وإلا يدخل أدخله ولو باصبعه“(۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

غسل جنابت سے قبل حیض کے آنے پر غسل کا حکم:

(۵۵) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ ایک عورت کو احتلام ہوا اور ابھی اس نے غسل نہیں کیا تھا کہ اسے حیض آنا شروع ہو گیا تو کیا حالت حیض میں اس عورت پر غسل جنابت ضروری ہے؟ یعنی فوری طور پر وہ غسل کرے گی یا توقف کرے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکبر، بنارس

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر عورت کو جنابت کے بعد غسل سے پہلے حیض آنا شروع ہو گیا تو فوری طور پر غسل کرنا اس عورت پر ضروری نہیں ہے، بلکہ جب حیض کا خون بند ہو جائے تب غسل کرے گی؛ اس لیے کہ غسل جنابت تو پاکی کے لیے ہوا کرتا ہے اور جب تک وہ عورت ایام حیض میں ہے پاکی کا تصور ہی نہیں ہو سکتا؛ لہٰذا عورت حیض سے پاک ہونے کے بعد دونوں کا ایک ہی غسل کرے گی، غسلِ جنابت اور حیض دونوں کا الگ الگ غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی عورت حالت حیض میں ویسے ہی غسل کرنا چاہے تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے؛ لیکن یہ غسل غسلِ طہارت نہیں کہلائے گا۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب في أبحاث الغسل“: ج۱،ص:۲۸۹۔

’’(و) عند (انقطاع حیض ونفاس) هذا وما قبله من اضافة الحكم إلى الشرط: أي يجب عنده لا به، بل بوجوب الصلاة أو إرادة ما لا يحل كما مر‘‘(۱)

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۰/۱۲/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فون پر بات کرنے سے گیلا پن محسوس ہو تو کیا غسل کرنا ہوگا؟

(۵۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

میرا نکاح میرے چچا زاد سے ہوا ہے، مگر ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے، میں اپنے رشتے سے متعلق کچھ سوالات پوچھنا چاہتی ہوں:

(۱) ہم میسجز اور کال پر ہر طرح کی بات کرتے ہیں کبھی کبھی صرف کال یا میسج کرنے کے دوران مجھے (wetness) (گیلا پن) محسوس ہوتی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) رات کے وقت ہم کال پر بات کرتے ہیں اور اس میں وہ تمام باتیں ہوتی ہیں جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہوتی ہیں اور ہم اسے محسوس کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس دوران اگر (wetness) (گیلا پن) محسوس ہو، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیوں کہ مجھے نہیں پتہ چلتا کہ یہ کس قسم کی ناپاکی ہے، کیوں کہ مجھے نہیں پتہ چلتا کہ یہ چیز مجھے سکون دے رہی ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: حنا، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: چوں کہ آپ کا نکاح ہو چکا ہے؛ اس لیے بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میسج کے ذریعہ یا فون کے ذریعہ وہ تمام باتیں کرنے کی گنجائش ہے جو شوہر وبیوی ساتھ رہ کر کرتے ہیں؛ لیکن اگر بات کرنے کی وجہ سے کپڑے پر گیلا پن محسوس ہو، اور وہ

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ’’کتاب الطهارة‘‘: ج۱، ص: ۱۶۵.

شہوت کی زیادتی کے بعد نہ ہو، تو وہ مذی ہے جس سے غسل واجب نہیں ہوتا؛ بلکہ صرف وضو واجب ہوتا ہے اور اگر شہوت و جوش کے ساتھ نکلنے والی منی ہو، تو غسل واجب ہو جائے گا اور دونوں صورت میں کپڑے اور بدن کے جس حصے میں لگا ہے وہ ناپاک ہے اسے پاک کرنا ضروری ہے۔

”المني والمذي والودي فأما المذي والودي فإنه يغسل ذكره ويتوضأ وأما المني ففيه الغسل“(۱)

”اعلم أنه مذي أو شك أنه مذي أو ودي أو كان ذكره منتشرا قبيل النوم فلا غسل وفي رد المحتار لأن برؤية المني يجب الغسل كما صرح به في المنية وغيرها“(۲)

”عن عبد ربه بن موسىٰ عن أمه أنها سالت عائشة عن المذي، فقالت: إن كل فحل يمذي، وإنه المذي والودي والمني، فأما المذي فالرجل يلاعب امرأته فيظهر على ذكره الشيء فيغسل ذكره وأنثييه ويتوضأ ولا يغتسل وأما الودي فإنه يكون بعد البول يغسل ذكره وأنثييه ويتوضأ ولا يغتسل، وأما المني فإنه الماء الأعظم الذي منه الشهوة وفيه الغسل“(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

دانتوں کے بیچ گوشت کا ٹکڑا لگا رہ جائے، تو غسل درست ہوگا یا نہیں؟

(۵۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي، ”كتاب الطهارة: باب الرجل يخرج من ذكره المذي كيف يفعل“: ج۱، ص:۳۹.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل“: ج۱، ص:۳۰۱.

(۳) ابن الهمام، فتح القدير، ”كتاب الطهارة: فصل في الغسل“: ج۱، ص:۶۵.

بسا اوقات دانتوں کے اندر گوشت وغیرہ کے ٹکڑے پھنسے رہ جاتے ہیں جن کو نکالنا بہت مشکل ہوتا ہے، کیا ایسی حالت میں غسل ہو جائے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دانتوں کے بیچ گوشت کے ریشے اگر پھنس جائیں، تو یہ غسل کی صحت کے لیے مانع نہیں ہے، اس حالت میں غسل درست ہو جائے گا؛ اس لیے کہ گوشت یا روٹی کے ٹکڑے سخت نہیں ہوتے۔ علامہ شامی نے دانتوں کے درمیان پھنسے ہوئے کھانے کو مانع غسل نہیں قرار دیا ہے۔

”ولا یمنع طعام بین أسنانه أو في سنه المجوف: به یفتی. قال ابن عابدین: صرح به في الخلاصة وقال لأن الماء شيء لطیف یصل تحته غالبًا“[1]

”ولو کان سنه مجوفا أو بین أسنانه طعام أو درن رطب یجزیه لأن الماء لطیف یصل إلی کل موضع غالباً“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

حالت جنابت میں کھانا پینا:

(۵۸) **سوال**: جنبی کو اگر شدید بھوک لگی ہو، تو اس کے لیے حالت جنابت میں غسل سے پہلے کھانا، پینا درست ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبد الغفار، پربھنی

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الطهارة: مطلب في أبحاث الغسل، فرض الغسل“: ج۱، ص:۲۸۹۔

(۲) ابن نجیم، البحر الرائق: ”کتاب الطهارة: فرائض الغسل“: ج۱، ص:۸۸۔

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جنبی اگر کسی عذر کی وجہ سے غسل نہ کر سکے، تو اس کے لیے اجازت ہے کہ وضو کر کے کھائے پیئے اور اگر صرف ہاتھ، منہ دھو کر کھائے، پیئے تو یہ بھی درست ہے۔

''قال في الخلاصة إذا أراد الجنب أن يأكل فالمستحب له أن يغسل يديه ويتمضمض ...... وذكر في الحلية عن أبي داؤد وغيره أنه عليه الصلوٰة والسلام إذا أراد أن يأكل وهو جنب غسل كفيه، وفي رواية مسلم يتوضأ وضوئه للصلوٰة''(۱)

''الجنب إذا أراد أن يأكل أو يشرب فالمستحب له أن يغسل يديه وفاه''(۲)

''وإذا أراد الجنب الأكل والشرب ينبغي له أن يغسل يده وفمه ثم يأكل ويشرب''(۳)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

مقعد میں تھرمامیٹر لگانے سے غسل واجب ہوتا ہے یا وضو؟

(۵۹) **سوال:** اگر کوئی ڈاکٹر تپ دق اور سِل کی بیماری کا علاج کرنے اور بخار کو ناپنے کے لیے تھرمامیٹر منہ یا بغل میں رکھنے کے بجائے مریض کی مقعد میں رکھ کر، دن میں تین چار مرتبہ اس طریقہ سے بخار کو ناپتا ہو، تو ایسی حالت میں مریض پر غسل واجب ہوتا ہے کہ نہیں، یہ مریض نماز کس طرح ادا کرے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد آبان، ممبئی

---

(۱) ابن عابدین، رد المحتار مع الدر المختار، ''كتاب الطهار: باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة طلباً للتيسير كان حسناً'': ج۱، ص: ۴۸۹.
(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة'': ج۱، ص: ۸۹.
(۳) إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ''فروع'': ج۱، ص: ۵۳.

الجواب وباللّٰه التوفيق: مقعد میں تھرما میٹر (Therma Meter) لگانے سے غسل واجب نہیں ہوتا؛ غسل کا وجوب انزال منی یا التقاء ختانین وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ مقعد میں تھرما میٹر لگانے سے؛ البتہ ڈاکٹر کا یہ عمل ناقض وضو ہے۔ اس لیے مریض اس عمل کے بعد وضو کر کے یا وضو پر عدم قدرت کی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

’’كذا لو أدخل أصبعه في دبره ولم يغيبها فإن غيبها أو أد خلها عند الاستنجاء بطل وضوئه‘‘(۱)

’’وكل شيء غيبه في دبره ثم أخرجه أو خرج بنفسه ينقض‘‘(۲)

’’رجل أدخل عودا في دبره أو قطنة في إحليله وغيبها ثم أخرجها أو خرجت فعليه الوضوء‘‘(۳)

’’والمعاني الموجبة للغسل إنزال المني علىٰ وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة والتقاء الختانين من غير إنزال والحيض والنفاس‘‘(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

پیشاب کے وقت اگر منی نکل جائے تو غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

(۶۰) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

پیشاب میں اگر منی نکل جائے تو غسل واجب ہو جائے گا یا نہیں؟ مفصل ومدلل جواب دیں۔

المستفتی: محمد نعیم، دہلی

---

(۱)ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ’’كتاب الطهارة: فصل في نواقض الوضوء، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب مكروه مذهبه‘‘: ج۱،ص:۲۸۱.

(۲)المرجع السابق:

(۳)الشيخ فريد الدين، فتاوىٰ التاتار خانية، ’’كتاب الطهارة: الفصل الثاني، في بيان ما يوجب الوضوء‘‘: ج۱،ص:۲۴۰.

(۴)المرغيناني، الهداية، ’’كتاب الطهارات: فصل في الغسل‘‘: ج۱،ص:۳۱.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اصولی طور پر یہ بات ذہن میں رکھیں کہ منی کے نکلنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے اور منی کا خروج شہوت کے ساتھ اچھل کر ہوتا ہے عام طور پر پیشاب کے بعد جو لیس دار مادہ نکلتا ہے، اس کی کیفیت منی کی طرح نہیں ہوتی، اسے وَدِی کہتے ہیں، اس کے نکلنے سے صرف وضوٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔ اسی طرح بیوی سے ملاعبت کرنے یا شہوت انگیز چیز دیکھنے سے جو مادہ لیس دار نکلتا ہے اسے مذی کہتے ہیں، اس کے نکلنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا صرف وضوٹوٹتا ہے۔ اوراگر وہ واقعتاً منی کا ہی قطرہ ہے، تو جو منی بلاشہوت اور بلا دفق کے نکلے اس کے نکلنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا ہے؛ اس لیے کہ وہ منی موجب غسل ہے جو شہوت کے ساتھ اچھل کر نکلے جو یہاں پر مفقود ہے۔

’’المني والمذي والودي فأما المذي والودي فإنه يغسل ذكره ويتوضأ وأما المني ففيه الغسل‘‘(۱)

’’اعلم أنه مذي أو شك أنه مذي أو ودي أو كان ذكره منتشرا قبيل النوم فلا غسل وفي رد المحتار لأن برؤية المني يجب الغسل كما صرح به في المنية وغيرها‘‘(۲)

’’عن عبد ربه بن موسىٰ عن أمه أنها سالت عائشة عن المذي، فقالت: إن كل فحل يمذي، وإنه المذي والودي والمني، فأما المذي فالرجل يلاعب امرأته فيظهر على ذكره الشيء فيغسل ذكره وأنثييه ويتوضأ ولا يغتسل وأما الودي فإنه يكون بعد البول يغسل ذكره وأنثييه ويتوضأ ولا يغتسل، وأما المني فإنه الماء الأعظم الذي منه الشهوة وفيه الغسل‘‘(۳)

---

(۱)الطحطاوي، حاشية الطحطاوي، ’’كتاب الطهارة: باب الرجل يخرج من ذكره المذي كيف يغسل‘‘: ج۱،ص:۴۰.

(۲)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الطهارة: فصل في تحرير الصاع والمد والرطل‘‘:ج۱،ص:۳۰۱.

(۳)ابن الهمام، فتح القدير، ’’كتاب الطهارات: فصل في الغسل‘‘:ج۱،ص:۶۵.

”المجامع إذا اغتسل قبل أن يبول أو ينام ثم سال منه بقية المني من غير شهوة يعيد الاغتسال عندهما خلافا له فلو خرج بقية المنى بعد البول أو النوم أو المشي لا يجب الغسل إجماعا؛ لأنه مذي وليس بمني؛ لأن البول والنوم والمشي يقطع مادة الشهوة“(۱)

”رجل بال فخرج من ذكره مني إن كان منتشرا فعليه الغسل وإن كان منكسرا عليه الوضوء“(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غسل کے واجب ہونے کے لئے دفق منی شرط ہے یا نہیں؟

(۶۱) **سوال:** ایک شخص کی منی بہت رقیق اور پتلی ہے، بیوی سے صحبت کے وقت بغیر دفق کے نکل جاتی ہے کیا اس شخص پر مذکورہ صورت میں غسل فرض ہے یا یہ شخص بغیر غسل کئے صرف وضو کر کے نمازیں پڑھ سکتا ہے، شرعی حکم تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ریاض الدین، بھٹکل

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں ایسے شخص پر غسل واجب ہے؛ کیونکہ وجوب غسل کے لیے دفق شرط نہیں ہے؛ بلکہ منی کا اپنے مقام سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا کافی ہے؛ اس لیے بغیر غسل کئے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

---

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة: موجبات الغسل“: ج۱، ص:۱۰۳.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب الثاني في الغسل، الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل، السبب الأول خروج المني“: ج۱، ص:۶۶.

’’وفرض الغسل عند خروج مني منفصل عن مقره بشهوة أي لذة ولو حكماً كمحتلم ولم يذكر الدفق ليشمل منى المرأة ولأنه ليس بشرط عند هما خلافاً للثاني‘‘(۱)

’’أما عندهما لا يستقيم لأنهما لم يجعلا الدفق شرطاً بل تكفى الشهوة حتى قالا بوجوبه إذا زايل المني من مكانه بشهوة وإن خرج بلا دفق‘‘(۲)

’’ومتى كانت مفارقته عن مكانه عن شهوة وخروجه لا عن شهوة فعلى قول أبي حنيفة ومحمد: يجب الغسل وعلى قول أبي يوسف: لا يجب فالعبرة عند أبي حنيفة ومحمد لانفصال المني عن مكانه على وجه الدفق والشهوة لا لظهوره علىٰ وجه الشهوة وعند أبي يوسف العبرة لخروجه ولظهوره علىٰ وجه الشهوة‘‘(۳)

’’إنزال المني علىٰ وجه الدفق والشهوة قيل هذا اللفظ بإطلاقه يستقيم على قول أبي يوسف لاشتراطه الدفق والشهوة حال الخروج ولا يستقيم على قولهما لأنهما ما اشترطا الدفق عند الخروج حتى قالا يجب الغسل إذا زايل المني عن مكانه بشهوة وإن خرج بغير دفق‘‘(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ’’كتاب الطهارة: مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل‘‘: ج ۱، ص: ۲۹۵، ۲۹۷.

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ’’كتاب الطهارة‘‘: ج ۱، ص: ۱۰۱.

(۳) عالم بن العلاء، الفتاوىٰ التاتار خانية، ’’كتاب الطهارة: الفصل الثالث في الغسل، بيان أسباب الغسل‘‘: ج ۱، ص: ۲۸۲.

(۴) ابن الهمام، كفاية مع فتح القدير، ’’كتاب الطهارات: فصل في الغسل‘‘: ج ۱، ص: ۶۵.

غسل کے وقت کان کے سوراخ میں پانی پہونچانے کا حکم:

(۶۲)**سوال:** کان چھدوانے کی وجہ سے فہد بوقت غسل کان کے سوراخ میں پانی پہونچانے کے لئے بھیگی ہوئی سینک ڈال لیتا تھا، تا کہ پانی سوراخ کے اندر بھی پہونچ جائے اب فہد نے کان میں سینک ڈالنی چھوڑ دی تا کہ کان کا سوراخ بند ہو جائے؛ اور غسل کے وقت وہ پانی کان پر اوپر سے ڈالتا ہے، کیا غسل کے لئے اتنا کافی ہے یا کان کے سوراخ میں پانی پہونچانے کے لیے مبالغہ ضروری ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جنید، میرٹھی

الجواب وباللہ التوفیق: کان پر پانی کی دھار ڈال لینا کافی ہے اور احتیاطا کانوں کے سوراخ والے حصہ کو مَل لیا جائے، تو بہتر ہے۔

”ولو لم يكن له بثقب أذنه قرط فدخل الماء فيه أي الثقب عند مروره على أذنه أجزأه كسرة وأذن دخلهما الماء وإلا يدخل أدخله ولو باصبعه ولا يتكلف بخشب ونحوه والمعتبر غلبة ظنه بالوصول ...... ولا يتكلف أي بعد الإمرار“(۱)

”ويجب تحريك القرط والخاتم الضيقين ولو لم يكن قرط فدخل الماء الثقب عند مروره أجزأه كالسرة وإلا أدخله كذا في فتح القدير ولا يتكلف في إدخال شيء سوى الماء من خشب ونحوه كذا في شرح الوقاية“(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیو بند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۱۶ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیو بند

---

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: مطلب: في أبحاث الغسل“: ج۱، ص:۲۸۹.
(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة“: ج۱، ص:۸۸۔

آپریشن والی عورت حیض کا غسل کیسے کرے؟

(۶۳) **سوال**: میرا آپریشن ہوا، تو میں حالت حیض میں تھی، حیض کے ایام پورے ہوگئے اور اب خون آنا بند ہوگیا تھا؛ لیکن چونکہ آپریشن کی پٹی لگی ہوئی تھی تو میں غسل نہیں کرسکتی تھی میں نے تمام نمازیں قضا کردیں، اور ۱۰/دن بعد جب پٹی کھلی تب میں نے غسل کرکے نمازیں ادا کیں، میں جاننا چاہتی ہوں کہ ایسی صورت میں عورت کو تیمّم کی اجازت ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتیہ: صابرہ پروین، بنگلہ دیش

الجواب و باللہ التوفیق: حیض کے ایام پورے ہونے کے بعد کپڑے تبدیل کر کے نیم غسل یا تیمّم کر کے نمازیں ادا کرلینی چاہئے تھیں، ایسی عورت کو چاہئے کہ پٹی کی جگہ کے علاوہ تمام بدن کو کپڑا اتر کر کے اچھی طرح پونچھ لے کہ اعضاء پر پانی بہنے جیسے ہوجائے اور پٹی کی جگہ پر مسح کرلے اور اگر اس طرح پونچھنے پر تکلیف ہو تو تیمّم کرلینا چاہئے؛ لیکن نمازوں کو قضا نہیں کرنا چاہئے تھا اس پر استغفار کریں۔

”وإذا زادت الجبيرة على نفس الجراحة فإن ضره الحل والمسح مسح على الكل تبعاً مع القرحة وإن لم يضره غسل ما حولها ومسحها نفسها وإن ضره المسح لا الحل يمسح على الخرقة التي على رأس الجرح ويغسل ما حولها تحت الخرقة الزائدة إذا الثابت بالضرورة يتقدر بقدرها“[۱]

”ومن عجز عن استعمال الماء لبعده ميلاً أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم ولو بتحرك“[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن الهمام، فتح القدير، ”كتاب الطهارات: باب المسح على الخفين“: ج۱،ص:۱۶۱.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار ”كتاب الطهارة: باب التيمم“: ج۱،ص:۳۹۵-۳۹۷.

آپریشن کے بعد غسل ضروری نہیں:

(۶۴)**سوال**: کس آپریشن کے بعد غسل کی ضرورت ہوتی ہے؟ مجھے یہ جاننا ہے کہ کیا آپریشن کی وجہ سے جو خون نکلتا ہے اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور جب ٹھیک ہو جائے، تو مریض پر غسل ضروری ہے یا وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد کمال، پربھنی

الجواب وباللہ التوفیق: آپریشن میں جو خون نکلتا ہے اس سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ وضو کر لینا کافی ہے آپریشن کوئی بھی ہو اس سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے۔

"قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الوضوء من کل دم سائل"(۱)

"و (ینقض الوضوء) الدم والقیح إذا خرجا من البدن فتجاوزا إلی موضع یلحقه حکم التطهیر"(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا کنڈوم استعمال کرنے کی صورت میں غسل کرنا ضروری ہے؟

(۶۵)**سوال**: حضرات علماء عظام ومفتیان کرام! عصر حاضر میں مختلف وجوہات کی بنا پر لوگ اپنی بیوی سے جماع کرتے وقت ضبط ولادت کی وجہ سے کونڈم (Condom) کا استعمال کرتے ہیں، اس صورت میں شوہر اور بیوی پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: محمد انعام الحسن، کرناٹک

(۱) أخرجه الدار قطني، في سننه، "كتاب الطهارة: باب في الوضوء من الخارج": ج۱،ص: ۲۸۷. (بیروت: دار ابن حزم، لبنان)

(۲) المرغيناني، الهداية، "كتاب الطهارات: فصل في نواقض الوضوء": ج۱،ص: ۱۷.

الجواب وبالله التوفيق: کنڈوم کا استعمال کثرتِ اولاد کے خوف اور فقر وفاقہ کی بنا پر کرتے ہیں؛ حالانکہ اسلام نے اولاد کی تعلیم وتربیت اور انہیں انسانی معاشرے کا صالح عنصر بنانے کی بڑی تاکید کی ہے۔ اسلام اولاد کو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت قرار دیتا ہے اس نعمت کی تمنا اور خواہش صرف عام انسانوں کو ہی نہیں ہوتی؛ بلکہ انبیاء علیہم السلام بھی اس کی تمنا کرتے رہے ہیں (جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر سورہ مریم میں مذکورہ ہے) فقر وفاقہ اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت پر بالواسطہ یا بلا واسطہ حملہ کی دلیل ہے؛ اس لیے اگر کنڈوم (Condom) کا استعمال بغیر ضرورتِ شرعی فقر وفاقہ اور فکرِ معاش کی وجہ سے ہو تو اس پر سخت وعید آئی ہے۔

جیسا کہ قول باری ہے: ﴿ولا تقتلوا أولادكم خشية إملاق نحن نرزقهم وإياكم﴾[1]
اپنی اولاد کو قتل مت کرو فقر وفاقہ کے ڈر سے ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔
﴿وما من دابة في الأرض إلا على الله رزقها﴾[2]

روئے زمین پر چلنے والے جو بھی جاندار ہیں ان کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے؛ نیز مذکورہ عمل خواہشِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی خلاف ہے حدیث پاک میں آیا ہے:

"تزوجوا الولود الودود فإني مكاثربكم الأمم يوم القيامة"[3] زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو؛ کیونکہ میں قیامت کے دن تم لوگوں کی زیادتی کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا؛ البتہ اگر عورت کی صحت خراب ہونے کا خطرہ ہو، حمل برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو، یا استقرار حمل میں ایسی تکلیف کا اندیشہ ہو جو ناقابل تحمل ہو، یا گود کے بچے کے لیے مضر ہو، تو ایسی صورت میں کسی مسلمان دین دار ڈاکٹر کے مشورہ سے عارضی طور پر کنڈوم (Condom) کا استعمال عذر کی وجہ سے کر سکتے ہیں اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

---

(۱) سورة الإسراء: ۳۱.

(۲) سورة هود: ٦.

(۳) أخرجه النسائي، في سننه، "كتاب النكاح: باب كراهية تزويج العقيم": ج ۲، ص: ۵۹، رقم: ۳۲۲۷. (مكتبه نعيميه ديوبند)

"أفاد وضع المسألة أن العزل جائز بالإذن وهذا هو الصحيح عند عامة العلماء لما في البخاري عن جابر رضي الله عنه: كنا نعزل والقرآن ينزل، الخ"(۱)

"فإذا أذن فلا كراهة في العزل عند عامة العلماء وهو الصحيح وبذلك تضافرت الأخبار، وفي الفتح: وفي بعض أجوبة المشايخ: الكراهة وفي بعض عدمها، نهر الخ"(۲)

نیز کسی بھی وجہ سے اگر جماع کے وقت کنڈوم استعمال کیا تو چوں کہ کنڈوم کا غلاف اتنا باریک ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ بھی عورت کی فرج داخل (شرمگاہ کا اندرونی حصہ) کی حرارت محسوس ہوتی ہے اور دونوں کو لذت کا احساس بھی ہوتی ہے؛ لہٰذا کنڈوم چڑھے عضو مخصوص کا سر عورت کی شرم گاہ میں داخل ہوتے ہی شوہر و بیوی دونوں پر غسل واجب ہو جائے گا چاہے انزال ہو یا نہ ہو، جیسا کہ مراقی الفلاح میں مذکور ہے:

"ولو لف ذكره بخرقة وأو لجه ولم ينزل فالأصح أنه إن وجد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل وإلا فلا، والأحوط وجوب الغسل في الوجهين لقوله عليه السلام: إذا التقى الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل أنزل أو لم ينزل"(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

کیا عورت کے بچہ پیدا ہوتے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے؟

(۶۶) **سوال:** کیا عورت کے بچہ ہوتے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے؟ اس کے ہاتھ کا کھانا

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب النكاح: باب نكاح الرقيق": ج۳، ص: ۳۴۸.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب النكاح: باب نكاح الرقيق، مطلب في حكم العزل": ج۴، ص: ۳۳۵.

(۳) الطحطاوي، مراقي الفلاح، "كتاب الطهارة: فصل ما يجب فيه الاغتسال": ج۱، ص: ۴۳۔

پینا کیسا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ ایسی عورت ناپاک ہے اس کے ہاتھ کا کھانا جائز نہیں ہے، ایسی عورت کو لوگ ایک کمرے میں چالیس دن بند رکھتے ہیں اور جس برتن کو وہ استعمال کرتی ہے گھر والے اس کو استعمال نہیں کرتے ہیں اس کو ناپاک تصور کرتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی، ظفیر الدین، ایم پی

الجوب وباللہ التوفیق: عورت پر بچہ پیدا ہونے کے بعد جب تک خون جاری ہے اس پر غسل فرض نہیں ہے، جب خون بند ہو جائے گا، تو اس کے بعد غسل واجب ہوگا اور نفاس کی حالت میں عورت حکماً ناپاک ہے، مگر اس کے ہاتھ کا کھانا حرام نہیں ہے، اس کے ہاتھ کا کھانا بھی جائز ہے اور اس کا سب کے ساتھ رہنا بھی درست ہے، اس کے استعمال شدہ برتنوں کا بھی یہی حکم ہے۔

دوسرے لوگ ان برتنوں کو بلا جھجک استعمال کر سکتے ہیں۔ حالت حیض ونفاس میں عورت کو بالکل الگ تھلگ کر کے ایسا سلوک کرنا اور اچھوت بنا دینا غیر اسلامی عمل ہے اس حالت میں عورت کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک کی مزید ضرورت ہوتی ہے؛ اس لیے ان جاہلانہ باتوں کو جلد از جلد ترک کر دینا ضروری ہے۔

”ولا یکره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجین أو ماء أو نحوهما “[1]

”وفرض الغسل عند خروج منی ...... وعند انقطاع حیض ونفاس “[2]

”وفي الفتاویٰ الصحیح وجوب الغسل علیها وأما الوضوء فیجب اجماعاً لأن کل ما خرج من السبیلین ینقض الوضوء وهذا خارج من أحد السبیلین “[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الطهارة: مطلب لوافتی مفت بشيء من هذه الأقوال“: ج۱، ص: ۲۹۲.

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نابالغ لڑکا بالغہ عورت سے جماع کرے تو غسل کس پر ہے؟

(۶۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

اگر نابالغ لڑکا بالغہ عورت سے یا بالغ مرد نابالغہ لڑکی سے جماع کرے تو غسل کس پر واجب ہوگا؟ نیز میں نے کسی عالم دین سے سنا ہے کہ نابالغ لڑکی کے ساتھ صحبت کے بعد اس لڑکی پر غسل واجب نہیں ہوتا؟ کیا اس سلسلے میں کوئی دلیل حدیث سے موجود ہے؟ براہ کرم جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد راشد رحمانی، پالی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر نابالغ لڑکے نے بالغہ عورت سے جماع کر لیا، تو اس صورت میں بالغہ عورت پر غسل واجب ہوگا اور نابالغ پر غسل واجب نہیں ہوگا؛ لیکن اگر لڑکا اس قابل ہے کہ جماع کر سکتا ہے یا قریب البلوغ ہے اور اس کو شہوت بھی ہوتی ہے، تو ایسی حالت میں اس پر بھی غسل واجب ہے، علی ہذا القیاس اگر بالغ مرد نابالغہ سے جماع کرے، تو مرد پر غسل واجب ہے اور نابالغہ پر غسل واجب نہیں ہے؛ لیکن اگر لڑکی مراہقہ (قریب البلوغ) ہے اور اس کو شہوت ہوتی ہے تو اس پر بھی غسل واجب ہے۔ یہ مسئلہ منیۃ المصلی، ہدایہ اور قدوری وغیرہ میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

نابالغ بچہ یا بچی احکام شرع کے مکلّف نہیں ہوتے ہیں؛ اس لیے نابالغ لڑکی یا لڑکے پر صحبت کی وجہ سے غسل واجب نہ ہوگا، امام بخاریؒ نے ایک روایت نقل کی ہے: ''**ان القلم رفع عن المجنون حتی یفیق وعن الصبي حتی یدرك وعن النائم حتی یستیقظ**''(۱)

''**والمعاني المو جبة للغسل إنزال المني علی وجه الدفق والشهوة من**

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۲) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الطهارة: مطلب في تحریر الصاع والمد والرطل'': ج۱، ص:۲۹۴۔

(۳) أبو بكر الحدادی، الجوهرة النیرة علی مختصر القدوري، ''کتاب الطهارة: دم النفاس'': ج۱، ص: ۳۵. (دار الکتاب دیوبند)

(۱) أخرجه البخاري، في صحیحه، ''باب لا یرجم المجنون والمجنونة'': ج۸، ص: ۱۶۵، رقم: ۶۸۱۵. (مکتبه نعیمیه دیوبند)

الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة‘‘(۱)

’’ولا (يجب الغسل) عند إدخال إصبع ونحوه كذكر غيرآدمي وذكر خنثى وميت وصبي لا يشتهى وما يصنع من نحو خشب في الدبر أو القبل على المختار‘‘(۲)

’’صبي ابن عشر جامع امرأته البالغة عليها الغسل لوجود مواراة الحشفة بعد توجه الخطاب ولا غسل على الغلام لانعدام الخطاب إلا أنه يؤمر به تخلقا كما يؤمر بالوضوء والصلوٰة ولو كان الزوج بالغا والزوجة صغيرة تشتهى فالجواب على العكس‘‘(۳)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غسل خانہ میں کلام کرنے کا حکم:

(۶۸) **سوال:** السلام علیکم مفتی صاحب:

کیا کھڑے ہوکر غسل کے دوران باتھ روم میں بات چیت کرنا ہر صورت میں ناجائز ہے؟ یا ضرورت کے وقت بات کر سکتے ہیں براہ کرم شرعی رہنمائی فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اظہر، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: باتھ روم میں غسل کے دوران اگر ستر کھلا ہوا ہو تو بغیر ضرورت کے بات کرنا بہتر نہیں ہے؛ البتہ اگر ستر کھلا ہوا نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

---

(۱) المرغيناني، الهداية، ’’كتاب الطهارة: فصل في الغسل‘‘: ج۱، ص:۱۹.

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، ’’كتاب الطهارة: مطلب في تحرير الصاع والمد والرطل‘‘: ج۱، ص:۳۰۴.

(۳) إبراهيم الكبيري، غنية المستملي معروف به كبيري، ’’كتاب الطهارة: في بيان فضيلة المسواك، بحث غسل‘‘: ج۱، ص:۴۰.

’’وقال الطحاوي: وآداب الاغتسال هي مثل آداب الوضوء وقد بيناها إلا أنه لا يستقبل القبلة حال اغتساله لأنه يكون غالبا مع كشف العورة فإن كان مستورا فلا بأس به ويستحب أن لا يتكلم بكلام معه ولو دعاء لأنه في مصب الأقذار ويكره مع كشف العورة‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۵/۲/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی ندوی،
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

بغیر انزال جماع سے غسل واجب ہے:

(۶۹) **سوال**: میں نے ابھی عالمہ کورس مکمل کیا ہے؟ مجھے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے ملنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔ مگر میرے شوہر کا طریقہ یہ تھا کہ اگر صرف جماع ہو اور کچھ نہ نکلے، تو غسل نہیں کرتے اور وہ فجر کی نماز اسی حالت میں پڑھتے تھے؛ لیکن مجھے جو معلوم ہوا وہ یہ کہ جماع سے بھی غسل واجب ہوتا ہے چاہے کچھ نکلے یا نہ نکلے؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: بنت حوا، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے جو پڑھا وہ ٹھیک پڑھا ہے، جماع سے غسل واجب ہوجاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو، ناپاکی کی حالت میں اب تک جو نمازیں پڑھی گئیں سب واجب الاعادہ ہیں، اندازہ کر کے تمام نمازیں لوٹانی لازم ہیں۔ فرائض وواجبات کو کسی عالم سے سمجھ لینا ہر مسلمان پر فرض ہے، علوم دینیہ سے اس قدر ناواقفیت افسوسناک ہے۔ اللہ صحیح فہم عطاء کرے۔

’’وخرجه الإمام أحمد، عَن عفان، عَن همام وأبان، عَن قتادة، ولفظ حديثه:

(۱) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ’’ ‘‘: ج۱، ص: ۱۰۵.

(إذا جلس بين شعبها الأربع، فأجهد نفسه، فَقد وجب الغسل، أنزل أو لم ينزل)‘‘[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کیا شاور سے غسل کرنے سے غسل ہو جاتا ہے؟

(۷۰) **سوال**: کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام وعلماء دین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
شاور سے غسل کرنا شرعی نقطۂ نظر سے کیسا ہے؟ غسل کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مکمل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد قمر عالم، جھارکھنڈ

الجواب وباللہ التوفیق: شاور، ٹونٹی، نل اور ٹب وغیرہ کے ذریعے غسل کرنے کے لیے اگر اچھی طرح کلی کر لی گئی اور ناک میں نرم ہڈی تک پانی پہونچایا گیا اور پھر پورے بدن پر کم از کم ایک مرتبہ اس طرح پانی بہا لیا گیا کہ بدن کا کوئی حصہ بال برابر بھی خشک نہ رہا، تو غسل کے واجبات ادا ہو جائیں گے، صاحب نور الایضاح نے بیان کیا ہے: ’’**وغسل نجاسة لو كانت بانفرادها**‘‘ اگر بدن پر نجاست حقیقیہ لگی ہو، تو اولا نجاست کو دور کرے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح دھوئے پھر وضو کرے اور اگر روزہ کی حالت نہ ہو تو کلی کے ساتھ غرغرہ بھی کرے اور اگر کسی ایسے مقام پر غسل کر رہا ہے جہاں غسل کا پانی جمع ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں غسل سے فارغ ہونے کے بعد دوسری جگہ ہٹ کر پیر دھوئے۔

’’وعن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى الله عليه

(۱) ابن حجر، فتح الباري شرح البخاري: ج۱، ص:۲: رقم: ۳۶۷۔ (مکتبہ شیخ الہند، دیوبند)

وسلم: كان إذا اغتسل من الجنابة بدأ فغسل يديه ثم يتوضأ كما يتوضأ للصلاة ثم يدخل أصابعه في الماء فيخلل بها أصول شعره ثم يصب على رأسه ثلاث غرف بيديه ثم يفيض الماء على جلده كله"(۱)

نیز جسم پر پانی کسی بھی چیز سے ڈالا جائے خواہ شاور سے ہو یا کسی اور چیز سے اس میں کوئی حرج نہیں؛ البتہ کھڑے ہو کر غسل کرنے کے بجائے بیٹھ کر غسل کرنا زیادہ پسندیدہ ہے؛ کیوں کہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔

"(ويجب) أي يفرض (غسل) كل ما يمكن من البدن بلا حرج مرة كأذن و (سرة وشارب وحاجب و) أثناء (لحية) وشعر رأس ولو متلبداً لما في ﴿فاطهروا﴾ (سورة المائدة:٦) من المبالغة (وفرج خارج) لأنه كالفم لا داخل؛ لأنه باطن، ولا تدخل أصبعها في قبلها به يفتى. (لا) يجب (غسل ما فيه حرج كعين) وإن اكتحل بكحل نجس (وثقب انضم و) لا (داخل قلفة)"(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

عورت نے بیدار ہونے پر تری دیکھی:

(۷۱) **سوال:** عورتوں کی شرمگاہ اکثر گیلی رہتی ہے۔ اگر کوئی عورت بیدار ہونے پر اپنی شرمگاہ پر تری دیکھے جب کہ اس کو بدخوابی نہیں ہوئی ہے، تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتیہ: ناہید صفدر، ابوظبی

الجواب وباللہ التوفیق: سوکر اٹھنے کے بعد اگر تری کے بارے میں منی ہونے کا

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الغسل: باب الوضوء قبل الغسل": ج۱، ص:۵۹، رقم:۲۴۸.
(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: مطلب في أبحاث الغسل": ج۱، ص:۲۸۵.

یقین نہیں ہے؛ بلکہ سفید پانی یا مذی یا ودی ہونے کا یقین ہے تو غسل فرض نہیں ہوگا؛ بلکہ صرف وضو کر کے نماز ادا کر لے گی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۸/۱۱/۱۴۴۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی،

امانت علی قاسمی، محمد عمران، گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ولا يجب اتفاقاً فيما إذا علم أنه ودي مطلقاً وفيما إذا علم أنه مذي أو شك في الأخرين مع عدم تذكر الاحتلام ويجب عند هما فيما إذا شك في الأولين أو الطرفين أو في الثلاثة احتياطاً ولا يجب عند أبي يوسف للشك في وجوب الموجب. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار "كتاب الطهارة": ج۱،ص:۳۰۱)

فصل ثانی

تیمّم کا بیان

حدث اکبر اور حدث اصغر سے تیمّم کا حکم:

(۷۲) **سوال**: حدث اکبر اور حدث اصغر دونوں کا تیمّم ایک ہے، یا کچھ فرق ہے؟ اگر دو آدمی ایسے ہوں کہ ایک نے حدث اکبر کی وجہ سے تیمّم کیا، اور دوسرے نے حدث اصغر کی وجہ سے ان دونوں کی امامت میں بھی کچھ فرق ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد منت اللہ، کھگڑیا، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدث اصغر و حدث اکبر دونوں صورتوں میں تیمّم ایک ہی طرح سے ہوتا ہے، اور تیمّم کے بعد آدمی پاک ہو جاتا ہے اور دونوں کا درجہ برابر ہے، اس وجہ سے صورت مسئولہ میں خواہ کوئی بھی امامت کرے درست ہے۔ ہاں امام دیگر وجوہ ترجیح کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بہتر ہوسکتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۸/۱۰/ ۱۴۲۴ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہٗ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

نماز جنازہ کے لیے کئے گئے تیمّم سے تلاوت کرنا:

(۷۳) **سوال**: نماز جنازہ کے لیے معذور انسان نے تیمّم کرلیا، اور نماز جنازہ پڑھ لی، تو اب اس تیمّم سے تلاوت کرسکتا ہے؟ اور قرآن پاک کو چھونا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عتیق، متعلم انوار العلوم، دیوبند

---

(۱) اقتداء المتوضي بالمتيمم في صلاة الجنازة جائز بلا خلاف (ابن الهمام، فتح القدير، "باب الإمامة" ج۱، ص:۳۷۸) والحدث والجنابة فيه سواء. (المرغيناني، هدايه مع فتح القدير، "كتاب الطهارة، باب التيمم" ج۱، ص:۵۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ تیمّم سے دیگر عبادات یا تلاوت کرنا درست نہیں ہے۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۴/۸: ۱۴۲۰ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جس ڈھیلے سے استنجا کیا اس سے تیمّم کرنا:

(۷۴)**سوال**: جس ڈھیلے سے استنجا کیا ہے، سوکھ جانے کے بعد اس سے تیمّم کرنا کیسا ہے؟
المستفتی: محمد ابراہیم، ملک پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسے ڈھیلے سے تیمّم جائز نہیں۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۴/۳: ۱۴۲۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سخت بیماری میں اگر کوئی شخص رخصت پر عمل نہ کرے:

(۷۵)**سوال**: ایک مجاور ہے سخت بیماری کی حالت میں بھی وضو ہی بناتا ہے تیمّم نہیں کرتا

---

(۱)و أما التيمم لصلاة الجنازة أو عيد خيف فوتها فغير كامل، لأنه يكون مع حضور الماء لهذا لا تصح صلاة الفرض به و لا صلاة جنازة حضرت بعده. (ابن عابدين، رد المحتار، ''سنن التيمم'' ج۱،ص:۳۳۸)؛وفشرط لجواز تيممها لصلوٰة الجنازة أو العيد انقطاع الحيض لتمام العشرة لأن المراد بهذا التيمم هو التيمم الناقص الذي يكون عند وجود الماء لخوف فوت صلاة تفوت لا إلى بدل، و إنما كان ناقصاً؛ لأنه لا يصلي به الفرض (ابن عابدين ''رد المحتار، باب الحيض، مطلب لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال'' ج۱،ص:۴۹)

(۲)الأرض تطهر باليبس و ذهاب الأثر للصلاة، لا للتيمم...... الأجرّة إذا كانت مفروشة، فحكمها حكم الأرض، تطهر بالجفاف و إن كانت موضوعة تنقل و تحول، لا بد من الغسل هكذا في المحيط و كذا الحجر واللبنة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''الباب السابع في النجاسة و أحكامها، و منها الجفاف و زوال الأثر'' ج۱،ص:۹۹)؛ولو تيمم بأرض قد أصابتها نجاسة فجفت و ذهب أثرها، لم يجز في ظاهر الرواية. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،''كتاب الطهارة، فصل في بيان ما يتيمم به'' ج۱،ص:۱۸۰)؛ والأرض إذا أصابتها النجاسة فجفت ولم ير أثرها جازت الصلاة فوقها...... أما التيمم عنها روايتان. والصحيح أنه لايجوز. (عالم بن العلاء الحنفى، الفتاوىٰ التاتارخانيه، تطهير النجاسات ،ج۱۰،ص:۴۶۱)

اللہ کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ نہ اٹھانا کیسا ہے؟

المستفتی: مبین الحق، دربھنگوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پریشانی ومجبوری کی وجہ سے تیمّم کی اجازت ہے، تیمّم واجب نہیں، اس لیے اگر کوئی شخص رخصت سے فائدہ نہ اٹھائے، تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۳/۱۴: ۱۴۲۱ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک ہی ڈھیلے سے کئی لوگوں کا تیمّم کرنا:

(۷۶) **سوال:** ایک ہی ڈھیلے سے کئی آدمی تیمّم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: محمد سید الحق، چمپارن

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا کرنا درست ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۳/۱۴: ۱۴۲۱ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک ہی مٹی کے گولہ پر بار بار تیمّم کرنا:

(۷۷) **سوال:** ایک معذور شخص جب تیمّم کرتا ہے، تو کچی مٹی کا بنا ہوا ایک گولہ ہے، جس

(۱) فإن لم تجدوا ماءً فتيمموا صعيداً طيباً. (مائدة) إعلم أن التيمم لم يكن مشروعاً لغير هذه الأمة، و إنما شرع رخصةً لنا. (عالم بن العلاء الحنفي، الفتاویٰ تاتارخانیه، ''الفصل الخامس في التيمم'' ج۱،ص:۳۶۰)

(۲) جاز تيمم جماعة من محل واحد، (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، ''كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب فاقد الطهورين'' ج۱،ص:۴۲۴)؛ ولو تيمم إثنان من موضع واحد، جاز كذا في محيط السرخسي، و إذا تيمم مراراً من موضع واحد جاز (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ''كتاب الطهارة، الباب الرابع: في التيمم، الفصل الثالث: في المتفرقات'' ج۱،ص:۸۵) ولو تيمم جنب أو محدث من مكان، ثم تيمم غيره من ذلك المكان، أجزأه، لأن التراب المستعمل ما التزق بيد المتيمم الأول لا ما باقى على الأرض. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الطهارة، فصل في بيان يتيمم به'' ج۱،ص:۱۸۰)

کو سامنے رکھ کر اس پر ہاتھ مار کر تیمّم کرتا ہے، کیا اس کا تیمّم درست ہو جاتا ہے؟ جب کہ آج تک سیکڑوں مرتبہ سے زیادہ تیمّم اس پر کر چکا ہے۔ ایک عالم صاحب اس کو ناجائز کہتے ہیں۔

المستفتی: محمد افضال، محلّہ قاضی، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اس مٹی کے گولے پر بار بار تیمّم کرنا جائز ہے، اس پر نجاست کا کوئی اثر نہیں ہوتا، جو شخص اس کو ناجائز کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے، درمختار میں اس کی تصریح موجود ہے کہ ایک جگہ ایک ہی مٹی پر بار بار تیمّم کرنا جائز ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۳/۲۵: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بوڑھے شخص کا فالج کے خوف سے تیمّم کرنا:

(۷۸) **سوال:** زید کی عمر ستتر (۷۷) سال ہے اور سردیوں کی وجہ سے فالج کے خوف سے عشاء و فجر تیمّم سے پڑھتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور شیخ فانی کس عمر کے آدمی کو کہا جاتا ہے؟

المستفتی: مستری عبداللطیف، محلّہ کیستواڑہ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: شیخ فانی کے لیے کسی خاص عمر کی تحدید نہیں ہے، بلکہ شیخ فانی اس بوڑھے کو کہتے ہیں جو قریب المرگ ہو گیا ہو اور اس کی قوت جسمانی روز بروز زوال اور کمی کی طرف جارہی ہو، ایسے شیخ فانی کے لیے روزے میں بھی یہ حکم ہے کہ وہ روزوں کا فدیہ دیدے، مگر نماز کے لیے کوئی خاص حکم شیخ فانی کے لیے نہیں ہے، بلکہ نماز کے متعلق حکم یہی ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنی عمر کا ہو جب تک کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں، اسی طرح جب تک بیماری وغیرہ کا کوئی

---

(۱) السادس من الشروط أن يكون التيمم بضربتين بباطن الكفين لما روينا فإن نوى التيمم و أمر به غيره فيممه صح. ولو كان الضربتان في مكان واحد على الأصح لعدم صيرورته مستعملا لأن التيمم بما في اليد. (طحطاوي، حاشية الطحطاوي، ''باب التيمم'' ج۱،ص:۱۲۰)؛ والسادس أن يكون بضربتين بباطن الكفين ولو في مكان واحد. (الشرنبلالي، نورالإيضاح، ''كتاب الطهارة، باب التيمم'' ج۱،ص:۴۲)؛و أما إذا تيمم جماعة من محل واحد فيجوز كما سيأتي في الفروع: لأنه لم يصر مستعملاً إذ التيمم إنما يتأدى بما التزق بيده لا بما فضل. (ابن عابدين، الدرالمختار، ''كتاب الطهارة، باب التيمم'' ج۱،ص:۴۰۴)

عذر نہ ہو تیمّم اس کے لیے درست نہیں ہے، اور اگر ٹھنڈے پانی سے موسم سرما میں ضرر (بیماری بڑھنے یا اعضاء کا تلف ہونے) کا اندیشہ ہو، تو اگر پانی گرم کرنے کی قدرت ہے، تو پانی گرم کرا کر وضو کرے تیمّم ایسی حالت میں درست نہیں ہے اور اگر پانی گرم کرنے کی قدرت نہ ہو، تو تیمّم درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۳/۲۵: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد کی دیوار پر تیمّم کرنا:

(۷۹) **سوال:** بعض لوگ مسجد کی دیوار پر تیمّم کرتے ہیں یہ شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی: صفیر احمد، سانگا ٹھیڑہ، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی دیوار پر تیمّم کرنا خلافِ اولیٰ ہے؛ کیونکہ مسجد وقف ہے، اور مال وقف کو غیر مصرف میں صرف کرنا ناپسندیدہ ہے، تاہم تیمّم صحیح ہو جائے گا، اور اس سے جو نماز ادا کی ہے وہ بھی صحیح ہو جائے گی۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۸/۷: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) من عجز مبتدأ خبره تيمم. عن استعمال الماء المطلق الكافي لطهارته لصلاة تفوت إلى الخلف... إلى.... أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم و لو بتحرك. (ابن عابدين، الدرالمختار مع الرد، "كتاب الطهارة، باب التيمم" ج۱، ص:۹۷-۹۶-۳۹۵)؛ ويتيمم المسافر ومن هو في خارج المصر لبعده عن الماء ميلاً أو لمرض خاف زيادته. (إبراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر، "كتاب الطهارة، باب التيمم" ج۱، ص:۵۸)؛ ومن عجز من استعمال الماء لبعده ...... أو برد) يهلك الجنب أو يمرضه. ولو في المصر...... قوله : (يهلك الجنب أو يمرضه) قيد بالجنب، لأن المحدث لا يجوز له التيمم للبرد في الصحيح.... تيمم لهذه الأعذار كلها. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، باب التيمم" ج۱، ص:۴۰۱-۳۹۵)

(۲) منها منع أخذ شيءٍ من أجزائه. قالو في ترابه... ان كان مجتمعاً جاز الأخذ منه و مسح الرجل منه و إلا لا. انتهى. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، "الفن الثالث: القول في أحكام المساجد" ج۴، ص:۵۴)؛ ولو مشى في الطين كره أن يمسحه بحائط المسجد أو باسطوانته، و إن مسح بحصير المسجد ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بوجہ علالت وضو سے قاصر ہو تو تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۸۰)**سوال**: عرض خدمت یہ کہ بوجہ طویل علالت کے میں وضو نہیں کرسکتا، حالت ایسی ہے کہ پیشاب کرنے جاتا ہوں تو سر چکراتا ہے اور گرجاتا ہوں، کیا ایسی حالت میں تیمّم کر کے نماز ادا کرسکتا ہوں؟ اس قدر کمزوری ہے کہ ہر وقت سردی لگتی رہتی ہے؟ جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: سید عظیم علی، کانپور

الجواب وباللہ التوفیق: مسلمان حکیم کی طرف رجوع کیجئے، اگر وہ یہ کہے کہ وضو کرنے سے تکلیف بڑھ سکتی ہے، پانی نقصان دے گا تو تیمّم کر سکتے ہیں، وضو بیٹھ کر کرنا مشکل ہے، تو اس کا حل یہ ہے کہ دوسرا آدمی وضو کرادے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱۰/۳: ۱۴۱۴ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جنبی کا نماز قضا ہونے کے خوف سے تیمّم کرنا:

(۸۱)**سوال**: کیا جنبی شخص نماز قضا ہونے کے خوف سے تیمّم کر کے نماز ادا کرسکتا ہے؟ کیونکہ اگر غسل کرے گا، تو نماز قضاء ہو جائے گی؟

المستفتی: قادر ولی صاحب، چتور، ضلع، آندھرا پردیش

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......لا بأس به، و الأولى له أن لا يفعل.(جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، "کتاب الصلوٰة، الباب السابع : فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، فصل كره غلق باب المسجد" ج۱،ص:۱۶۹)؛و يكره مسح الرجل من طين الروغة بأسطوانة المسجد أو بحائطه. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، "كتاب الطهارة، فصل في المسجد"ج۱،ص:۴۳)

(۱)من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلاً أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم ولو بتحرك، أو لم يجد من يوضّئه، فإن وجد ولو بأجرة مثل، وله ذلك لا يتيمم في ظاهر المذهب. (ابن عابدين، الدرالمختار مع الرد، "باب التيمم"ج۱،ص:۹۷-۹۶-۳۹۵)؛ والثاني: المرض، و رخصه كثيرة: التيمم عند الخوف على نفسه، أو على عضوه أو من زيادة المرض أو بطوء ه. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، "القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسير"ص:۲۲۷)؛ ويتيمم المسافر ومن هو خارج المصر لبعده عن الماء ميلاً أو لمرض خاف زيادته أو بطء برئه.(ابراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر، "باب التيمم"ج۱،ص:۵۸،بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)؛و فإن وجد خادما أو ما يستأجر به أجيراً، أو عنده من لو استعانه به أعانه، فعلى ظاهر المذهب: أنه لا يتيمم؛ لأنه قادر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، كتاب الطهارة، الباب الرابع: في التيمم، ومنها عدم القدرة على الماء، ج۱،ص:۸۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ عذر ایسا نہیں ہے کہ اس صورت میں تیمّم کی اجازت ہو۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۶/۲۶ : ۱۴۱۰ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جنبی پہلے تیمّم کرے یا وضو کرے؟

(۸۲) **سوال:** ایک شخص پر غسل فرض تھا، اور اس کے پاس صرف بقدر وضو پانی ہو وہ شخص پہلے تیمّم کرے یا وضو کرے یا اس کے برعکس کرے؟

المستفتی: رشید اللہ، بجنور، خانقاہ، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وضو کرنا ضروری نہیں ہے، صرف تیمّم بھی کافی ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی ۲/۲۸ : ۱۴۲۰ھ

رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پانی ہوتے ہوئے مس مصحف کے لیے تیمّم کا حکم:

(۸۳) **سوال:** پانی موجود ہے مگر بعض حضرات قرآن پاک پڑھنے کے غرض سے تیمّم کرتے

---

(۱) و يجوز لخوف فوت صلاة جنازة أو عيد ابتداء ...... لا لخوف فوت جمعة أو وقتية. (إبراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر، "باب التيمم" ج۱،ص:۶۳)؛ ولا يتيمم لفوت جمعة و وقت لو وترا، لفواتها إلى بدل. (إبن عابدين، الدر المختار مع الرد، "كتاب الطهارة، باب التيمم" ج۱،ص:۴۱۳)؛ والأصل: أن كل موضع يفوت فيه الأداء لا إلى خلف، فإنه يجوز له التيمم، وما يفوت إلى خلف، لا يجوز له التيمم كالجمعة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، "كتاب الطهارة، باب التيمم" ج۱،ص:۸۵)

(۲) لو كان مع الجنب ما يكفي للوضوء، يتيمم، ولا يجب التوضؤ به. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، "كتاب الطهارة، باب التيمم، الفصل الثالث: في المتفرقات" ج۱،ص:۸۴)؛ وجنب وجد من الماء قدر ما يكفي للوضوء دون الاغتسال، فإنه يتيمم، ولا يلزمه استعمال ذلك الماء عندنا. (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانيه، "فصل في التيمم" ج۱،ص:۳۹۴) إذا وجد ماءً يكفيه للوضوء فقط، إنما يتوضأ به إذا أحدث بعد تيممه عن الجنابة، أما لو وجده وقت التيمم قبل الحدث لا يلزمه عندنا الوضوء به عن الحدث الذي مع الجنابة، لأنه عبث، إذ لا بد له من التيمم (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر، "باب التيمم، مطلب: فاقد الطهورين" ج۱،ص:۴۲۶)

ہیں، یہ کیسا ہے؟

المستفتی: مولانا محمد اکرام خطیب جامع مسجد، کاس گنج ایٹہ

الجواب وباللہ التوفیق: پانی ہوتے ہوئے تیمّم کر کے قرآن چھونا جائز نہیں ہے (۱)
درمختار میں ہے ”کتیمم مس المصحف فلا یجوز لواجد الماء“۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۱/۱۲: ۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بخار کے خوف سے جنبی کے تیمّم کا حکم:

(۸۴) **سوال**: زید کو احتلام بہت زیادہ ہوتا ہے، سردیوں کے موسم میں غسل کرنے سے بخار بھی ہو جاتا ہے، تو کیا زید تیمّم کر سکتا ہے؟

المستفتی: مولوی عبدالکریم قاسمی، انبیٹہہ شیخان

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مہلک مرض ایسا ہو کہ پانی سے غسل کرنے سے بھی مرض بڑھتا ہو، یا گرم پانی میسر نہیں آ سکتا ہو، تو تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے؛ لیکن صرف نزلہ کے بڑھنے کے خوف سے غسل نہ کرنا اور تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔

”من عجز عن استعمال الماء المطلق الكافي لطهارته لصلاة تفوت إلى خلف لبعده أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم“ (۳)

”ولو كان يجد الماء إلا أنه مريض فخاف إن استعمل الماء اشتد مرضه يتيمم“ (۴)

(۱) قلت: وفي المنية و شرحها: تيممه لدخول مسجد و مس مصحف مع وجود الماء ليس بشيء بل هو عدم. (ابن عابدين، درمختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة، باب التيمم“ ج۱، ص: ۴۱۱)

(۲) ایضاً، ج۱، ص: ۴۱۲

(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة، باب التيمم“، ج۱، ص: ۳۹۵ تا ۳۹۷

(۴) بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية، ”كتاب الطهارة، باب التيمم: ألعجز من استعمال الماء لمرض“ ج۱، ص: ۵۱۶

”لا يجوز التيمم في المصر إلا لخوف فوت جنازة أو صلاة عيد أو للجنب الخائف من البرد“[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ:** محمد عارف قاسمی ۲۰/۲: ۱۴۲۰ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

پانی ملنے کی امید ہو پھر بھی تیمّم کر کے نماز پڑھنا:

(۸۵)**سوال** : کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماءعظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ایک شخص کسی ایسی جگہ میں ہے کہ اس کے پاس پانی ختم ہو چکا ہے اور ایک میل کے اندر کہیں بھی پانی نہیں ہے کہ تلاش کر کے وضو کر سکے، لیکن ایک شخص اس سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ پانی لا کر دے گا، تو کیا اس پر لازم ہے کہ اس کا انتظار کرے اور نماز نہ پڑھے؟ اگر اس نے پانی ملنے کی امید کے باوجود تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور اگر پانی مل گیا تو کیا وقت کے اندر نماز لوٹانی ہوگی۔

المستفتی: عبدالاحد، بچپٹی، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسا شخص جس کو پانی ملنے کی امید ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ نماز کو اخیر وقت تک موخر کرے، لیکن اگر اس نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی تو تیمّم کی اہلیت ہونے کی وجہ سے نماز درست ہو جائے گی بشرطیکہ مصلی اور پانی کے درمیان کم از کم ایک میل یا زیادہ کا فاصلہ ہو۔

و ندب لراجيه رجاء قويا آخر الوقت المستحب ولو لم يؤخر و تيمم و صلى جاز، إن كان بينه و بين الماء ميل و إلا لا.[۲]

الجواب صحیح : واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہٗ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی ۲۲/۱۲/۱۴۴۱ھ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ابن نجيم، البحر الرائق، ”باب التيمم“ ج۱،ص:۲۴۴

(۲)ابن عابدين، الدر المختار مع الرد، ”كتاب الطهارة، باب التيمم، مطلب في الفرق بين الظن و غلبة الظن“ ج۱،ص:۴۱۸-۴۱۷؛ و الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على المراقي،” كتاب الطهارة، باب التيمم“ ج۱،ص:۱۲۲

ماربلس اور ٹائلس پر تیمّم کا حکم:

(۸۶)**سوال** : کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
آج کل جو گھروں میں اور دیواروں پر ٹائلس لگائے جاتے ہیں، اسی طرح زمین کے فرش پر ماربلس لگائے جاتے ہیں، اس پر تیمّم کرنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ اس پر عموماً گرد وغبار نہیں ہوتا ہے۔
المستفتی: محمد راشد ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: جو چیز زمین کی جنس سے ہو اس پر تیمّم کرنا جائز ہے اور جو چیز زمین کی جنس سے نہ ہو اس پر تیمّم کرنا جائز نہیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ جو چیز جلانے سے نہ جلے وہ زمین کی جنس سے ہے۔ ماربلس اور ٹائلس بھی سیمنٹ اور چونا وغیرہ سے بنایا جاتا ہے جو زمین کی جنس سے ہے اس لیے ماربلس اور ٹائلس پر تیمّم کرنا جائز ہے۔ اگر چہ اس پر گرد وغبار نہ ہو۔ **يجزئ التيمم بكل ما كان من الأرض التراب والرمل والحجارة والزرنيخ والنورة والطين الأحمر[1] و كل شيئ من الأرض تيمم به من تراب أو جص أو نورة أو زرنيخ فهو جائز.[2] من جنس الأرض و غيره أن كل ما يحترق بالنار فيصير رمادا كالشجر والحشيش أو ينطبع و يلين كالحديد والصفر والذهب والزجاج و نحوها فليس من جنس الأرض ابن كمال عن التحفة۔[3]**

الجواب صحیح :	فقط واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی	**کتبہ** : امانت علی قاسمی ۲۸/۱۱/۱۴۴۱ھ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شدید سردی کی وجہ سے تیمّم کرنا:

(۸۷)**سوال**: سردی شدید ہے پانی سے وضو نہیں کرسکتا اور یہ اس کی طاقت سے باہر

(۱) إمام جصاص، أحكام القرآن ، ’’سوره مائده، باب التيمم، باب ما يتمم به‘‘ ج۲،ص:۴۸۷ (القاهرة: دارابن جوزی، مصر)
(۲) امام سرخسي، مبسوط للسرخسي، ’’باب التيمم‘‘ ج۱،ص:۴۰۴ (القاهرة: مؤسسة الرسالة، مصر)
(۳) ابن عابدين، ردالمحتار، ’’كتاب الطهارة، باب التيمم‘‘ ج۱،ص:۲۳۹

ہے، نیز بیمار ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے اور گرم پانی کا بھی انتظام نہیں ہے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: قاری جسیم الدین پالوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں تیمّم کر کے نماز ادا کرے قضا نہ ہونے دے؛ اور تیمّم پڑھی ہوئی نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے: ومن الأعذار: برد يخاف منه بغلبة الظن التلف لبعض الأعضاء أو المرض.[۱] أو برد أي إن خاف الجنب أو المحدث إن اغتسل أو توضأ أن يقتله البرد أو يمرضه تيمم، سواء كان خارج المصر أو فيه.[۲] قال الكاساني في بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: ولو أجنب في ليلة باردة يخاف على نفسه الهلاك لو اغتسل ولم يقدر على تسخين الماء، ولا أجرة الحمام في المصر أجزاه التيمم في قول أبي حنيفة الخ.[۳]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۱۹/۱۱/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ٹرین میں پانی نہ ملنے پر تیمّم کا حکم:

(۸۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
بسا اوقات ٹرین کے ڈبے میں پانی ختم ہو جاتا ہے اور نماز کے وقت پانی نہیں ملتا ہے، تو کیا تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

المستفتی: محمد عابد، دہلی

---

(۱) حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، "باب التيمم" (ج۱ص:۴۸)
(۲) ابن نجم، البحر الرائق، "باب التيمم"، ج۱ص:۲۴۶
(۳) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "فصل في شرائط ركن التيمم" ج۱ص:۱۷۱

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر ٹرین کے ڈبے میں پانی ختم ہوجائے، دوسرے ڈبے میں بھی پانی نہ ہو، نہ قریب میں پانی ملنے کا امکان ہو، پانی کو خریدنا بھی اس کے لیے ممکن نہ ہو یا مناسب قیمت پر پانی دستیاب نہ ہو اور پانی ملنے تک نماز کے قضا ہونے کا اندیشہ ہو، تو اخیر وقت تک انتظار کرے اور جب وقت کے ختم ہونے کا خدشہ ہو، تو تیمّم کرکے نماز پڑھ لے اور ٹرین کے باہری حصہ پر جو غبار ہوتا ہے اس پر تیمّم کیا جاسکتا ہے۔ **هو لمحدث و جنب و حائض و نفساء لم يقدروا على الماء أي على ماء يكفى لطهارته**[۱] **و منه خوف عدو آدمي أو غيره سواء خافه على نفسه أو ماله أو أمانته أو خافت فاسقا عند الماء أو خاف المديون المفلس الحبس و منه و عطش سواء خافه حالا أو مآلا على نفسه أو رفيقه في القافلة أو دابته**[۲] **و كذا يجوز بالغبار مع القدرة على الصعيد عند أبى حنيفة و محمد لأنه رقيق.**[۳]

الجواب صحیح:	فقط واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی	**کتبہ**: امانت علی قاسمی ۴/۱/۱۴۴۲ھ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک گرے نائٹ پتھر یا ٹائلس پر تیمّم کا حکم:

(۸۹) **سوال**: ہمارے گھر میں گرے نائٹ پتھر اور بعض جگہوں پہ ٹائلس لگی ہوئی ہیں، اس فرش پر اگر کوئی ناپاکی لگ جائے یا کوئی بچہ پیشاب کردے، تو کیا اس پر پانی بہانا ضروری ہے؟ یا گیلا کپڑا مار کر بھی پاک ہوجائے گا؟ نیز اس سے تیمّم کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طلحہ، مہاراشٹر

---

(۱) عبیداللّٰہ بن سعود، شرح وقایه، ’’کتاب الطهارة، باب التیمم‘‘ ج۱، ص:۸۸
(۲) حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نورالإيضاح، ’’باب التيمم‘‘ ج۱، ص:۴۸
(۳) المرغيناني، الهداية، ’’كتاب الطهارات، باب التيمم‘‘ ج۱، ص:۵۱

الجواب وباللّٰہ والتوفیق: ٹائلس اور پتھر والے پکے فرش کو پاک کرنے کے سلسلے میں کتب فتاویٰ میں دوطریقے مذکور ہیں:

پہلا طریقہ:

مذکورہ فرش پر اتنی وافر مقدار میں پانی ڈال کر بہا دیا جائے کہ اس پر نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے، تو اس طرح وہ فرش پاک ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ:

اس پر پانی ڈال کر صاف کیا جائے، پھر کپڑے سے خشک کرلیا جائے، اس طرح تین مرتبہ کرنے سے بھی وہ پاک ہوجائے گا۔

یہ حکم احتیاط پر مبنی ہے، از روئے فتویٰ تو مذکورہ زمین خشک ہونے اور نجاست کا اثر باقی نہ رہنے کی صورت میں بغیر دھوئے بھی پاک ہوجائے گی، اس جگہ پر نماز پڑھنا درست ہوگا؛ البتہ اس جگہ سے تیمّم اس وقت تک جائز نہیں ہوگا جب تک اسے دھوکر پاک نہ کرلیا جائے؛ لیکن جہاں سہولت ہو احتیاط پر عمل کرنا چاہیے۔

لہٰذا اگر زمین پر پیشاب یا نجاست کا اثر باقی نہ ہو، تو محض گیلا کپڑا پھیرنا بھی کافی ہوگا؛ لیکن احتیاط کرنا زیادہ بہتر ہے۔

”الأرض إذا تنجست ببول واحتاج الناس إلی غسلها، فإن كانت رخوة يصب الماء عليها ثلاثاً فتطهر، وإن كانت صلبة قالوا: يصب الماء عليها وتدلك ثم تنشف بصوف أوخرقة، يفعل كذلك ثلاث مرات فتطهر، وإن صب عليها ماء كثير حتی تفرقت النجاسة ولم يبق ريحها ولا لونها وتركت حتی جفت تطهر كذا في فتاوی قاضي خان“[1]

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب السابع: في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول في تطهير النجاسة، منها: الغسل“: ج۱، ص: ۹۶.

''البول إذا أصاب الأرض واحتيج إلى الغسل يصب الماء عليه ثم يدلك وينشف ذلك بصوف أو خرقة فإذا فعل ذلك ثلاثاً طهر، وإن لم يفعل ذلك ولكن صب عليه ماء كثير حتى عرف أنه زالت النجاسة ولايوجد في ذٰلك لون ولا ريح ثم ترك حتى نشفته الأرض كان طاهراً''(۱)

''وإن كان اللبن مفروشا فجف قبل أن يقلع طهر بمنزلة الحيطان، وفي النهاية إن كانت الآجرة مفروشة في الأرض فحكمها حكم الأرض، وإن كانت موضوعة تنقل وتحول، فإن كانت النجاسة على الجانب الذي يلى الأرض جازت الصلاة عليها، وإن كانت النجاسة على الجانب الذي قام عليه المصلى لا تجوز صلاته''(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد کی اشیا سے تیمّم کرنا:

(۹۰) **سوال**: مسجد کے اندر مسجد کی اشیا سے تیمّم کرنا درست ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ایوب، کرناٹکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد کی اشیا سے تیمّم کرسکتا ہے؛ لیکن پرہیز اولیٰ ہے کیونکہ بعض صورتوں میں کراہت ہے جس سے ہرکس وناکس واقف نہیں ہوتا۔

(۱) برهان الدين، محمد بن أحمد، المحيط البرهاني، ''كتاب الطهارة: الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، تطهير النجاسات'': ج۱، ص:۲۰۰.

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة'': ج۱، ص:۲۳۵.

’’ومنها أخذ شيء من أجزائه قالوا في ترابه إن كان مجتمعا جاز الأخذ منه ومسح الرجل منه وإلا لا‘‘(۱)

’’ويكره مسح الرجل من طين والردغة بأسطوانة المسجد أو بحائطه‘‘(۲)

’’وإن مسح بتراب في المسجد فإن كان التراب مجموعاً لا بأس به وإن كان منبسطا يكره وهو المختار‘‘(۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا کمرہ میں بند شخص تیمّم کرسکتا ہے؟

(۹۱) **سوال**: زید اپنے مکان کے اندر ہے، گھر کے افراد باہر سے تالا لگا کر کہیں چلے گئے نماز کا وقت ہوگیا اور گھر میں پانی موجود نہیں ہے، زید نے کوشش کی کہ وضو کے لیے پانی مل جائے مگر پانی نہ ملا اور نماز کا وقت ختم ہوا جا رہا ہے، ایسی صورت میں کیا زید تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں، اگر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، تو پانی ملنے پر نماز کا اعادہ کرے گا یا نہیں؟ تفصیلی جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد محبوب قمر، سمستی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں کوشش کے باوجود پانی نہ ملے اور نماز کا وقت ختم ہونے کے قریب ہو، تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس وقت زید تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور پانی

(۱) ابن نجيم، الاشباه والنظائر، ’’الفن الثالث: القول في أحكام المسجد‘‘: ج۴، ص: ۵۴.

(۲) فخر الدين حسن بن منصور، فتاویٰ قاضي خان، ’’كتاب الطهارة: فصل في المسجد‘‘: ج ۷، ص: ۴۳. (مكتبة فيصل ديوبند)

(۳) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الصلاة: الباب السابع فيما يفسد الصلاة، وما يكره فيها، فصل كره غلق باب المسجد‘‘: ج۱، ص: ۱۶۹.

ملنے کے بعد وضو کر کے نماز کا اعادہ کر لے؛ کیونکہ پانی پر عدم قدرت من جانب اللہ نہیں ہے۔

”المحبوس في السجن يصلي بالتيمم ويعيد بالوضوء، لأن العجز إنما تحقق بصنع العباد وصنع العباد لا يؤثر في اسقاط حق اللّٰه تعالیٰ“[۱]

”اعلم أن المانع من الوضوء إن كان من قبل العباد كأسير منعه الكفار من الوضوء ومحبوس في السجن ومن قيل له إن توضأت قتلتك جاز له التيمم ويعيد الصلوٰة إذا زال المانع ...... وأما إذا كان من قبل اللّٰه تعالیٰ كالمرض فلا يعيد“[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۱۶ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

اگر گرم پانی سے مرض بڑھے تو کیا تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

(۹۲) **سوال:** اگر گرم پانی استعمال کرنے سے مرض بڑھنے کا خوف ہو، تو کیا تیمّم کیا جا سکتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: غلام رسول، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کئی بار تجربہ اس بات کا ہو چکا ہے کہ گرم پانی سے مرض بڑھ جاتا ہے، تو ایسی حالت میں غسل یا وضو کے لیے تیمّم کیا جا سکتا ہے۔

یہ جب ہے کہ جب کہ ٹھنڈے پانی سے بھی مرض بڑھ جاتا ہو اگر ایسا نہیں ہے، تو ٹھنڈے پانی سے غسل و وضو کرے۔

درمختار میں ہے:

”من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلاً أو لمرض يشتد بغلبة الظن أو قول

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الطهارة“: ج۱، ص:۸۱.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، ”كتاب الطهارة: باب التيمم“: ج۱، ص:۳۹۸، ۳۹۹.

حاذق مسلم ...... تیمم لهذه الأعذار كلها."[1]

بدائع الصنائع میں ہے:

"**ولنا قوله تعالىٰ: ﴿وإن كنتم مرضىٰ أو علىٰ سفر ...... إلى قوله...... فتيمموا صعيداً طيباً﴾ أباح التيمم للمريض مطلقاً من غير فصل بين مرض ومرض إلا أن المرض الذي لا يضر معه استعمال الماء ليس بمراد فبقي المرض الذي يضر معه استعمال الماء مراداً بالنص**"[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

نماز جنازہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمّم کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۹۳) **سوال**: اگر نماز جنازہ تیار ہو اور کچھ لوگ بے وضو ہوں اگر وضو کریں گے، تو نماز جنازہ فوت ہوجائے گی، تو ایسی حالت میں وضو کے بجائے تیمّم کر کے نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبد الغفار، لکھنؤ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ صورت میں اگر نماز جنازہ شروع ہونے جارہی ہو اور لوگ مزید انتظار نہ کرسکیں، اب ایسے افراد کے وضو میں مشغول ہونے کی صورت میں نماز جنازہ فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے، تو ایسی حالت میں تیمّم کر کے نماز اداء کر سکتے ہیں، شرط یہ ہے کہ ایسا شخص غیر ولی ہو کیونکہ وضو کرنے تک ولی کا تو انتظار کیا جاتا ہے؛ اس لیے ولی کے لئے تیمّم کر کے نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں ہے۔

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: باب التيمم": ج۱، ص:۳۹۳۔

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، "كتاب الطهارة: باب شرائط التيمم": ج۱، ص:۱۷۱۔

’’قوله: وجاز لخوف فوت صلاة الجنازة أي ولو كان الماء قريباً: ثم اعلم أنه اختلف فيمن له حق التقدم فيها فروى الحسن،عن أبي حنيفة رحمه الله تعالیٰ أنه لا يجوز للولي لأنه ينتظر ولو صلوا له حق الإعادة وصححه في الهداية والخانية‘‘(۱)

’’ويجوز التيمم إذا حضرته جنازة والولي غيره فخاف إن اشتغل بالطهارة أن تفوته الصلاة ولا يجوز للولي وهو الصحيح ولا لمن أمره الولي‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

احتلام کی صورت میں مسجد سے نکلنے کے لیے تیمّم:

(۹۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام! اگر کوئی شخص مسجد میں سو جائے اور دوران خواب احتلام ہوجائے، تو ایسا شخص مسجد سے نکلنے کے لئے تیمّم کرے یا بلا تیمّم مسجد سے نکل جائے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد احمد، جھارکھنڈ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر مسجد میں سونے کے دوران احتلام ہوجائے، تو تیمّم کر لینا مستحب ہے ضروری نہیں ہے۔

درمختار میں ہے:

’’لو احتلم فيه (المسجد) إن خرج مسرعاً تيمم ندباً وإن مكث لخوف فوجوبا ولا يصلى ولا يقرأ‘‘ وقال الشامي ولو أصابته جنابة في المسجد قيل لا

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الطهارة: باب التيمم‘‘: ج۱،ص:۴۰۸.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’كتاب الطهارة: الباب الرابع، باب التيمم: الفصل الثالث في المتفرقات‘‘: ج۱،ص:۸۴۔

یباح له الخروج من غير تيمم اعتباراً بالدخول''[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا دورانِ وضو پانی کے ختم ہونے پر تیمّم کر سکتے ہیں؟

(۹۵) **سوال:** حضرت مفتی صاحب! مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ زید وضو کر رہا تھا ابھی کلی کر کے چہرہ اور ہاتھ ہی دھو پایا تھا کہ پانی ختم ہو گیا، یا اس پانی میں کوئی نجاست گر گئی جس سے وہ ناپاک ہو گیا، یا وہ پانی گر گیا اور ابھی بقیہ اعضائے وضو کا دھونا باقی ہے اور پانی قریب میں موجود بھی نہیں ہے اور نہ ہی فوری طور پر پانی کا کوئی انتظام ہو سکتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں تیمّم کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد، بہرائچ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جب پانی کم ہو یا پانی ختم ہونے کا اندیشہ ہو، تو ابتداء وضو سے ہی کفایت کر کے وضو کا پانی استعمال کرنا چاہئے تاکہ وضو کے درمیان پانی ختم نہ ہو جائے، بہر حال اگر اعضائے وضو دھونے سے قبل پانی بالکل ختم ہو جائے اور اس جگہ یا اس کے قریب پانی موجود نہ ہو یا کسی شرعی عذر کی بنا پر پانی کے استعمال پر وہ قدرت نہ رکھتا ہو تو اس صورت میں تیمّم کرنا درست ہے؛ لیکن مکمل تیمّم کیا جائے گا مثلاً جس طرح تیمّم میں چہرہ اور ہاتھ کا مسح کیا جاتا ہے اسی طرح دونوں اعضاء کا مسح کیا جائے گا اگر اس نے چہرہ دھو لیا تھا تو مسح میں صرف ہاتھ پر اکتفا کرنا جائز نہیں؛ اس لیے کہ اصل اور بدل کا اجتماع درست نہیں ہے، قرآن مجید میں ارشاد باری ہے:

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ﴾[۲]

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: باب الغسل'': ج ۱، ص: ۱۷۲؛
وكذا في التاتار خانية، ''كتاب الطهارة: باب الغسل'': ج ۱، ص: ۱۵۸.
(۲) سورۃ المائدہ: ٦۔

تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمّم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ اس زمین کی جنس پر سے مار کر پھیر لیا کرو۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”ولو كان مع المحدث ما يكفي لغسل بعض أعضاء الوضوء فإنه يتيمم من غير غسله هكذا في شرح الوقاية“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

ایسے شخص کا تیمّم کرنا جس کا ہاتھ کٹا ہو:

(۹۶) **سوال**: ایک شخص ہے اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا ہے، وہ تیمّم کس طرح کرے گا؟ مٹی پر ہاتھ پھیر کر اس کٹے ہوئے ہاتھ کے حصے پر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے یا نہیں؟ کیا صورت اختیار کرنی ضروری ہے، وضاحت سے مسئلہ بتا کر شکریہ کا موقع دیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ریان، کشمیری گیٹ، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر ہاتھ کہنی سے نیچے کٹا ہے، تو کہنی تک تیمّم کرنا ضروری ہے، اگر کہنی سے کٹا ہے، تو اس جگہ بھی تیمّم ضروری ہے ورنہ نماز درست نہیں ہوگی، ہاں اگر کندھے کے پاس سے ہی ہاتھ کٹا ہوا ہو، تو پھر اس جگہ تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

”قلت: أرأيت رجلا مقطوع اليدين من المرفقين فأراد أن يتيمم هل يمسح على وجهه ويمسح على موضع القطع؟ قال: نعم، قلت: فإن مسح وجهه وترك

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: الباب الرابع في التيمم الفصل الثالث: في المتفرقات“: ج۱، ص: ۸۴.

موضع القطع؟ قال: لا يجزيه قلت: فإن صلى هكذا أياماً؟ قال: عليه أن يمسح موضع القطع ويستقبل الصلاة، قلت: فإن كان القطع في اليدين من المنكب؟ قال: عليه أن يمسح وجهه وليس عليه أن يمسح موضع القطع الخ ''[1]

الجواب صحيح:
امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اعضاء تیمّم پر غبار کا نظر آنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۹۷) **سوال:** کیا تیمّم میں اعضائے تیمّم پر صرف ہاتھ پھیرنا فرض ہے یا غبار کا نظر آنا بھی ضروری ہے، نیز تیمّم میں اگر کسی عضو کا کوئی حصہ چھوٹ جائے، تو اس کے لیے تیسری ضرب لگائی جائے یا پہلی ضرب ہی کافی ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ضیاء، رائے بریلی

الجواب وباللہ التوفیق: تیمّم میں اعضائے تیمّم پر غبار آلود ہاتھ پھیرنا فرض ہے اعضائے تیمّم پر غبار کا نظر آنا نہ ضروری ہے اور نہ ہی مطلوب؛ کیونکہ مٹی کو ضرورتاً پانی کا بدل قرار دیا ہے؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ مٹی پر ہاتھ مارنے کے بعد پھونک مارتے تھے تاکہ اعضاء پر غبار نظر نہ آئے اور اگر عضو کا کوئی حصہ چھوٹ جائے، تو اس حصہ پر ہاتھ پھیر دے تیسری ضرب کی الگ سے کوئی ضرورت نہیں ہے۔

''عن عمار بن ياسر قال قام المسلمون فضربوا باكفهم التراب ولم يقبضوا من التراب شيئاً''[2]

---

(۱) الإمام محمد بن الحسن الشيباني، الأصل، ''كتاب الطهارة: باب التيمم بالصعيد'': ج ۱، ص: ۱۰۳. (بيروت: دارابن حزم، لبنان)

(۲) أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب الطهارة: باب التيمم'': ج۱، ص: ۴۵، رقم: ۳۱۹ (مكتبه نعيميه ديوبند)

’’وضرب النبي صلى الله عليه وسلم بيده إلى الأرض ثم نفخ فيها ومسح بها وجهه وكفيه الخ‘‘(۱)

’’ثم عندهما أي عند أبي حنيفة ومحمد الشرط في صحة التيمم مجرد المس ...... ولا يشترطان علوق شيء منهما‘‘(۲)

’’وأما ركنه ضربتان ضربة للوجه وضربة للذراعين‘‘(۳)

’’أما ركنه قال اصحابنا هو ضربتان‘‘(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)أخرجه أبو داود، في سننه، ’’كتاب الطهارة: باب التيمم‘‘: ج۱،ص:۴۶،رقم:۳۲۴. (مکتبه نعیمیه دیوبند)

(۲)إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ’’كتاب الطهارة: فصل في التيمم‘‘: ج۱،ص:۶۷.

(۳)إبراهيم الحلبي، الحلبي الكبيري، ’’كتاب الطهارة، فصل في التيمم‘‘ ج۱،ص۰۶۷

(۴)الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ’’كتاب الطهارة: فصل في التيمم، أركان التيمم‘‘: ج۱،ص:۱۶۵.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الحیض والنفاس والمعذورین
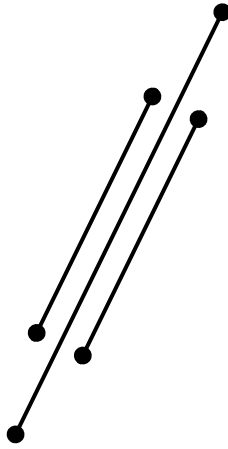
فصل اوّل: حیض ونفاس اور استحاضہ کا بیان

فصل ثانی: معذورین کی طہارت کا بیان

فصل اوّل

حیض ونفاس اور استحاضہ کا بیان

ایام حیض کی مدت کا حکم:

(۱) **سوال**: ایک عورت کہتی ہے کہ میرا شوہر عالم ہے، اس نے مجھ کو مسئلہ بتلایا ہے کہ عورت کو جو حیض آتا ہے وہ ایک دن آکر بند ہو جائے یا دس روز کے لیے بند ہو جائے ہر حال میں عورت سات دن تک ناپاک رہتی ہے، یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

حیض کی حالت میں کتنے دنوں کے روزوں کی قضا کرے گی، میں نے مسئلہ بتلایا کہ تین دن سے کم حیض نہیں ہوگا، اور دس روز سے زیادہ حیض نہیں ہوگا، اور جتنے دن حیض کے ہوں گے، اتنے دن کے روزوں کی قضا لازم ہوگی، نماز تو بالکل معاف ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: منیر الدین، شیخ آبادی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال صورت میں اس عورت کا قول درست نہیں ہے، اس کو چاہئے کہ صحیح مسئلہ پر عمل کرے، احناف کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں جب کہ زیادہ مدت دس دن اور دس راتیں ہیں اور اس عورت کو چاہئے کہ بہشتی زیور وغیرہ کا مطالعہ کرے تاکہ صحیح معلومات حاصل ہوں اور جتنے روز حیض آئے اتنے ہی روزوں کی قضا لازم ہے۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۳: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي أمامة الباهلي قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لا يكون الحيض للجارية والثيب التي قد أيست من الحيض أقل من ثلاثة أيام ولا أكثر من عشرة أيام فهي مستحاضة، فما زاد على أيام أقرائها قضت و دم الحيض أسود خاثر تعلوه حمرة و دم المستحاضة أصفر رقيق. (أخرجه دار قطنى، في سننه، "كتاب الحيض" ج۱ص:۳۰۷،رقم:۸۳۳،بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان) ......بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

حمل ساقط ہونے کے بعد کا خون:

(۲) **سوال**: ایک عورت کا استقرار حمل کے بعد ڈھائی ماہ گزرنے کے بعد حمل ساقط ہو گیا اور سقوط کے ساتھ خون بھی جاری ہو گیا، جو کہ پینتالیس (۴۵) یوم تک جاری رہا۔ جب کہ وہ عورت اپنے ایام حیض کے اعتبار سے معتادہ ہے، اس کو ہر ماہ میں چھ روز حیض آتا ہے۔ تو ان ایام میں کتنا حیض، کتنا نفاس شمار ہوگا؟

المستفتی: محمد عبدالرحیم دہلوی، مدرسہ کاشف العلوم بستی حضرت نظام الدین اولیا، نئی دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ڈھائی ماہ کا حمل ساقط ہونے کے بعد جو خون آیا وہ نفاس نہیں ہے ''والسقط إن ظهر بعض خلقه ولد (كنز الدقائق) وقال تعليقاً عليه في البحر لا يستبين خلقه إلا في مائة وعشرين يوماً. والمراد نفخ الروح و إلا فالمشاهد ظهور خلقته قبلها، قيد بقوله: إن ظهر لأنه لو لم يظهر من خلقه شيء فلا يكون ولداً، ولا تثبت هذ الأحكام فلا نفاس لها''[1] اور مذکورہ عورت چوں کہ معتادہ ہے اس لیے آنے والے خون میں سے عادت کے موافق حیض وطہر کے ایام کی تعیین کی جائے گی ''و إن كانت صاحبة عادة فعادتها في الحيض حيضها وعادتها في الطهر طهر ها'' و تكون مستحاضة في أيام طهرها.[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان ۱۹/۴/۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......پچھلے صفحہ کا بقیہ...... أقل الحيض ثلاثة أيام و لياليها وما نقص من ذلك فهو استحاضة. (المرغيناني، هداية، ''كتاب الطهارة، باب الحيض والاستحاضة'' ج۱، ص:۶۲)؛ فإن لم يجاوز العشرة فالطهر والدم كلاهما حيض، سواء كانت مبتدأة أو معتادة إن جاوز العشرة ففى المبتدأة حيضها عشرة أيام و في المعتادة معروفتها في الحيض حيض والطهر طهر. (جماعة من علماء الهند، فتاوى هندية، ''كتاب الطهارة، الباب السادس: في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول: في الحيض و منها : تقدم نصاب الطهر'' ج۱، ص:۹۱ (مكتبة فيصل ديوبند)

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ''كتاب الطهارة، باب الحيض'' ج۱، ص:۳۷۹ (دارالكتاب ديوبند)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهنديه، ''كتاب الطهارة، الباب السابع: في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول: في الحيض، و منها: تقدم نصاب الطهر'' ج۱، ص:۹۱

علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع، فى ترتيب الشرائع، ''كتاب الطهارة، فصل: في تفسير الحيض، والنفاس، والاستحاضة، دم الحامل ليس بحيض'' ج۱، ص:۱۶۱ مكتبة زكريا ديوبند)

خلاف عادت آنے والا خون حیض ہے یا استحاضہ؟

(۳) **سوال**: میں معتدہ ہوں، مجھے دو دن خلاف عادت خون آیا، پھر بند ہو گیا چند روز کے بعد ایک دن خون آیا، پھر بند ہو گیا، معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ خون حیض کا ہے، یا استحاضہ کا اگر یہ حیض کا ہے، تو اس طرح تین مرتبہ خون آنے سے میری عدت پوری ہوگئی یا نہیں؟

المستفتیہ: صبا انجم، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: حیض کی اصل مدت تین دن تین رات ہے، دو روز خون آ کر موقوف ہو گیا، پھر ایک روز آ کر بند ہو گیا، یہ حیض نہیں استحاضہ ہے [۱] لہٰذا عورت کو جب تک باقاعدہ تین مرتبہ حیض نہ آ جائے، عدت ختم نہ ہوگی [۲] اور دوسرے سے نکاح بھی درست نہ ہوگا؛ البتہ عورت کا آئسہ ہونا متحقق ہو جائے تو تین ماہ کے بعد کیا ہوا نکاح درست ہوگا۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۴/۱/۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حائضہ سے وطی کرنے کا حکم:

(۴) **سوال**: حیض والی عورت سے وطی کرنا کیسا ہے؟ اور بار بار کی وطی سے ایک غسل کرے یا بار بار غسل کرے؟ اور غسل کی نیت ضروری ہے یا نہیں؟

المستفتی: حیات الرحمٰن صاحب، مسجد کرسیات، جلیل پور، ضلع بلند شہر

---

(۱) أقل الحيض ثلاثة أيام و لياليها وما نقص من ذلك فهو استحاضة. (المرغيناني، هدايه، "كتاب الطهارات، باب الحيض والاستحاضة" ج۱،ص:۶۲، مكتبة الاتحاد ديوبند)؛وعن أبي أمامة الباهلي قال: قال رسول الله: لايكون الحيض للجارية والثيب التي قد أيست من الحيض اقل من ثلاثة أيام ولا أكثر من عشرة أيام فهي مستحاضة الخ (أخرجه دار قطني، في سننه، "كتاب الحيض" ج۱،ص:۳۰۷،رقم:۸۳۳)

(۲) وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ الخ. (سورۃ البقرہ:۲۲۹)

(۳) وَاللَّائِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ أَشْهُرٍ. (سورۃ البقرہ،آیت ۲۲۹)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حیض ونفاس والی عورت سے وطی بالکل حرام ہے [۱] غسل میں نیت ضروری نہیں؛ بلکہ ناک میں پانی داخل کرنا، حلق میں پانی داخل کرنا اور پورے بدن پر پانی بہانا ضروری ہے [۲] متعدد وطی سے ایک ہی غسل کافی ہے، علیحدہ علیحدہ غسل کی ضرورت نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۵/۲۵: ۱۴۱۳ھ
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

حالتِ حیض میں موئے زیرناف کا صاف کرنا:

(۵) **سوال**: اگر حیض والی عورت غسل کرتے وقت موئے زیرناف صاف کرے تو گنہگار ہوگی یا نہیں؟ اور اگر چند دن بعد کرے تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: حیات الرحمٰن صاحب، ضلع بلند شہر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حیض ونفاس سے پاکی حاصل کرتے وقت اگر زیرناف صاف کرے تو گناہ گار نہیں ہوگی، دو تین دن بعد اگر صاف کرے تب بھی گناہ گار نہیں ہوگی، بلکہ چالیس دن کے اندر اندر جس وقت چاہے صاف کرلے کوئی ممانعت نہیں۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۵/۲۵: ۱۴۱۳ھ
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱)ویسألونك عن المحيض قل هو أذ ى فاعتزلوا النساء في المحيض ولا تقربوهن حتى يطهرن فإذا تطهرن فأتوهن من حيث أمركم الله إن الله يحب التوابين و يحب المتطهرين. (سورة البقره: الآيه:۲۲۲)؛وعن أبي هريرة عن النبى ﷺ قال: من أتى حائضاً أو إمرأةً في دبرها أو كاهناً فقد كفر بما أنزل علي محمد. (أخرجه الترمذى فى سننه، ''أبواب الطهارة، باب ما جاء في كراهية إتيان الحائض'' ج۱،ص:۳۵، رقم:۱۲۵؛ و عن ابن عباس عن النبي ﷺ في الذي يأتي امرأته وهي حائضٌ قال: يتصدق بدينار، أو بنصف دينار (أخرجه ابو دائود، فى سننه، ''كتاب النكاح، باب في كفارة من أتى حائضاً'' ج۱،ص:۲۹۴ (مكتبه نعيميه ديوبند)؛و وطؤها في الفرج عالما بالحرمة عامداً مختاراً كبيرة لا جاهلا ولا ناسيا ولا مكرهاً فليس عليه إلا التوبة والاستغفار (زين الدين إبن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة، باب الحيض'' ج۱،ص:۳۴۲)

(۲)و فرض الغسل غسل فمه و أنفه و بدنه. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الطهارة'' ج۱،ص:۸۶)

(۳)حلق الشعر حالة الجنابة مكروهٌ و كذا قص الأظافير (جماعة من علماء الهند، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حیض کی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت کا حکم:

(۶)**سوال:** لڑکی حافظ قرآن ہے، تو قرآن یاد رکھنے کے لیے ایام ماہواری میں کیسے پڑھے؟

المستفتی: محمد غلام رسول، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایام حیض میں مذکورہ عذر کی وجہ سے قرآن پاک تلاوت کی اجازت نہیں ہوگی (۱) اگر بھولنے کا خطرہ ہے تو ایسا کرے۔ قرآن پاک کو کسی کپڑے وغیرہ سے پکڑ کر کھولے اور قرآن میں دیکھ کر دل ہی دل میں یاد کرتی رہے، زبان سے حروف والفاظ کی ادائیگی نہ کرے۔ کوئی تلاوت کر رہا ہو، تو اس کے پاس بیٹھ کر سنتی رہے، ان شاء اللہ یاد کیا ہوا یاد رکھنا آسان ہو جائے گا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہٗ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۳/۸: ۱۴۲۱ھ، نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......الفتاویٰ الهندیه، ”كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر: في الختان والخصاء، و قلم الأظفار الخ“ ج۵،ص:۴۱۴)؛ وقص الأظفار هو إزالة ما يزيد على ما يلابس رأس الإصبع من الظفر بمقص أو سكين أو غيرهما و يكره ...... في حالة الجنابة، و كذا إزالة الشعر لما روى خالد مرفوعا من تنور قبل أن يغتسل جائته كل شعرة فتقول يارب سله لم ضيعني ولم يغسلني. (طحطاوی، حاشية الطحطاوی، ”كتاب الصلاة، باب الجمعة“ ج۱،ص:۵۲۵، دارالكتاب ديوبند)

(۱)عن ابن عمر رضى الله عنهما عن النبي ﷺ قال لا تقرء الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن. (أخرجه الترمذی، فی سننه، ”أبواب الطهارة، باب ما جاء في الجنب والحائض، و منها لا يقرأالقرآن“ ج۱،ص:۳۴،رقم:۱۳۱،مكتبه نعيميه ديوبند)؛ومنها حرمة قراء ة القرآن: لا تقرأ الحائض والنفساء والجنب شيئا من القرآن، والآية وما دونها سواء في التحريم على الأصح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهنديه، ”كتاب الطهارة، الباب السادس: في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع: في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ومنها حرمة قراء ة القرآن“ ج۱،ص:۳۷)و منها أن لا تقرأ القرآن عندنا (عالم بن العلاء،فتاویٰ تاتارخانيه، ”كتاب الطهارة، نوع آخر فى الأحكام التي تتعلق بالحيض“ ج۱،ص:۴۸۰مكتبة زكريا ديوبند)و قراء ة القرآن أي يمنع الحيض قراء ة القرآن، و كذا الجنابة لقوله ﷺ لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن، ولا فرق بين الآية ومادونها في رواية الكرخيّ، و في رواية الطحاوى يباح لهما قراء ة ما دون الآية...... هذا إذا قرأه على قصد التلاوة، و أما إذا قرائه على قصد الذكر والثناء الخ (لايمسه إلا المطهرون) و لقوله ﷺ لا يمس المصحف إلا طاهرٌ قال رحمه الله (و منع الحدث المسّ) أي مسّ القرآن لما تقدم قال (ومنعهما الجنابة والنفاس) أي منع من القراء ة والمسّ الجنابة والنفاسُ. (فخرالدين عثمان بن على، تبيين الحقائق، كتاب الطهارة، باب الحيض، ج۱،ص:۱۶۴-۱۶۵، مكتبة زكريا ديوبند)

حالت حیض میں اوراد و وظائف کا حکم:

(۷) **سوال**: عورت حالت حیض میں نماز وتلاوت قرآن کے علاوہ دوسرے وظائف، اور کلمہ طیبہ کا ورد کر سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ عبد الرشید، قصبہ ہڑوٹ، محلّہ پٹھان کوڈ، ضلع: میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حالت حیض میں عورت کے لیے نماز وتلاوت قرآن منع ہے، مگر دیگر وظائف اور کلمہ طیبہ پڑھ سکتی ہے؛ بلکہ بہتر ہے کہ حائضہ عورت نماز کا وضو بنا کر مصلی پر بیٹھ کر نماز کی مقدار تسبیحات پڑھے مثلاً ''**سبحانك أستغفر اللّٰه الذی لا إله إلا هو الحی القیوم**'' تو اس کے نامہ اعمال میں ہزاروں کتابوں کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے ستر ہزار گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۵/۷: ۱۴۱۸ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہٗ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

حالت حیض میں اگر کسی کا انتقال ہو جائے؟

(۸) **سوال**: ایک ایسی عورت کا انتقال ہوا کہ جس کا حیض کا خون جاری تھا، انتقال اور غسل کے بعد بھی اس کے حیض کا خون برابر جاری رہا، تو کیا اس کو دوبارہ غسل دیا جائے گا؟

المستفتی: عبد الوہاب، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مذکورہ ایسی مجبوری ہے کہ جس سے بچنا ممکن نہیں

---

(۱) لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (واقعة:۷۹) یمنع صلوٰة ...إلی... و قراء ة قرآن و قال فی رد المحتار: یستحب لها أن تتوضأ لکل صلاة و تقعد علی مصلاها تسبح و تهلل و تکبر بقدر أدائها، کي لا تنسی عادتها، و في روایة: یکتب لها ثواب أحسن صلاة کانت تصلي. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الطهارة، باب الحیض، مطلب لو أفتی مفت بشيء من هذه الأقوال''، ج۱، ص:۴۸۴، مکتبة زکریا دیوبند)؛ (و لیس للحائض والجنب والنفساء قراء ة القرآن) لقوله علیه الصلاة والسلام: لا تقرأ الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن. (ابن الهمام، فتح القدیر، ''کتاب الطهارة، باب الحیض والاستحاضة'' ج۱، ص:۱۶۹)

اس لئے مذکورہ میت پر نماز جنازہ اور غسل اور تدفین سب درست ہوگا۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۴/۸/۱۴۱۶ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حائضہ اور جنبی کا مسجد میں داخل ہونے کا حکم:

(۹) **سوال**: حائضہ اور جنبی کے لیے مسجد میں داخل ہونا کیوں منع ہے؟

المستفتی: محمد یونس، محلّہ پانڈے حویلی، وارانسی (بنارس)

الجواب وباللہ التوفیق: جنبی (ناپاک) اور حائضہ ونفساء عورت کے لیے مسجد کے اندر جانا جائز نہیں ہے[۲] کیونکہ مسجد کعبۃ اللہ کا ایک نمونہ ہے، اور ذکر الٰہی کی جگہ ہے، قرآن میں وارد ہے "وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ"[۳]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۲۹/۱۲/۱۴۱۹ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چالیس روز سے قبل نفاس کا خون بند ہونے پر غسل ونماز کا حکم:

(۱۰) **سوال**: ایک عورت پہلی بار حاملہ ہوئی اور بچہ پیدا ہوکر چالیس روز سے پہلے ہی نفاس کا خون بند ہوگیا، تو وہ غسل کر کے نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد سلطان الحق، امام مسجد، کھچڑی پور

---

(۱) و إذا غسل الميت ثم خرج من شيء لا يعاد الغسل ولا وضوء عندنا ... و إذا سأل منه شيء بعد الغسل قبل أن يكفن غسل ما سال و إن سال بعد ما كفن لا يغسل. (عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتارخانیہ، ج۳،ص:۱۲)

(۲) يحرم بالحدث الأكبر دخول مسجد. (ابن عابدين، الدر المحتار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة، مطلب: يوم عرفة أفضل من يوم الجمعة، ج۱،ص:۳۱۱)؛ ولا تدخل المسجد و كذا الجنب لقوله عليه الصلاة والسلام: فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الطهارات، باب الحيض والاستحاضة" ج۱،ص:۱۶۸)

(۳) سورۃ الحج:۳۲

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نفاس کے لیے چالیس دن پورے کرنے ضروری نہیں ہے، جب خون نفاس بند ہوجائے تو نفاس ختم ہوگیا، اب وہ عورت غسل کرے نماز پڑھے، ورنہ تو عورت گنہگار ہوگی، اور نماز اس کے ذمہ پر باقی رہے گی، جب تک قضا نہ کرے، یہ عقیدہ غلط ہے کہ چالیس دن پورے کرنے ضروری ہیں۔ (۱)

''روی الطبراني وابن ماجه عن انس رضی الله عنه أنه صلی الله علیه وسلم وقّت للنفساء اربعین یوماً إلا أن تری الطهر قبل ذالك. (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۱/۵/۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نفاس کی مدت کا بیان:

(۱۱) **سوال**: میری عورت کو پہلی بار ۳۵/دن نفاس آیا، دوسری بار ۳۲/دن تیسری بار ۳۰/دن نفاس کا خون جاری رہا، تو تیسری بار عورت کب سے پاک شمار ہوگی؟ اور کب سے شوہر صحبت کر سکتا ہے؟

المستفتی: عبدالمؤمن، سنسار پور، ضلع، سیتاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس صورت میں تیسری بار جب تیس دن ۳۰/ میں خون بند ہوگیا، تو وہ غسل کر کے نماز پڑھے اور رمضان ہو تو روزہ رکھے، لیکن صحبت مکروہ ہے، البتہ ۳۵/دن

---

(۱) والنفاس دم یعقب الولد، وحکمه حکم الحیض، ولا حدّ لأقله (ولا حدّ لأقله) وهو مذهب الأئمة الثلاثة و أکثر أهل العلم و قال الثوري: أقله ثلاثة أیام، و قال المزني: أربعة أیام، و قال شیخ الاسلام: اتفق أصحابنا علی أن أقل النفاس ما یوجد، فإنها کما ولدت إذا رأت الدم ساعة، ثم انقطع عنها الدم، فإنها تصوم و تصلي (ابراهیم بن محمد، مجمع الأنهر، ''باب الحیض'' ج۱،ص:۸۲، بیروت: دارالکتب العلمیة، لبنان)

(۲) ابن عابدین، الدرالمختار مع رد المختار، ''کتاب الطهارة، باب الحیض، مطلب في حکم وطئ المستحاضة'' ج۱،ص:۴۹۸)

کے بعد صحبت درست ہو جائے گی؛ کیونکہ یہ اس کی عادت ہے[۱]، ''لو انقطع دمها دون عادتها، يكره قربانها، و إن اغتسلت حتى تمضي عادتها، وعليها أن تصلي وتصوم للاحتياط هكذا في التبيين''۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۸/۷/۱۴۱۹ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حالتِ حیض میں روزہ کا حکم:

(۱۲) **سوال:** حائضہ عورت رمضان کے روزے ترک کرے گی یا نہیں؟

المستفتی: محمد نسیم، چنڈ یگڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حائضہ رمضان کا روزہ نہیں رکھے گی، بلکہ دوسرے وقت میں اس کی قضاء کرے گی۔[۳]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران غفرلہ ۲۶/۷/۱۴۱۱ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و إن انقطع لدون أقله تتوضأ و تصلي في آخر الوقت، و إن لأقله فإن لدون عادتها لم يحل، و تغتسل و تصلي و تصوم احتياطاً. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المختار، ''باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال'' ج۱ص:۴۸۹)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ''كتاب الطهارة، الباب السادس: في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض الخ، و منها، وجوب الاغتسال، عند الانقطاع'' ج۱ص:۹۳)

(۳) عن معازة قالت سالت عائشة فقلت ما بال الحائض تقضي الصوم ولا تقضي الصلاة؟ فقالت احرورية أنت؟ قلت لست بحرورية ولكن اسأل، قالت: كان يصيبنا ذالك فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة. (أخرجه مسلم، في صحيحه كتاب الحيض باب: وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ج۱ص:۱۵۳، رقم:۳۲۵ مکتبہ نعیمیہ دیوبند)؛ وعن أبي سعيد الخدري قال: خرج رسول الله ﷺ في أضحى أو فطر إلى المصلي، اذ المصلى فمر على النساء قال أليس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل؟ قلن بلى فذلك من نقصان عقلها، أليس إذا حاضت لم تصل ولم تصم؟ قلن: بلى،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ایامِ حیض میں کتابوں کا مجلس میں پڑھنا:

(۱۳) **سوال**: ایامِ حیض میں کتابوں سے عورتوں کی مجلس میں تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں؟ نیز ایامِ حیض میں عورتوں کو تعلیم سننے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد طاہر حسن صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایامِ حیض ونفاس میں قرآن کریم کو چھونا یا پڑھنا قطعاً درست نہیں، اور کوئی دوسری دینی کتاب پڑھنا اور سننا دونوں درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۴۳۰ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... قال فذلك من نقصان دينها. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم" ج۱،ص:۴۴،رقم ۳۰۴)؛وعن عائشة قالت كنا نحيض على عهد رسول الله ﷺ ثم نطهر. فيأمرنا بقضاء الصيام، ولا يأمرنا بقضاء الصلاة. والعمل على هذا عند أهل العلم لا نعلم بينهم اختلافاً أن الحائض تقضي الصيام ولا تقضي الصلاة. (أخرجه الترمذي، في سننه، "ابواب الصوام، باب ما جاء في قضاء الحائض الصيام دون الصلوٰة" ج۱،ص:۱۶۳،رقم:۷۸۷)

(۱) لَا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ:۷۹)؛وقال مالك ولا يحمل أحد المصحف بعلاقته ولا على وسادة أحد إلا وهو طاهر (مكتبه بلال ديوبند) (أخرجه مالك بن انس بن مالك، في الموطا،باب لا يمس القرآن إلا طاهر، ج۱،ص:۱۹۹،رقم:۲۳۶)؛ولا يجوز لحائض ولا جنب قراءة القرآن لقوله عليه السلام لا يقرأ الجنب ولا الحائض شيئا من القرآن. (أبوبكر بن علي، الجوهرة النيرة، "باب الحيض" ج۱،ص:۳۶، دارالكتاب ديوبند)؛وعن حفصة قالت: فلما قدمت أم عطية سألتها أسمعت النبي ﷺ قالت بأبي نعم. و كانت لا تذكره إلا قالت: بأبي سمعته يقول: يخرج العواتق و ذوات الحذور، أوالعواتق ذوات الحذور والحيّض وليشهدن الخير، ودعوة المومنين، و يعتزل الحيض المصلى قالت حفصة: فقلت الحيض؟ فقالت أليس تشهد عرفة و كذا و كذا. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الحيض، باب شهود الحائض العيدين" ج۱،ص:۴۶،رقم:۳۲۴، مكتبه نعيميه ديوبند)؛ و يكره مسُّ كتب التفسير والفقه والسنن، لأنها لا تخلوا عن آيات القرآن. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الطهارة، باب الحيض" ج۱،ص:۳۵؛ وابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذا الأقوال" ج۱،ص:۴۸۸)؛ولا تقرأ لحائض ولا الجنب شيئا من القرآن والنفساء كالحائض و يحرم مسها (حسن بن عمار، مراقي الفلاح شرح نورالإيضاح، "باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ج۱،ص:۵۸ المكتبة الاسعدى، سهارنپور)

حالتِ حیض میں مہندی لگانے کا حکم:

(۱۴) **سوال:** ایام حیض میں عورتیں مہندی لگاتی ہیں، پھر غسل بھی کرتی ہیں اور ایام کے ختم ہونے کے بعد وضو بنا کر نماز بھی پڑھتی ہیں، یہ کیسا ہے؟

المستفتی: محمد عابد، سہارنپور، متعلّم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مہندی کا رنگ پانی کا ہاتھ لگ جانے سے مانع نہیں مہندی لگے ہوئے بھی پانی ہاتھ تک بلاشبہ چلا جاتا ہے، اس لیے مذکورہ ایام میں مہندی لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے بعد جو غسل مہندی لگائے ہوئے کیا جائے وہ غسل بھی درست ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۹/۱: ۱۴۲۳ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اگر ایام حیض عادت سے بڑھ جائے، تو کیا حکم ہے؟

(۱۵) **سوال:** ہندہ کو پانچ دن حیض کی عادت تھی، مگر اب کبھی دس دن کبھی گیارہ دن خون آتا ہے، تو پانچ دن کے بعد کیا حکم ہوگا؟

المستفتی: محمد ابوسلمیٰ، جعفرآباد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر دس دن کے اندر اندر خون آتا رہا، تو تمام کا تمام حیض شمار ہوگا، اور اگر دس دن سے آگے بڑھے گا، تو ایام عادت یعنی پانچ دن حیض، اور باقی

---

(۱) جنبٌ اختضب واختضبت امرأته بذالك الخضاب قال ابویوسف رحمه اللّٰه تعالیٰ لا بأس به. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، ''کتاب الکراهية، الباب العشرون في الزينة و اتخاذ الخادم للخدمة'' ج۵،ص:۴۱۵)؛ و بل يطهر ما صبح او خضب بنجس بغسله ثلاثا. (ابن عابدين، الدر المختار، ''باب الأنجاس''، ج۱،ص:۳۲۹)؛ والمرأة التي صبغت أضبعها بالحناء أوالصرام أوالصباغ قال كل ذالك سواء يخرجهم و ضوء هم. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهنديه، ''كتاب الطهارة، الباب الأول: في الوضوء: الفرض الثاني: غسل اليدين'' ج۱،ص:۵۴)

استحاضہ شمار ہوگا۔[1]

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہٗ　　**کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۷: ۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جس عورت کا حیض بند نہ ہوتا ہو اس سے صحبت کا حکم:

(۱۶) **سوال:** میرے دوست کی بیوی حیض کی پریشانی میں ہے اور شفا نہیں مل رہی ہے اس کو مستقل حیض آتا رہتا ہے، میرا دوست ایک جوان آدمی ہے اور وہ اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرسکتا ہے، تو اس کو کیا کرنا چاہیئے۔ کیا اس کو طلاق دے دے؟ اس کی بیوی طلاق کے لیے بالکل تیار نہیں ہے۔

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی عورت جو مستقل ماہواری کی پریشانی میں ہو اور حیض بند نہ ہوتا ہو، تو ہر ماہ دس دن حیض کے شمار ہوں گے، اور باقی استحاضہ یعنی بیماری کے ہوں گے، حیض کے دنوں میں بیوی سے نہ ملے، اس کے علاوہ کے دنوں میں یعنی استحاضہ کے باوجود اپنی بیوی سے صحبت کرنا درست ہے۔ ''**فالعشرة من أول ما رأت حیض والعشرون بعدذلك طهرها**''[2]

البتہ استحاضہ جو شرعی وطبعی عذر ہے، محض اس کی وجہ سے طلاق دینا بہتر نہیں ہے، ایسی حالت میں

---

(۱) و إذا زاد الدم على العادة فإن جاوز العشرة فالزائد كله استحاضة و إلا فحيض. (إبراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر، ''كتاب الطهارة، باب الحيض'' ج۱،ص:۸۱،بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان) و إن جاوز العشرة ففي المبتدأة حيضها عشرة أيام و في المعتادة معروفتها في الحيض حيض والطهر طهر. هكذا في السراج الوهاج. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، ''كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الدول: في الحيض و منها تقدم نصاب الطهر'' ج۱،ص:۹)؛ و لنا ما روي أبوأمامة الباهلي رضى الله عنه عن النبي ﷺ أنه قال أقل ما يكون الحيض للجارية الثيب و بكر جميعا ثلاثة أيام، و أكثر ما يكون من الحيض عشرة أيام، و مازاد على العشرة فهو استحاضة. (الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''كتاب الطهارة، فصل في تفسير الحيض، النفاس والاستحاضة'' ج۱،ص:۱۵۴ مكتبة زكريا ديوبند)

(۲) الكاساني،بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ''فصل: في تفسير الحيض، والنفاس، والاستحاضة، دم الحامل ليس بحيض'' ج۱،ص:۱۶۱.

دوسری شادی کرنا بھی جائز ہے۔ [1]

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد عمران گنگوہی　　**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی ۲۶/۱۰/۱۴۳۷ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نویں دن دوبارہ خون جاری ہوگیا:

(۱۷) **سوال**: فاطمہ کو ۱۴/اپریل کو حیض آیا تھا اور ۲۲/اپریل کی صبح وہ پاک ہوگئی اور غسل کر لیا، لیکن ا/گھنٹے کے بعد جب پیشاب کیا تو دیکھا ہاتھ پر کچھ گاڑھا سا کریم جیسی شکل میں کچھ تھا، تو اب غسل اور نمازوں کا کیا حکم ہے تشریح فرمائیں نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ فاطمہ کی حیض کی مدّت اس کے بچے دانی کے ڈاکٹری علاج کے بعد پچھلے کئی مہینوں سے کبھی ۱۰/دن، کبھی ۹/دن اور کبھی ۸/دن ہے۔

المستفتی: محمد معاذ خان، بڑانوی

الجواب وباللہ التوفیق: غیر معتادہ کے لیے حیض کی اکثر مدت دس دن ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جب کہ اس کی کوئی عادت متعین نہیں ہے، دس دن مکمل ہونے سے پہلے جب بھی خون دیکھے گی وہ حیض میں شمار ہوگا۔ نویں دن غسل کرنے کے بعد جو خون دیکھا وہ حیض ہے ابھی نماز نہ پڑھے۔ [2]

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی　　**کتبہ**: محمد اسعد جلال غفرلہ ۲۶/۱۰/۱۴۴۰ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) (ودم الاستحاضة) حكمه (كرعاف دائم) و قتا كاملا (لا يمنع صوماً و صلوة) ولو نفلاً (و جماعاً) لحديث توضئ و صلي و إن قطر الدم على الحصير. (ابن عابدين، درالمختار، "طهارة، باب الحيض، مطلب في حكم وطيء المستحاضة" ج۱،ص:۴۹۵)؛ و دم الاستحاضة. كرعاف دائم لا يمنع صلوة ولا صوماً ولا وطئاً. (إبراهيم محمد، ملتقى الأبحر، "باب الحيض" ج۱،ص:۸۳،)

(۲) الطهر المتخلل من الدمين والدماء في مدة الحيض يكون حيضاً. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، "كتاب الطهارة، الباب السادس: في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الأول: في الحيض، و منها: تقدم نصاب الطهر" ج۱،ص:۹۱)؛ الطهر إذا تخلل بين الدمين في مدة الحيض، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تیسرے دن خون نظر نہیں آیا تو عورت کیا کرے؟

(۱۸) **سوال**: ایک عورت کو کئی مہینوں سے حیض نہیں آیا تھا۔ اب حیض آنا شروع ہوا۔ پہلے دن تھوڑا سا خون نظر آیا، دوسرے دن تھوڑا سا خون نظر آیا، پھر تیسرے دن بالکل خون نہیں آیا۔ سوال یہ ہے کہ اس صورت میں تیسرے دن وہ غسل کر کے نماز پڑھے یا انتظار کرے اور کس قدر انتظار کرے؟

المستفتی: کلثوم ناز، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے، اس سے کم اگر خون آئے تو وہ بیماری اور استحاضہ کا خون کہلاتا ہے۔ استحاضہ کی حالت میں عورت عام حالات کی طرح نماز اور روزہ ادا کرے گی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں تیسرے دن پورے دن انتظار کرے۔ اگر تیسرے دن خون آیا تو تین دن حیض کے ہو گئے اور اگر تیسرے دن بالکل بھی خون نہیں آیا تو یہ دو دن استحاضہ اور بیماری کے شمار ہوں گے اور عورت ان دونوں دنوں کی نمازوں کی قضا کرے گی۔ حیض کی اکثر مدت دس دن ہے۔ اگر دس دن پورے ہونے سے پہلے کسی دن بھی خون آ گیا تو سارے ایام حیض کے شمار ہوں گے، اور اگر دو دن کے بعد خون بند ہو گیا اور ۹ر دن بند رہنے کے بعد پھر شروع ہوا تو یہ گیارہواں دن ہے اس لیے یہ ایام حیض کے شمار نہ ہوں گے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ ۱۴/۱۱/ ۱۴۴۰ھ، نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فهو كا لدم المتوالی. (المرغيناني، هداية، "باب الحيض والاستحاضه" ج۱، ص:۶۶)؛ وما تراه في مدته سوى بياض خالص ولو طهرامتخللاً بين الدمين فيها حيض، لأن العبرة لأوله و آخره و عليه المتون فليحفظ. (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمختار، "كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال الخ" ج۱، ص:۴۸۲-۴۸۳)

(۱) و أقلّه ثلاثة أيام بلياليها...... و أكثره عشرة، و ما نقص عن أقله أو زاد على أكثره، فهو استحاضة. (ابراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، "باب الحيض" ج۱، ص:۷۷-۷۸)؛ وأقل الحيض ثلاثة أيام و ثلاث ليال في ظاهر الرواية، هكذا في التبيين، و أكثره عشرة أيام و لياليها، كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، "كتاب الطهارة، الباب السادس: في الدماء المختصة للنساء، الفصل الأول: في الحيض، و منها النصاب" ج۱، ص:۹۱)؛ وأقل الحيض ثلاثة أيام و لياليها وما نقص من ذلك فهو استحاضة، و أكثره عشرة أيام والزائد استحاضة. (المرغيناني، هداية، "باب الحيض والاستحاضة"، ج۱، ص:۶۲)

حمل ضائع ہونے کی صورت میں عورت کی پاکی کا حکم:

(۱۹) **سوال**: کیا فرماتے علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک عورت حاملہ ہے اور اس کا حمل اگر نو ماہ سے قبل ہی مثلا چار ماہ یا اس سے قبل ہی ضائع ہو جائے، تو وہ عورت کتنے دنوں میں پاک ہوگی؟ اس میں جو خون آیا ہے وہ حیض کا شمار کیا جائے گا یا نفاس یا استحاضہ کا؟ از راہ کرم شرعی لحاظ سے راہ نمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اللہ، علی گڑھ، یوپی

الجواب وباللہ التوفیق: حاملہ عورت کا حمل وقت سے پہلے ضائع ہونے کی صورت میں حکم یہ ہے کہ اگر بچے کے اعضا میں سے کسی عضو (مثلاً: ہاتھ، پیر، انگلی یا ناخن وغیرہ) کی بناوٹ ظاہر ہو چکی ہو، تو یہ عورت نفاس والی ہو جائے گی، اس حمل کے ساقط ہونے کے بعد نظر آنے والا خون نفاس کا خون کہلائے گا؛ لیکن اگر بچے کے اعضا میں سے کسی بھی عضو کی بناوٹ ظاہر نہ ہوئی ہو، تو پھر اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، یعنی عورت نفاس والی نہیں بنے گی اور اس حمل کے ضائع ہونے کے بعد نظر آنے والا خون نفاس بھی نہیں کہلائے گا۔

بچے کے اعضا کی بناوٹ ظاہر ہونے کی مدت فقہاء نے چار مہینے لکھی ہے، لہٰذا جو حمل چار مہینے پورے ہونے پر یا چار مہینے کے بعد ضائع ہو جائے؛ تو اس کے بعد نظر آنے والا خون نفاس ہوگا؛ لیکن اگر حمل چار مہینے مکمل ہونے سے پہلے ضائع ہو جائے، تو اس حمل کا اعتبار نہیں ہوگا، یعنی اس سے نہ تو عورت کی عدت گزرے گی اور نہ اس کے بعد نظر آنے والا خون نفاس کا ہوگا۔ اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ اگر کم از کم تین دن تک خون آیا اور اس سے پہلے ایک کامل طہر (کم از کم پندرہ دن پاکی) بھی گزر چکا ہو، تو یہ خون حیض کا شمار ہوگا؛ لیکن اگر تین دن سے کم ہو یا اس سے پہلے پندرہ دن پاکی نہ رہی ہو، تو پھر یہ خون استحاضہ (بیماری) کا شمار ہوگا۔

”(ظهر بعض خلقه كيد أو رجل) أو أصبع أو ظفر أو شعر، ولايستبين خلقه إلا بعد مائة وعشرين يوماً (ولد) حكماً (فتصير) المرأة (به نفساء والأمة أم ولد

ویحنث به) في تعلیقه وتنقضي به العدة، فإن لم یظهر له شيء فلیس بشيء، والمرئي حیض إن دام ثلاثاً وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة''[۱]

''فإن رأت دما قبل إسقاط السقط ورأت دما بعده، فإن کان مستبین الخلق فما رأت قبله لا یکون حیضاً وهي نفساء فیما رأته بعده وإن لم یکن مستبین الخلق فما رأته بعده حیض إن أمکن''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: محمد شکیب قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۱۶ھ)

نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ایام حیض میں استعمال شدہ کپڑے کا حکم:

(۲۰) **سوال**: حضرات علمائے کرام مفتیان عظام:

خواتین اپنے ایام مخصوصہ میں سینیٹری پیڈ استعمال کرتی ہیں اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ اور استعمال کر کے کچرے میں پھینک دیتی ہیں، جس پر خون لگا ہوتا ہے۔ کیا اس طرح پھینکنا ان کے لیے درست ہے؟ نیز خواتین کو اپنے کاٹے ہوئے بال، اسی طرح ایام حیض میں استعمال شدہ پیڈ اور ٹشو کس طرح ضائع کرنے چاہئیں؟ کیا ان کو زمین میں دفنایا جائے یا سمندر میں بہایا جائے یا جلا دیا جائے یا ایسی جگہ پھینکنا جہاں نامحرم مردوں کے ان چیزوں کو دیکھ لینے کا اندیشہ ہو، تو کیا ایسی جگہ پھنیکنا صحیح ہے؟ از روئے شریعت اس کی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، مرادآباد

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الطهارة: باب الحیض، مطلب في أحوال السقط وأحکامه'': ج۱ص:۵۰۰.

(۲) ابن نجیم، البحر الرائق، ''کتاب الطهارة: أقل النفاس'': ج۱ص:۲۳۰.

الجواب وبالله التوفيق: عورتوں کے لیے حیض اور نفاس کے ایام میں اپنے خاص مقام پر کوئی ایسی چیز رکھنا ثابت شدہ ہے جو کپڑوں کو ملوث ہونے سے بچائے رکھے، اب یہ کپڑا ہو روئی ہو یا موجودہ دور میں خاص اسی مقصد سے بنائے گئے پیڈ ہوں، سب کا استعمال شرعاً جائز اور درست ہے۔

”وضع الكرسف مستحب للبكر فى الحيض وللثيب فى كل حال وموضعه موضع البكارة ويكره في الفرج الداخل الخ، وفي غيره أنه سنة للثيب حالة الحيض مستحبة حالة الطهر ولو صلتا بغير كرسف جاز“[1]

”عن أم سعد امرأة زيد بن ثابت قالت: سمعت رسول الله يأمر بدفن الدم إذا احتجم. رواه الطبراني في الأوسط“[2]

”قال العلامة الحصكفیؒ: كل عضو لا يجوز النظر إليه قبل الانفصال لا يجوز بعده كشعر عانته وشعر رأسها وعظم ذراع حرّة ميتة وساقها وقلامة ظفر رجلها دون يدها وان النظر الٰى ملاء ة الاجنبية بشهوة حرام“[3]

اسلام نے طہارت و پاکی پر بڑا زور دیا ہے اس میں ظاہری طہارت بھی شامل ہے اور باطنی طہارت بھی، ظاہری طہارت سے ذہن کی صفائی، بدن کی صفائی، لباس کی صفائی اور حال وماحول کی صفائی وغیرہ جیسے امور مراد ہیں، انسان فطری طور پر پاکی وصفائی کو پسند کرتا ہے ظاہری نظافت وپاکیزگی خود انسان کے لیے جہاں فرحت بخش ہوتی ہے وہیں اس میں دوسروں کی رعایت بھی ہے فرد کی نظافت وطہارت کے حکم میں فرد کے ساتھ سماج میں رہنے والے دوسرے لوگوں کی کس قدر رعایت ملحوظ ہے اس تعلق سے بھی مزاج شریعت کوملحوظ رکھنا چاہئے، طہارت ونفاست ایک تہذیب یافتہ اور مثقف قوم کا امتیاز ہے، ایک انسان جس کا ذہن پاک نہ ہو، بدن صاف ستھرا نہ ہو، لباس میلا

(۱) ابن نجيم، البحر الرائق، ”كتاب الطهارة: باب الحيض“: ج۱،ص:۲۰۳۔

(۲) نور الدين الهيثمي، مجمع الزوائد، ”باب دفن الدم“: ج ۵،ص: ۱۵۸، رقم: ۸۳۴۱.(بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

(۳) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار،”كتاب الكراهية: فصل في النظر، مطلب في سترة العورة“: ج۱،ص:۴۰۸۔

کچیلا ہو نظافت پسند طبیعتیں اس کو ناپسند کرتی ہیں، ان تمام کی پاکی ونظافت کے ساتھ رہن سہن پاک صاف ہو، مکانات کی صفائی کے ساتھ گلی کوچوں اور محلوں کو بالخصوص مسلم آبادیوں کو طہارت وپاکی صفائی ونظافت کا مظہر ہونا چاہئے، عفونت وگندگی ہر اعتبار سے ناپسندیدہ ہے، خواہ وہ کہیں ہو لباس وبدن میں ہو، رہائش گاہوں میں، گلی کوچوں میں ہو یا بستیوں میں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے طہارت ونظافت کے خصوصی احکام دیئے ہیں، کتب حدیث وفقہ میں طہارت کا ایک مستقل باب قائم ہے اس میں وہ سارے مسائل زیر بحث لائے جاتے ہیں جن کا خاص طہارت وپاکی سے تعلق ہوتا ہے فرد کی نظافت بھی اسلام میں مطلوب ہے اور اجتماعی اعتبار سے بھی پاکی اور نظافت کی بڑی اہمیت ہے، طہارت ونظافت کو اسلام نے اس قدر اہمیت دی ہے کہ اس کو نصف ایمان قرار دیا ہے، جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے: ''**الطهور شطر الإيمان**''(۱)

خلاصۂ کلام:

حیض کو جذب کرنے کے لیے استعمال شدہ کپڑے، سینیٹری پیڈ، کرسف وغیرہ کو کھلے عام پھینکنا درست نہیں، تہذیب اور حیا کا تقاضا ہے کہ اس طرح کی چیزوں کو چھپا کر ایسی جگہوں پر پھینکا جائے جہاں عام لوگوں کی نگاہ نہ پڑے؛ اس لیے صورتِ مسئولہ میں بہتر یہی ہے کہ خواتین اپنے غیر ضروری کاٹے ہوئے بال، حیض کے کپڑے، ٹشو وغیرہ کسی مناسب جگہ میں ضائع کر دیں، آج کل بلدیہ کی جانب سے نجاست وغلاظت ڈالنے کے لیے جگہ جگہ مناسب نظم ہوتا ہے بہتر ہے کہ اس میں ڈال دیا جائے، اگر یہ عمل مشکل ہو، تو اس پہلو کی رعایت کے ساتھ ضائع کرنا چاہئے؛ البتہ ایسی جگہ پھینکنا جو گندگی یا بیماری یا بے حیائی پھیلانے کا سبب ہو، مکروہ ہے۔

''**يدفن أربعة: الظفر، والشعر، وخرقة الحيض والدم**''(۲)

فتاوی عالمگیری میں ہے:

''**فإذا قلم أظفاره أو جز شعره ينبغي أن يدفن ذلك الظفر والشعر المجزوز**

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الطهارة: باب فضل الوضوء''، ج۱، ص:۱۱۸، رقم:۲۲۳.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب التاسع عشر في الختان والخصاء وقلم الأظفار الخ''، ج۵، ص:۴۱۲.

فإن رمی به فلا بأس وإن ألقاه في الکنیف أو في المغتسل یکره ذلك لأن ذلك یورث داء کذا في فتاویٰ قاضي خان. یدفن أربعة الظفر والشعر وخرقة الحیض والدم کذا في الفتاویٰ العتابیة"[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

نفاس کے بعد آنے والا خون:

(۲۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: ایک عورت کو چھ روز خون آتا ہے، پھر بائیس روز پاکی کے گزارتی ہے، پھر چھ روز حیض کا خون آتا ہے یہ اس کی عادت ہے؛ چنانچہ مذکورہ عورت کو پہلی مرتبہ بچہ پیدا ہوا اور نفاس کا خون چالیس یوم سے تجاوز کر کے مزید اٹھائیس یوم تک خون جاری رہا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اٹھائیس یوم تک آنے والا خون کُل کا کُل دم استحاضہ ہے یا اس میں دم حیض بھی ہے؟ برائے مہربانی جواب ارسال فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صدام حسین، آسامی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں چالیس دن کے بعد ابتداء کے بائیس دن استحاضہ کے شمار ہوں گے اور اس کے بعد چھ دن حیض کا شمار ہوگا اور آئندہ بھی اسی طرح بائیس دن استحاضہ (طہر) کے اور چھ دن حیض کے شمار ہوں گے۔

"وأقل الطهر بین الحیضتین أو النفاس والحیض خمسة عشر یوماً ولیالیها إجماعاً"[۲]

"والناقص عن أقله والزائد علی أکثره أو أکثر النفاس أو علی العادة وجاوز

(۱) أیضًا:
(۲) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الطهارة: باب الحیض": ج۱، ص:۴۷۷۔

أكثرهما وما تراه حامل استحاضة''(۱)

''عن المحيط مبتدأة رأت عشرة دما وسنة طهرا ثم استمر بها الدم. قال أبو عصمة: حيضها وطهرها ما رأت، حتى إن عدتها تنقضي إذا طلقت بثلاث سنين وثلاثين يوما''(۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۸/۱۱/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اگر حیض کا خون دو دن کے بعد رک کر آئے تو پاکی کا کیا حکم ہے؟

(۲۲) **سوال:** حضرات علمائے دین مفتیان عظام! میرا سوال یہ ہے کہ مجھے حیض کا خون دو دن آتا ہے اور اس کے بعد پھر رک جاتا ہے۔ جب غسل کر لیتی ہوں، تو اس کے بعد پھر کپڑوں پر داغ لگنے شروع ہو جاتے ہیں، یہ سب دس دنوں کے اندر اندر ہوتا ہے ایسی صورت میں غسل اور دیگر عبادات کے احکام کیا ہوں گے؟ کیا دو دن جو خون آیا ہے وہ حیض ہی کا شمار ہوگا؟ از روئے شریعت مکمل و مدلل تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتیہ: جمیرہ ناز، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: حیض کے ایام کے دوران رک کر دوبارہ آنے والا خون حیض ہی کا ہوگا اگر چہ وہ خون تھوڑا ہی کیوں نہ ہو؛ اس لیے مذکورہ صورت میں کپڑوں پر داغ لگنے والا خون حیض ہی کا شمار ہوگا فقہاء احناف کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین راتیں ہیں جب کہ زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور دس راتیں ہیں۔ امام دار قطنی نے ایک روایت نقل کی ہے:

(۱) أيضاً:
(۲) أيضاً:، ''مبحث في مسائل المتحيرة'': ج۱، ص: ۴۷۸.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی کنواری اور شادی شدہ عورت کا حیض تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتا، دس دن کے بعد نکلنے والا خون استحاضہ ہے، حائضہ ایام حیض کے بعد کی نمازوں کی قضا کرے، حیض میں سرخی مائل سیاہ گاڑھا خون ہوتا ہے اور استحاضہ میں زرد رنگ کا پتلا خون ہوتا ہے۔

''قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يكون الحيض للجارية والثيب الذى قد أيست من الحيض أقل من ثلاثة أيام ولا أكثر من عشرة أيام، فإذا رأت الدم فوق عشرة أيام فهي مستحاضة فما زاد على أيام أقرائها قضت، ودم الحيض أسود خاثر تعلوه حمرة، ودم المستحاضة أصفر رقيق''[1]

ایک اور روایت میں ہے:

''عن واثلة بن الأسقع قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أقل الحيض ثلاثة أيام وأكثره عشرة أيام''[2]

احناف کے نزدیک تین دن اور تین راتوں سے کم حیض نہیں ہے اور مدت حیض میں خون شروع ہوکر درمیان میں رک کر دوبارہ خون جاری ہوجاتا ہے اس سلسلے میں صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ احناف کا موقف بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''والطهر إذا تخلل بين الدمين في مدة الحيض فهو كالدم المتوالي قال: وهذه إحدى الروايات عن أبي حنيفة رحمه الله ووجهه أن استيعاب الدم مدة الحيض ليس بشرط بالإجماع فيعتبر أوله وآخره كالنصاب في باب الزكاة''[3]

اور وہ طہر جو دو خونوں کے درمیان متخلل یعنی خلل انداز ہو وہ بھی مسلسل آنے والے خون کی طرح ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی روایات میں سے ایک

(۱) أخرجه دار قطني، في سننه، ''كتاب الطهارة: كتاب الحيض'': ج۱ص:۲۱۸، رقم:۵۹.
(۲) أيضاً، رقم:۶۱.
(۳) المرغيناني، الهداية، ''كتاب الطهارات: باب الحيض والاستحاضة'': ج۱ص:۶۶.

روایت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ خون کا پوری مدتِ حیض کو گھیرنا بالاجماع شرط نہیں ہے؛ لہٰذا اس کے اول اور آخر کا اعتبار کیا جائے گا، جیسے زکوٰۃ کے باب میں نصاب ہے۔

خلاصہ:

حیض کی مدت کم از کم تین دن اور تین راتیں ہیں اور زیادہ سے زیاد دس دن ہے اور جو دس دن سے زیادہ یا تین دن سے کم ہو وہ استحاضہ ہے۔

لہٰذا اگر حیض کے ایام میں چار دن خون آنے کے بعد دو دن کے لیے بند ہو جاتا ہے اور پھر آنا شروع ہو جاتا ہے تو یہ تمام مدت حیض ہی شمار ہوگی۔ جیسا کہ صاحب ہدایہ نے بیان فرمایا ہے:

''أقل الحيض ثلاثة أيام ولياليها، وما نقص من ذلك فهو استحاضة''(۱)

البتہ حیض کا ایک دور ختم ہونے کے بعد دوسرا دور شروع ہونے کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہے۔ اگر پندرہ دن سے پہلے خون آجائے تو وہ استحاضہ شمار کیا جائے گا۔ اس صورت میں جسم اور کپڑوں کو پاک کر کے عبادات بھی انجام دی جائیں گی اور ہر نماز کے لیے نئی وضو کر کے نماز بھی ادا کی جائے گی۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی (۱۲/۱۰/۱۴۴۲ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

حائضہ عورت کے جھوٹے اور پسینے کا حکم؟

(۲۳) **سوال**: حضرت مفتی صاحب پوچھنا یہ ہے کہ: حائضہ عورت اگر کھانا کھا کر چھوڑ دے یا پانی پی کر چھوڑ دے، تو کیا اس کا جھوٹا پاک ہے؟ ایسے ہی ایک حائضہ عورت کو گرمی کی شدت کی وجہ سے پسینہ نکلنے لگے اور اس کا شوہر اس سے مس ہو جائے، تو کیا اس صورت میں حائضہ کے

(۱) أيضاً:

پسینہ لگنے سے اس کا شوہر ناپاک ہوجائے گا؟ اس بارے میں کیا احادیث وغیرہ مذکور ہیں؟ براہ کرم مکمل ومدلل جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد علی جوہر، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جنابت، حیض ونفاس نجاست حکمی ہیں، جس کی وجہ سے جنبی، حائضہ وغیرہ کا ظاہری جسم ناپاک نہیں ہوتا اور نہ ہی جسم سے نکلنے والا پسینہ اور اس کا جھوٹا ناپاک ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر جسم پر کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو، تو حائضہ عورت کا پسینہ اور اس کا جھوٹا خواہ پانی ہو یا کھانا سب پاک ہے اور اگر حائضہ کے شوہر کو حائضہ کا پسینہ لگ جائے، تو اس کا شوہر بھی ناپاک نہیں ہوگا۔

"عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: لقيني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم و أنا جنب، فأخذ بيدى، فمشيت معه حتى قعد، فانسللت فأتيت الرحل فاغتسلت ثم جئت و هو قاعد، فقال: أين كنت يا أبا هريرة؟ فقلت له، فقال: سبحان اللّٰه! يا أبا هريرة! إن المؤمن لاينجس"[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اس حال میں کہ میں جنبی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے، میں چپکے سے وہاں سے نکلا اور اپنی رہائش پر آکر غسل کیا، پھر میں آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہاں تھے؟ میں نے وجہ بتادی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"سبحان اللّٰہ"** مومن کا (ظاہری) جسم ناپاک نہیں ہوتا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

(۱) **أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الغسل: باب الجنب يخرج و يمشي في السوق و غيره":** ج ۱، ص: ۴۱، رقم: ۲۸۵۔

اس میں اس کا جواز پایا جاتا ہے کہ غسل جنابت کو اس کے واجب ہونے کے اول وقت سے تاخیر کی جاسکتی ہے اوراس کا بھی جواز ہے کہ جنبی شخص (غسل سے پہلے بھی) اپنی ضروریات پوری کرسکتا ہے۔ (۱) لیکن افضل یہی ہے کہ جنبی کو غسلِ جنابت میں جلدی کرنی چاہیۓ۔

زمانہ جاہلیت اور خاص کر یہودیوں کے معاشرے میں عورت، ایامِ مخصوصہ میں بہت نجس چیز سمجھی جاتی تھی، اورایامِ مخصوصہ میں اسے ایک کمرے میں بند کردیا جاتا تھا۔ نہ وہ کسی چیز کو ہاتھ لگاسکتی تھی، نہ کھانا پکاسکتی تھی اور نہ کسی سے مل سکتی تھی؛ لیکن اسلام کے معتدل نظام نے ایسی کوئی چیز باقی نہیں رکھی۔ شریعتِ اسلامیہ میں حیض ونفاس کی وجہ سے صادر ہونے والی ناپاکی میں عورت نماز روزہ، طوافِ کعبہ، مسجد میں جانے، مباشرت کرنے اور تلاوتِ کلامِ پاک کے علاوہ تمام امورانجام دے سکتی ہے۔ اس کے لیے باقی تمام امور جائز ہیں، یہاں تک کہ ذکراللہ اور دُرودشریف اور دیگر دُعائیں پڑھ سکتی ہے؛ لہٰذا حیض ونفاس کے دنوں میں عورت کے لیے کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور دیگر گھریلو خدمات بجالانا جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

”قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: ناوليني الخمرة من المسجد قالت: فقلت إني حائض، فقال إن حيضتك ليست في يدك“(۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سے مجھے فرمایا: مصلیٰ (جائے نماز) اٹھا کر مجھے دے دو، میں نے عرض کیا کہ میں حائضہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حالت حیض میں مسجد سے جائے نماز اٹھا کرلانے کا حکم فرمایا جب کہ ایسا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں ہی تشریف فرما تھے اور جائے نماز گھر میں رکھی ہوئی تھی، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حجرہ مبارک سے جائے نماز اٹھا کر دینے کو فرمایا تو انہوں

(۱) ابن حجر عسقلاني، فتح الباري، ”كتاب الطهارة“: ج۱، ص:۳۹۱. (مكتبة شيخ الهند، ديوبند)

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب الحيض: باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله“: ج۱، ص: ۱۴۳، رقم: ۲۹۸.

نے عرض کیا کہ میں تو حائضہ ہوں۔ اگلی حدیث مبارکہ سے اس بات کی وضاحت ہو رہی ہے:

’’عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال بينما رسول: في المسجد، فقال: يا عائشة (رضي الله عنها) ناوليني الثوب، فقالت: إني حائض، فقال: إن حيضتك ليست في يدك فناولته‘‘(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! مجھے ایک کپڑا اٹھا کر دو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حائضہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ایامِ مخصوصہ میں عورت کا جھوٹا کھانا اور اس کا بچا ہوا پانی اور اس کا پسینہ پاک ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ایام مخصوصہ میں بیوی سے انتفاع کا حکم:

(۲۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ایام خاص میں بیوی سے لطف اندوز ہونے کی کس حد تک اجازت ہے؟ نیز کسی وجہ سے ایام مخصوصہ میں شوہر بیوی سے ہمبستری کر لے تو اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ براہ کرم جواب مدلل عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالقدوس، رامپور

الجواب وباللہ التوفیق: مخصوص ایام میں بیوی کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک

(۱) أيضاً: ج۱ص: ۲۴۵، رقم: ۲۹۹.

کے حصہ سے بغیر حائل کے نفع اٹھانا شوہر کے لیے شرعاً ممنوع قرار دیا گیا ہے؛ البتہ اس حصہ کے علاوہ باقی تمام بدن سے فائدہ اٹھانے کی شرعاً اجازت ہے، جیسا کہ علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے:

''(وقربان ما تحت إزار) يعنى ما بين سرة وركبة ولو بلا شهوة، وحل ما عداه مطلقًا. وهل يحل النظر ومباشرتها له؟ فيه تردد''

''(قوله: وقربان ما تحت إزار) من إضافة المصدر إلى مفعوله، والتقدير: ويمنع الحيض قربان زوجها ما تحت إزارها، كما في البحر''

''(قوله: يعني ما بين سرة وركبة) فيجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها والركبة وما تحتها ولو بلا حائل، وكذا بما بينهما بحائل بغير الوطء ولو تلطخ دماً''(۱)

نیز حالت حیض میں ہمبستری کرنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، قرآن کریم میں صراحۃً اس سے منع کیا گیا ہے ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ (۲) اگر کبھی بے احتیاطی یا غلطی سے ایسا ہو جائے، تو سچے پکے دل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنا واجب ہے، نیز اس کے ساتھ ساتھ بہتر ہے کہ اگر ابتدائے حیض میں ہمبستری کی ہو، تو ایک دینار اور اخیر ایام میں کی ہو، تو نصف دینار خیرات کرے۔ درمختار میں ہے:

''............فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدينا أو نصفه .... ثم قيل إن كان الوطء في أول الحيض فبدينار أو آخره فبنصفه، وقيل: بدينار لو الدم أسود وبنصفه لو أصفر. قال في البحر: ويدل له ما رواه أبو داود والحاكم وصححه "إذا واقع الرجل أهله وهى حائض، إن كان دما أحمر فليتصدق بدينار، وإن كان أصفر فليتصدق بنصف دينار اهـ". (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: باب الحيض": ج۱،ص:۲۹۲.

(۲) سورة البقرة:۲۲۲.

(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة: باب الحيض": ج۱،ص:۲۹۴.

مخصوص ایام میں عورت نماز کے وقت کیا کرے؟

(۲۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

حیض کے ایام میں عورت نماز نہیں پڑھتی ہے، تو بسا اوقات بچے گھر میں کہتے ہیں امی نماز نہیں پڑھوگی کیا؟ ایسی صورت میں عورت کو کیا کرنا چاہیے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نعیم، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: خواتین کے لیے مخصوص ایام میں مستحب یہ ہے کہ نماز کے اوقات میں وضو کر کے مصلی پر بیٹھ کر تھوڑی دیر تسبیح وغیرہ پڑھ لیا کریں؛ تا کہ عبادت کا اہتمام برقرار رہے اور پاکی کے بعد نماز پڑھنے میں سستی نہ آئے۔ حیض کے ایام میں نماز اور قرآن پڑھنا منع ہے لیکن تسبیح پڑھنا منع نہیں ہے، ایسی عورت نماز تو نہیں پڑھے گی؛ لیکن تشبہ بالمصلین ہو جائے گا۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ حائضہ عورت کے لیے مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے جتنی دیر نماز پڑھنے میں لگتی ہے، اتنی دیر مصلیٰ بچھا کر بیٹھ کر ذکر ودعا کرتی رہے، تا کہ عام اوقات میں جو وقت عبادت میں لگتا تھا وہ ضائع بھی نہ ہو اور عبادت کی عادت بھی باقی رہے۔

”وقال: ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذلك كذا في السراجية“[1]

”و يستحب للمرأة الحائض إذا دخل عليها وقت الصلاة أن تتوضأ و تجلس عند مسجد بيتها، و في السراجية: مقدار ما يمكن أداء الصلاة لو كانت طاهرة و تسبح و تهلل كي لا تزول عنها عادة العبادة“[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۲۰/۱۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب الطهارة: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اسقاط حمل پرآنے والے خون اوراس حمل کا حکم

(۲۶) **سوال**: زینب چند ماہ کی حاملہ تھی، پھراس کا حمل ضائع ہوگیا، اب جوخون جاری ہوا، وہ نفاس میں داخل ہے یانہیں، نماز وروزہ کا کیا حکم ہے نیز جوحمل ضائع ہوا اگراس میں بچہ کے اعضا نمودار ہوگئے تھے، تواس کے غسل، کفن ودفن کا کیا حکم ہے؟ براہ کرم اس کا جواب جلداز جلد تحریر فرمادیجیے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نشاط، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: اسقاط حمل کے نتیجہ میں اگراجزائے انسانی میں سے کوئی جز مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہر ہوگئے، تو وہ شرعاً بچہ ہے اوراس کے بعدآنے والاخون نفاس ہے، مذکورہ صورت میں عورت سے نماز ساقط ہوجائے گی اورروزہ دوسرے دنوں میں قضا کرے گی اوراس جزوانسانی کوغسل دیا جائے گا۔

اوراگرکوئی چیز ظاہر نہیں ہوئی، تو وہ بچہ نہیں ہے نہ اس کے لیے غسل ہے اورنہ کفن ودفن؛ البتہ جزوانسانی ہونے کی وجہ سے دفن کرنا چاہئے اوراس صورت میں آنے والاخون نفاس نہیں ہے، اب دیکھنا چاہئے کہ اس سے قبل حیض آئے ہوئے کتنا زمانہ ہوا اور یہ خون کتنے دن آیا، اگرحیض آئے ہوئے پندرہ دن یااس سے زیادہ ہوگئے اور یہ خون کم ازکم تین دن آئے، تو حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے جس میں نماز روزہ سب درست ہے۔

”وسقط ظهر بعض خلقه كيد أو رجل أو إصبع أو ظفر أو شعر ولا يستبين خلقه إلا بعد مائة وعشرين يوماً ولد حكماً فتصير المرأة به نفساء ...... فإن لم يظهر

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الباب السادس، في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع: في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ومنها: حرمة قرأة القرآن“: ج۱ص:۹۳.

(۲) عالم بن العلاء، الفتاویٰ التاتار خانية، ”كتاب الطهارة: بيان حكم الحيض والاستحاضة والنفاس، نوع آخر في الأحكام التي بالحيض“: ج۱ص:۴۷۸۔

له شيء فليس بشيء والمرئي حيض إن دام ثلاثاً وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة"[۱]

"وإلا أي وإن لم يستهل غسل وسمىٰ عند الثاني وهو الأصح فيفتى به على خلاف ظاهر الرواية إكراماً لبني آدم كما في ملتقى البحار وفي النهر عن الظهيرية: وإذا استبان بعض خلقه غسل وحشر هو المختار وأدرج في خرقة ودفن ولم يصل عليه"[۲]

"ولا خلاف في غسله ومالم يتم وفيه خلاف والمختار أنه يغسل ويلف في خرقة ولا يصلى عليه"[۳]

"وأما السقط الذي لا يتم أعضاؤه ففي غسله اختلاف المشايخ والمختار أنه يغسل ويلف في خرقة، ولم يصل عليه باتفاق الروايات ومذهب علمائنا رحمهم الله في السقط الذي استبان بعض خلقه أنه يحشر وهو قول الشعبي وابن سيرين"[۴]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،

محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

حیض روکنے کے لیے مانع حیض دوا کا استعمال:

(۲۷) **سوال:** حضرت مفتی صاحب سلام مسنون!

پوچھنا ہے کہ جن عورتوں کو حیض آتا ہے ایسی عورت اگر رمضان المبارک میں مسلسل روزے رکھنے کے لیے کوئی دوا یا گولیاں استعمال کرے اور اس کے ذریعے اپنی ماہواری کو روکنے کی کوشش کرے، تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ نیز اس کی عادت کے ایام میں اگر دوا کھانے سے حیض رک گیا تو وہ

(۱) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الطهارة: باب الحيض، مطلب في أحوال السقط وأحكامه": ج۱،ص:۵۰۰، ۵۰۱.

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة": ج۳،ص:۱۳۱.

(۳) أيضاً.

(۴) عالم بن العلاء، الفتاوىٰ التاتار خانية: ج۳،ص:۱۱.

شرعاً پاک شمار ہوگی یا ناپاک؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسلام الدین، جمالپور، بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وقت ضرورت حیض بند کرنے والی گولیوں (Tablets) کے استعمال کی گنجائش ہے؛ البتہ بسا اوقات ان دواؤں کا استعمال طبی لحاظ سے عورت کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے، اس سے ماہواری کے ایام میں بے قاعدگی بھی ہوجاتی ہے جس سے بہت سے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ان ایام میں معذور رکھا ہے، ان دنوں میں نماز روزہ ادا نہ کرنے پر کوئی مواخذہ نہیں ہے؛ لہٰذا ایسی مشقت اٹھانے اور تکلیف کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔

''في حديث عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: فلما كنا بسرف حضت فدخل على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وإنا أبكى فقال: انفست قلت: نعم! قال: إن هذا أمر كتبه اللّٰه على بنات آدم فاقضى ما يقضى الحاج غير أن لا تطو فى بالبيت''(۱)

نیز اگر کسی عورت نے حیض آنے سے پہلے دوا کھائی جس سے حیض کا خون نہیں آیا تو جب تک خون جاری نہ ہو وہ عورت پاک ہی شمار ہوگی ان ایام میں نماز پڑھے گی اور روزے رکھے گی۔

''لا يجوز للمرأة أن تمنع حيضها أو تستعجل إنزاله إذا كان ذلك يضر صحتها لأن المحافظة على الصحة واجبة''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الحيض، باب كيف كان بدأ الحيض'' : ج۱، ص:۴۳.

(۲) عبد الرحمن الجزيري، الفقه على المذاهب الأربعة، ''كتاب الطهارة: تعريف الحيض'': ج ۱، ص: ۱۲۰. (بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان)

فصل ثانی

معذورین کی طہارت کا بیان

سلس بول کا حکم:

(۲۸) **سوال**: عمر ایک بوڑھا آدمی ہے، اس کو پیشاب کے قطرے آتے ہیں، دس منٹ رکنے کا بھی اعتبار نہیں، ایسے حالات میں نماز کیسے ادا کی جائے؟ قرآن کو کیسے چھوئے اور کیسے پڑھے؟ وضو کا اعتبار کس طرح ہوگا؟ اور حج کیسے ادا کرے؟ جب کہ حج کرنے کی تمنا بھی رکھتا ہے؟

المستفتی: عبداللطیف، اسلام آباد

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا شخص جس کو قطرہ آنے کے مرض میں اتنا بھی موقع نہ ملتا ہو کہ وضو کر کے ایک وقت کی نماز ادا کرے، (جیسا کہ مذکورہ شخص ہے) اسے شریعت اسلامی نے معذور قرار دیا ہے، اور ایسے آدمی کے لیے نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ وضو کر کے ایک وقت کی نماز ادا کرے، پھر دوسرے وقت وضو کر کے پوری نماز ادا کرے، ایک مرتبہ وضو کر کے جس قدر چاہے قرآن پاک پڑھے اور قرآن پاک کو مس کرے، یعنی چھوئے، رہا صرف قرآن پاک پڑھنے کا مسئلہ سو وضو کے بغیر بھی قرآن پاک کی تلاوت کرنا شرعاً درست ہے، صرف مس قرآن کے لیے وضو شرط ہے، اور حج کرنا بھی بغیر وضو کے شرعاً درست ہے، صرف طواف کے لیے باوضو رہنا ہے، حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ کیا ہوا وضو نماز کے پورے وقت تک باقی سمجھا جائے گا، بس اسی روشنی میں آپ پر بھی عمل کرنا واجب ہے، کوئی عمل مذکورہ مرض کی وجہ سے ترک نہ کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۷/۲۲: ۱۴۱۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) استیقظ یمسح النوم عن وجهه ثم قرأ عشر آيات من آل عمران ثم قام رسول الله ﷺ إلى شن معلقة فتوضأ فأحسن الوضوء ثم قام يصلی. (أخرجه البخاري، في صحيحه ،باب ما جاء في الوتر، ج۱،ص:۱۳۵، رقم:۹۹۲)؛ولا يكلف اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا. (بقرہ:۲۸۶)؛و كذا سائر المعذورين ابتداء...... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

پیشاب کے بعد قطرہ آنے کا حکم:

(۲۹) **سوال**: میں اس مرض میں پریشان ہوتا ہوں کہ مجھ کو پیشاب کے بعد قطرہ آتا رہتا ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ غسل کر کے فارغ ہوتا ہوں تو دو چار قطرے منی کے آجاتے ہیں اور وضو بنا کر نماز کے لیے جب تیار ہوتا ہوں، یا تو پیشاب یا منی کے قطرے خود بخود آجاتے ہیں، اور اکثر اوقات پیشاب کے مقام پر چپچپاہٹ اور گیلا پن نظر آتا ہے، ان حالات میں اکیلے ہی نماز پڑھنے میں کوفت ہوتی ہے، یہاں تو امامت کرنی پڑتی ہے، کیا ایسے حالات میں، میں امامت کے عہدے کے قابل ہوں۔

المستفتی: مولوی خالد معین، ۳۰ر جیک ایل آئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر آپ کو اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ وضو کر کے نماز ادا کریں بلکہ ہر وقت یہ پیشاب یا منی کے قطروں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، ایک نماز ادا کرنے کا وقت بھی نہیں خالی ملتا تو مذکورہ شخص معذور کے حکم میں ہے، اس کے لیے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ وضو کر کے ایک وقت کی نماز ادا کرے پھر دوسرے وقت کے لئے دوبارہ وضو کرے اور معذور کی امامت درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۲/۷: ۱۴۱۶ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

......پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... باستیعابه وقت صلوٰة كامل، و في الكافي: إنما يصير صاحب عذر إذا لم يجد في وقت الصلاة زمنا يتوضأ و يصلي فيه خاليا عن الحدث. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الطهارات، فصل في الاستحاضة'' ج۱،ص:۱۸۵)؛ و صاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه الخ (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار'' كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور'' ج۱،ص:۵۰۴)

(۱) صاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة، باب الحيض مطلب في أحكام المعذور''، ج۱،ص:۵۰۴)؛ و إنما يصير صاحب عذر إذا لم يجد في وقت الصلاة زمنا يتوضأ و يصلي فيه خاليا عن الحدث. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الطهارات، فصل في الاستحاضة''، ج۱،ص:۱۸۵)؛ (وطاهر بمعذور) أي و فسد اقتداء طاهر بصاحب العذر المفوت للطهارة لأن الصحيح أقوى حالا من المعذور. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب الصلاة، باب الإمامة''، ج۱،ص۶۳۰)؛ ولا يصلي الطاهر خلف من به سلس البول ولا الطاهرة خلف المستحاضة، و هذا إذا قارن الوضوء الحدث أو طرأ عليه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الصلاة، الباب الخامس: في الإمامة، الفصل الثالث: في بيان ما يصلح إمام لغيره''، ج۱،ص:۱۴۲)

استنجا کے بعد پانی کے قطرات کا بدن یا کپڑے پر لگنا:

(۳۰)**سوال:** جب آدمی بیت الخلا سے فارغ ہو کر کھڑا ہوتا ہے اور پانی کے قطرے رانوں پر چپکتے رہتے ہیں، تو اس پانی میں کراہت ہے یا نہیں؟ اگر وہ پانی کے قطرات دوسری جگہ پر لگ جائیں، تو وہ حصہ پاک رہے گا یا نہیں؟

المستفتی: عقیل اختر، مظفر پور

الجواب وباللہ التوفیق: طہارت کرنے کے بعد جو پانی رانوں پر لگا رہتا ہے، وہ پاک ہے، اس کے قطرات ٹپک کر اگر کپڑے پر یا بدن کے دوسرے حصے پر لگ جائیں، تو اس پانی سے بدن یا کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے اس میں کوئی شبہ نہ کیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ ۲۳/۱/ ۱۴۱۴ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سلس البول کی صورت میں نماز:

(۳۱)**سوال:** ایک عورت معذور ہے، پیشاب کے قطرات بہت زیادہ مقدار میں ہر وقت ٹپکتے رہتے ہیں، وہ نماز کس طرح پڑھے؟

المستفتی: حافظ عبدالجبار صاحب، چاندنی چوک، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: جب کہ اس عورت کو ہر وقت پیشاب کے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں، تو وہ عورت معذور ہے، اس لیے کہ اگر نماز کا کوئی وقت ایسا گزر جائے کہ پورے وقت میں وضو کر کے فرض نماز پڑھنے کا موقع اس عذر سے خالی نہ مل سکے، تو ایسے شخص کو شرعاً معذور کہتے ہیں، پھر ہر وقت میں ایک مرتبہ بھی یہ عذر پیش آئے تو وہ معذور ہی رہتا ہے، مگر نماز معاف نہیں، بلکہ

---

(۱)قد قال في المجتبیٰ: صحت الرواية عن الكل أنه طاهر غير طهور فالاشتغال بتوجيه التغليظ والتخفيف مما لا جدوى له. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، باب المياه مطلب في تفسير القربة والثواب" ج۱،ص:۳۵۲)

قال مشائخ العراق: إنه طاهر عند أصحابنا. واختار المحققون من مشائخ ماوراء النهر طهارته و عليه الفتوىٰ(ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالايجوز" ج۱،ص۹۰)

فرض ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کا وقت ہونے پر وضو کرے اور کپڑے پاک کر کے فرض واجب، سنت اور نفل نمازیں جتنی چاہے پڑھے، خواہ پیشاب کے قطرے ٹپکتے رہیں تب بھی اس کا وضو پورے وقت تک باقی رہے گا اور جب وقت ختم ہو جائے، تو اس کا وضو بھی ختم ہو جائے گا، پھر جب دوسری نماز کا وقت آئے پھر وضو کر کے پورے وقت میں جتنی چاہے نمازیں پڑھے[۱]

”وتتوضأ المستحاضة ومن به عذر كسلس بول أو استطلاق بطن لوقت كل فرض، ويصلون به ماشاؤا من الفرائض والنوافل“[۲]

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ　　**کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۴: ۱۴۱۸ھ

مفتی دار العلوم وقف دیو بند　　نائب مفتی دار العلوم وقف دیو بند

پھوڑے پھنسی سے پانی کا نکلنا:

(۳۲) **سوال**: میری ران میں مستقل پھوڑے پھنسی ہیں ان میں سے پانی نکلتا رہتا ہے، تو کیا یہ شرعی عذر مانا جائے گا یا نہیں؟

المستفتی: جلیل الرحمٰن، سفید مسجد، دیو بند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اتنے وقت کے لیے پانی بند نہیں ہوتا کہ فرض نماز ادا کر سکیں، تو آپ معذور کے حکم میں ہوں گے، وضو کر کے نماز پڑھیں، وہ وضو اس نماز کے وقت تک قائم رہے گا۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱۹/۱: ۱۴۰۷ھ

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیو بند

---

(۱) و صاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه الخ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة، باب الحيض ،مطلب في أحكام المعذور“، ج۱، ص: ۵۰۴)؛ و في الكافي: إنما يصير صاحب عذر إذا لم يجد في وقت الصلوٰة زمنا يتوضأ و يصلي فيه خاليا عن الحدث. (ابن الهمام، فتح القدير ”كتاب الطهارة، فصل في الاستحاضة“ ج۱، ص ۱۸۵)

(۲) الشرنبلالي، نور الإيضاح، ”كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضه مع مراقي الفلاح“ ج۱، ص: ۶۰ (مكتبه عكاظ ديوبند)

(۳) تتوضأ المستحاضة ومن به عذر كسلس بول أو استطلاق بطن لوقت كل فرض ...... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

مریضِ ریاح کا وضو:

(۳۳۳) **سوال**: زید ریاح کا مریض ہے اس کا وضو ہر وقت ٹوٹتا رہتا ہے، بالخصوص نماز کے اوقات میں اس کو اتنا بھی وقت نہیں ملتا ہے کہ وہ فرض نماز ادا کر سکے، تو کیا یہ معذور مانا جائے گا؟

اسی طرح زید کو جب قضاء حاجت کی ضرورت ہوتی ہے، تو اس وقت ہوا خارج ہوتی ہے، اس ہوا میں بدبو اور آواز ہوتی ہے، تو کیا اس وقت بھی زید معذور مانا جائے گا؟

اس طرح زید کو یہ مرض دن میں کئی مرتبہ لاحق ہوتا ہے، تو کیا یہ تا عمر معذور مانا جائے گا؟

المستفتی: محمد ابوذر، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے شخص کو چاہئے کہ بادی کا علاج کرائے اور ریاح پیدا کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرے، یہ شخص جب کہ اتنا وقت نہیں پاتا کہ وضو کر کے فرض نماز پڑھ سکے تو یہ معذور ہے، اس شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ وقت ہو جانے پر وضو کر لیا کرے، اور جتنی نمازیں چاہے وقت میں پڑھے یہ شخص اس وقت تک معذور ہی سمجھا جائے گا، جب تک کہ ایک کامل نماز کا وقت اس عذر سے خالی نہ گزرے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۸/۱۱/ ۱۴۳۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......پچھلے صفحہ کا بقیہ......و يصلون به ما شاؤا من الفرائض والنوافل. (الشرنبلالي، نورالإيضاح مع مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضه، ج۱،ص:۶۰)وفي المجتبیٰ: الدم والقيح والصديد وماء الجرح والنفطة وماء البثرة والثدي والعين والأذن لعلة سواء على الأصح. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور" ج۱،ص:۵۰۴)؛ومن به سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذى لا يرقأ. (بدرالدين العينى، البنايه شرح الهداية، "فصل في وضوء المستحاضة ومن به سلس البول"ج۱،ص:۶۸۵، مكتبه نعيميه ديوبند)

(۱)المستحاضة ومن به عذر كسلس بول أو استطلاق بطن لوقت كل فرض و يصلون به ما شاؤا من الفرائض والنوافل. (الشرنبلالي، نورالإيضاح ،كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ص:۵۰-۵۱)؛ و كذا كل من هو في معناها وهو من ذكرناه ومن به استطلاق بطن وانفلات ريح لأن الضرورة بهذا تحقق. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الطهارة، فصل في الاستحاضه"ج۱،ص:۱۸۶)؛وصاحب عذر من به سلس بول أو استطلاق بطن أو انفلات ريح هو من لا يملك جمع مقعدته لاسترخاء فيها و حكمه الوضوء لكل فرض الخ. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، "كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور" ج۱،ص:۵۰۴)

وساوس کے شکار کا وضو:

(۳۴) **سوال**: بندہ محسوس نہیں کر پاتا کہ ریح خارج ہوتی ہے، یا بدن کی حرکت کی وجہ سے ایسا محسوس ہوا ہے، کیا ایسے شخص کو معذور تسلیم کیا جاسکتا ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ، کریم نگر

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا شخص وسوسہ کا شکار ہے، جب تک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو، یا غالب گمان نہ ہو آپ کا وضو باقی ہے، شک وشبہ کی وجہ سے وضو پر کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہٗ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۱۷/۱۱/۱۴۳۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جو شخص چار رکعات بحالت وضو پڑھ سکے کیا وہ معذور ہے؟

(۳۵) **سوال**: علمائے دین ومفتیان شرع متین سے مندرجہ ذیل مسائل کے فتویٰ کے لیے امیدوار ہوں:

جس شخص کو ہمیشہ پیشاب کے راستہ سے کوئی نجاست نکلنے کا عذر ہو، لیکن پیشاب کرنے کے بعد متصل اتنی دیر بند رہتا ہے، جتنی دیر میں فرض نماز ادا کر سکتے ہیں، اس کے لیے نماز پنج گانہ ادا کرنے کے لیے ہر پانچوں وقت پیشاب کرنا فرض ہے کہ نہیں؟

المستفتی: محمد یوسف: محلّہ بڑے بھائیان، دیوبند

---

(۱) اليقين لا يزول بالشك. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ج۱، ص:۱۸۳، دارالكتاب ديوبند)؛ وفي الأصل من شك في بعض وضوئه وهو أول ما شك غسل الموضع الذي شك فيه، فإن وقع ذلك كثيراً لم يلتفت إليه، هذا إذا كان الشك في خلال الوضوء، فإن كان بعد الفراغ من الوضوء لم يلتفت إلى ذلك، ومن شك في الحدث فهو على وضوئه ولو كان محدثاً فشك في الطهارة فهو على وضوئه ولا يعمل بالتحرى كذا في الخلاصة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الطهارة، الباب الأول : في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، و مما يتصل بذلك مسائل الشك'' ج۱، ص:۶۴)؛ وشك في بعض وضوئه أعاد ما شك فيه لو في خلاله ولم يكن الشك عادة له و إلا لا، قوله و إلا لا أي و إن لم يكن في خلاله بل كان بعد الفراغ منه، و إن كان أول ما عرض له الشك أو كان الشك عادة له، و إن كان في خلاله فلا يعيد شيئًا قطعاً للوسوسة عنه كما في التاترخانية وغيرها. (ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ''كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف، الخ'' ج۱، ص:۲۸۳)

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں اگر پیشاب کے قطرات اتنی دیر تک واقعی طور پر بندر ہتے ہیں، جتنی دیر میں وہ شخص اس وقت کی نماز فرض ادا کر سکے، تو وہ شخص معذور نہیں ہے اس کو وضوٹوٹنے پر (خواہ نماز فرض ہو، سنت ہو، یا نفل ہو) مستقلاً وضو بنانا فرض ہوگا، پیشاب کرنا ضروری نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب الصحیح:

سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ ۸/۲۹: ۱۴۰۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا ناسور والا شخص معذور ہے؟

(۳۶)**سوال:** جس شخص کے ناسور ہو وہ معذور ہے یا نہیں؟

المستفتی: اخلاق احمد، قاضی مسجد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: ناسور اگر ہر وقت بہتا ہے، تو وہ معذور ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۲: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)والمعذور من لا يمضي عليه وقت صلاة إلا والعذر الذي ابتلى به، يوجد فيه. (ابراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر، ''كتاب الطهارة، باب الحيض فصل في المستحاضة'' ج۱،ص:۸۵بيروت: دارالكتب العلمية، لبنان) ولا يصير معذوراً حتى يستوعبه العذر وقتا كاملا ليس فيه انقطاع بقدر الوضو والصلاة إذ لو وجد لا يكون معذوراً (الشرنبلالي، نورالإيضاح مع مراقى الفلاح، و حاشيه الطحطاوى، ''كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة'' ج۱،ص:۱۵۰)؛ و صاحب عذر من به سلس ...... إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد فى جميع وقتها زمناً يتوضأ و يصلي فيه خاليا عن الحدث. (ابن عابدين،رد المختار على الدر المختار''كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور'' ج۱،ص:۵۰۴)

(۲)تتوضأ المستحاضة ومن به عذر كسلس بول أو استطلاق بطن و انفلات ريح و رعاف دائم و جرح لا يرقأ ...... يتوضؤن لوقت كل فرض. (الشرنبلالي، نورالإيضاح مع المراقي والطحطاوي، ''كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة'' ج۱،ص:۱۴۹)؛ولا يصير معذوراً حتى يستوعبه العذر وقتا كاملاً ليس فيه انقطاع بقدر الوضوء والصلاة، إذ لو وجد، لا يكون معذوراً. (أيضاً، ص:۱۵۰)؛و صاحب عذر من به سلس ...... إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ و يصلّي فيه خاليا عن الحدث. (ردالمحتار على الدر المختار،'' كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور'' ج۱،ص:۵۰۴)

معذور ایک وضو سے کتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے؟

(۳۷) **سوال**: معذور جس کو قطرے مسلسل آتے ہوں یا تھوڑے وقفہ سے آتے ہوں وہ ایک وضو سے کتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے؟

المستفتی: محمد شاہ زیب خان، ملہو پورہ، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: جب وہ معذور ہو گیا، تو اب خواہ قطرہ وقفہ سے آئے یا جلدی جلدی آئے، ایک وضو سے ایک وقت میں جتنی چاہے فرض، سنت اور نفل وغیرہ نمازیں پڑھ سکتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۸: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

استنجا سے فراغت کے بعد قطرات کا حکم:

(۳۸) **سوال**: مجھے قطرات کی بیماری ہے، استنجا سے فراغت کے بعد یہ قطرات آتے ہیں کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ اور دوران نماز اگر یہ قطرات آجائیں، تو نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟ اور اگر ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھی، تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبداللہ قاسمی، غازی آباد

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر واقعۃً قطرہ آتا ہو، تو اس طرح قطرہ آنے سے وضو ٹوٹ جائے گا، نماز کے دوران آیا تو نماز بھی نہ ہوگی اور اتنی کم نجاست کو کپڑے

---

(۱) والمستحاضة ومن به سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذى لا يرقاء يتوضؤن لوقت كل صلوٰة فيصلون بذلك الوضوء في الوقت ماشاء وا من الفرائض والنوافل. (المرغيناني، هداية، "كتاب الطهارة، فصل والمستحاضه" ج۱،ص:۶۷)؛ وفيصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاء وا من الفرائض والنوافل. و به قال الأوزاعي والليث و أحمد. (بدرالدين العيني، البناية شرح الهداية، "كتاب الطهارة، فصل والمستحاضة" ج۱،ص:۶۷۱)؛ و من به سلس البول أو استطلاق بطن وانفلات ريح و رعاف و دائم و جرح لا يرقاء و يمكن حبسه بحشو من غير مشقة ولا بجلوس ولا بالايماء في الصلوة، فبهذا يتوضؤن لوقت كل فرض، لا لكل فرض ولا نفل. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة" ج۱،ص:۱۴۹، دارالكتاب ديوبند)

پر لگائے رکھنا درست نہیں ہے، البتہ اتنی کم مقدار میں ہو تو نماز ادا ہو جائے گی، اگر یہ مرض کے درجہ میں ہو، تو وضاحت کریں کہ یہ بات کتنی کتنی دیر میں پیش آتی ہے، بہتر ہے کہ کسی عالم سے بالمشافہ صورتِ حال بتلا کر مسئلہ معلوم کرلیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۶/۵: ۱۴۲۲ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

بار بار مذی یا پیشاب آنا:

(۳۹) **سوال**: بار بار مذی آنے یا سلس بول کی صورت میں طہارت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبد الکریم، متعلم دار العلوم وقف دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کبھی ایسا ہو کہ پانچ اوقات میں سے کسی ایک وقت میں مذکورہ عذر سے خالی اتنا وقت بھی نہ مل سکے کہ وضو کر کے اس وقت کے فرائض ادا کر لیے جائیں، تو مریض شرعاً معذور کہلاتا ہے، اور اگر ایسا نہ ہو، تو شرعاً وہ معذور ہی نہیں کہلاتا۔ اس اعتبار سے اگر معذور شرعی ہو، تو نماز کا وقت آجانے پر وضو کرے اور اس وقت کی نماز پڑھے، اور اسوقت میں جتنی چاہے نمازیں پڑھے، اور دوسرے وقت دوسرا وضو کرے، اور اگر معذور نہیں تو عام آدمی کی طرح وضو کر کے نماز ادا کرے عذر لاحق ہونے پر وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۲)

---

(۱) روي مالك بن أنس عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: لا ينقض الوضوء إلا ما خرج من قبل أو دبر. أخرجه الدار قطني في غرائب مالك. (العيني، البناية شرح الهداية، ”كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء“ ج۱ص:۲۵۷)؛ و قيل لرسول اللّيه ﷺ وما الحدث؟ قال ما يخرج من السبيلين. (المرغيناني، هداية، ”كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء“ ج۱ص:۲۲)؛ ومنها ما خرج من السبيلين و إن قل، سمى القبل والدبر سبيلا لكونه طريقا للخارج، و سواء المعتاد و غيره كالدودة والحصارة. (طحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الطهارة، فصل“ ج۱ص:۸۶)

(۲) و حاصله أن طهارة المعذور تنتقض بخروج الوقت بالحدث السابق. (المرغيناني، هداية، ”كتاب الطهارة فصل والمستحاضة“ ج۱ص:۶۸)؛ وفسائر ذوي الأعذار في حكم المستحاضة، فالدليل يشملهم و يصلون به أي بوضوئهم في الوقت ما شاء وا من الفرائض الخ. (طحطاوي، حاشيه الطحطاوي، على مراقي الفلاح، ”كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة“ ج۱ص:۱۴۹)

نوٹ: معذور باقی رہنے کے لیے ہر وقت میں کم از کم ایک مرتبہ عذر سابق کا پایا جانا ضروری ہے، اگر کسی وقت میں وہ عذر بالکل نہ پایا گیا تو وہ معذور نہ رہے گا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۱۷: ۱۴۲۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پیشاب کے بعد دھات اور قطرات ٹپکنا:

(۴۰) **سوال**: میں ۲۳/سال کا ہوں، مجھے پیشاب کے بعد دھات اور قطرے ٹپکنے کی بیماری ہے۔ پیشاب کے بعد بھی قطرے ٹپکتے رہتے ہیں اور دو ایک منٹ بعد دھات آتی ہے۔ میں اس کو نیپکن سے صاف کر کے دوسرا نیپکن انڈر رویر میں رکھ لیتا ہوں۔ پھر جب میں 5 منٹ بعد وضو کرتا ہوں، تو نیپکن نکال کر دوسرا نیپکن رکھتا ہوں۔ وضو کرتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں۔ اگر پھر دھات آئے اور نیپکن گیلا ہو جائے، تو کیا وضو ٹوٹ جائے گا؟ پھر نماز کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ میں نیپکن بدلتے بدلتے پریشان ہوں۔ اگر میں اس پہلی نیپکن کے ساتھ جو پیشاب کے فوراً بعد رکھا تھا نماز ادا کر لوں جب کہ وہ پیشاب اور دھات سے گیلی بھی ہو چکی ہے تو کیا نماز ہوگی؟

المستفتی: محمد راشد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر نماز کے پورے وقت میں فرض نماز پڑھنے کی مقدار پاکی باقی رہتی ہے، تو شرعاً آپ معذور نہیں ہیں۔ اس لیے وضو کے بعد اگر پیشاب کا قطرہ نکلا، تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نیپکن بدل کر وضو کر کے نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔ اگر نماز کے بعد پیشاب کا قطرہ دیکھا، تو نماز اور وضو دونوں لوٹانے ضروری ہوں گے۔ پہلی نیپکن ہو یا تیسری بہر حال آپ کو وضو کر کے نماز پڑھنی ہوگی۔ کیوں کہ آپ شرعاً معذور کے حکم میں نہیں ہیں؛ البتہ اگر وضو کے بعد فرض نماز پڑھنے کی مقدار بھی وضو نہیں رکتا اور قطرات مسلسل ٹپکتے رہتے ہیں، تو آپ معذور شمار ہوں گے۔

نوٹ: شرعاً معذور وہ شخص ہے جس کو کوئی ایسا عذر لاحق ہو کہ جس سے وہ باوضو نہ رہ سکتا ہو۔ اگر ایک نماز کا کامل وقت ایسا گذر گیا کہ وہ وضو کر کے نماز پڑھنے پر قادر نہیں ہوا، تو وہ شرعاً معذور

ہے۔ اس کے بعد ہر نماز کے وقت میں ایک یا دو بار اس عذر کا پایا جانا ضروری ہے۔ جب ایسا وقت گذر جائے جس میں ایک یا دو بار بھی وہ عذر پیش نہ آئے تو معذور نہیں رہے گا۔

معذور کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کرے اور پورے وقت میں جتنی چاہے نمازیں پڑھے اگر چہ عذر مسلسل جاری رہے۔ اس عذر سے اس کے وضو میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ (۱)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی محمد احسان غفرلہ محمد عمران گنگوہی　　**کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۱۲/۲۷/ ۱۴۳۵ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پیشاب کے قطرے کپڑے پر لگ گئے تو کیا کرے؟

(۴۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک شخص ہے جسے پیشاب کرنے کے بعد قطرے ٹپکتے رہتے ہیں، جب وہ شخص گھر ہوتا ہے، تو بدن اور کپڑے کے اس حصے کو دھل کر نماز پڑھ لیتا ہے، لیکن جب وہ شخص سفر میں ہوتا ہے، تو پیشاب کے قطرے بدن اور کپڑے پر لگ جاتے ہیں، اب وہ شخص کیا کرے، آیا اسی حالت میں نماز پڑھے یا کیا کرے؟

المستفتی: محمد عابد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: پیشاب کے قطرے کا اگر مرض ہو، تو اس کے لیے کچھ

---

(۱) و صاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أوانفلات ريح أو استحاضة إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة ولو حكماً. و هذا شرط العذر في حق الابتداء و في حق البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت ولو مرة و في حق الزوال يشترط استيعاب الانقطاع تمام الوقت حقيقةً. و حكمه الوضوء لكل فرض، ثم يصلي فيه فرضا و نفلاً. (ابن عابدين، ردالمحتار مع الدر المختار، "باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور" ج۱،ص:۵۰۴)؛ والمستحاضة ومن به سلس بول أو استطلاق بطن، أو انفلات ريح أو رعاف دائم أو جرح لا يرقأ، يتوضئون لوقت كل صلاة، و يصلون به في الوقت ما شاؤوا من فرض و نفل. والمعذور من لا يمضي عليه وقت صلاة إلا والعذر الذي ابتُلي به، يوجد فيه. (ابراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر، "كتاب الطهارة، فصل: المستحاضة" ج۱،ص:۸۴-۸۵)؛ و حكمه الوضوء لكل فرض، ثم يصلى فيه فرضاً و نفلاً، فإذا خرج الوقت، بطل. (ابن عابدين، ردالمحتار مع الدر المختار، "باب الحيض، مطلب في أحكام المعذور" ج۱،ص:۵۰۵)

تدابیر اختیار کرنی چاہیے (۱) ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے رجوع کریں (۲) آپ پیشاب کے لیے ڈھیلے یا ٹیشو پیپر استعمال کریں (۳) ٹیشو پیپر کچھ دیر کے لیے سوراخ میں رکھ لیں تا کہ وہ قطرات اس میں جذب ہوجائیں پھر اسے نکال کر وضو کر کے نماز پڑھ لیں (۴) آپ نیکر استعمال کریں اور نماز کے وقت اسے نکال دیں (۵) اگر آپ چاہیں تو کوئی روئی وغیرہ پیشاب کے سوراخ میں رکھ لیں تا کہ قطرہ اس کے اندورنی حصہ سے نکل کر باہر نہ آئے، اس لیے کہ جب تک پیشاب کا قطرہ باہر نہ آئے گا نقض وضو کا حکم نہ ہوگا۔ان تدابیر کو اختیار کریں عام حالت میں بھی اور خاص کر سفر میں تا کہ آپ بروقت نماز پڑھ سکیں؛ لیکن بدن اور کپڑے پر پیشاب لگے ہونے کی حالات میں بغیر دھوئے نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں اور اگر بالکل ہی مجبوری ہو اور پیشاب ایک ہتھیلی کے پھیلاؤ سے کم کپڑے پر لگا ہوا ہو اور نماز پڑھ لی، تو نماز ادا ہوجائے گی تاہم اس سے بھی بچنا ہی چاہیے[1] ''**ينقض لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر وإن ابتل الطرف الداخل لا ينقض**[2] **قلت: ومن كان بطيء الاستبراء فليفتل نحو ورقة مثل الشعيرة ويحتشي بها في الإحليل فإنها تتشرب ما بقي من أثر الرطوبة التي يخاف خروجها ... إلى قوله... وقد جرب ذلك فوجد أنفع من ربط المحل لكن الربط أولى إذا كان صائما لئلا يفسد صومه على قول الإمام الشافعي.**[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی ۹/۶/ ۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و عفا عن قدر درهم وهو مثقال في كثيف و عرض مقعر الكف في رقيق في مغلظة كعذرة و بول غير مأكول و لو من صغير لم يطعم. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة، باب الأنجاس، قبيل في طهارة بوله عليه السلام'' ج۱، ص:۵۲۰)؛ وتطهير النجاسة واجب من بدن المصلي و ثوبه والمكان الذي يصلي عليه لقوله تعالىٰ: و ثيابك فطهر. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها'' ج۱، ص:۱۹۲)

(۲) ابن عابدين، الدرالمختار، ''كتاب الطهارة، مطلب في ندب مراعاة الخلاف إذا لم يرتكب الخ'' ج۱، ص:۲۷۸-۲۷۹

(۳) ابن عابدين، رد المحتار، ''كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء الخ'' ج۱، ص:۵۵۸۔

چیچک والے پر وضو وغسل:

(۴۲) **سوال**: ایک شخص کے بدن پر چیچک نکلی ہوئی ہے، وہ پانی استعمال کرے، تو اس کے لیے شدید پریشانی ہوسکتی ہے، ایسی صورت میں وہ وضو کیسے کرے اور اگر غسل کی حاجت ہو جائے، تو غسل کیسے کرے؟ کیا اس کے لیے شریعت میں کوئی آسان طریقہ ہے؟ وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عارف فیضی، مرزاپور، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ شخص چیچک کی وجہ سے وضو یا غسل پر قدرت نہیں رکھتا، تو شریعت میں وضو وغسل کا بدل موجود ہے، اس شخص کے لیے یہ درست ہے کہ وہ پاک مٹی سے تیمّم کرے اور اس تیمّم سے نمازیں ادا کرتا رہے۔

”قلت: أرأيت رجلاً مريضاً أجنب وهو لا يستطيع أن يغتسل لما به من الجدري؟ قال: يتيمم بالصعيد“[۱]

”ولنا قوله تعالىٰ: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْجَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ أَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾أباح التيمم للمريض مطلقاً من غير فصل بين مرض ومرض إلا أن المرض الذي لا يضر معه استعمال الماء ليس بمراد فبقي المرض الذي يضر معه استعمال الماء مراداً بالنص“[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) محمد بن الحسن الشيباني، الأصل، ”كتاب الطهارة: باب التيمم بالصعيد“: ج۱، ص:۱۰۴.

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ”كتاب الطهارة: باب شرائط التيمم“: ج۱، ص:۱۷۱.

پیشاب کے قطرے کا مریض کیا ٹیشو پیپر استعمال کرسکتا ہے؟

(۴۳) **سوال**: ایک بندہ کو پیشاب کے بعد قطرہ آنے کی شکایت ہے۔ پیشاب کے قطروں سے حفاظت کے لیے عضو مخصوص پر ٹشو پیپر لپیٹتا ہے تاکہ کپڑے خراب نہ ہوں۔

(۱) اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسے شخص کو بھی عذاب قبر ہوگا جس کو پتہ ہی نہ چلے کے کب قطرہ نکل گیا، اور کیا عذاب قبر سے بچنے کے لیے ٹشو پیپر کا استعمال کرنا درست ہے۔

(۲) یہ شخص ہر نماز کے وقت نیا ٹشو پیپر لپیٹ لیتا ہے؛ لیکن بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قطرہ نکلا۔ لیکن چیک کرنے پر اوپر تری نہیں ہوتی اور صاف ہوتا ہے۔ تو کیا ٹشو پیپر کھول کر دیکھنا ضروری ہوگا کہ قطرہ گیا یا نکلا ہے یا صرف اوپر سے دیکھ لینا کافی ہوگا۔

(۳) کیا ایسے شخص کے لیے ہر نماز کے بعد ٹشو پیپر کھول کر دیکھنا ضروری ہے۔ واضح ہو کہ اکثر ودی کے قطرے آئے ہوئے ہوتے ہیں اور محض وسوسہ بھی بہت ہوتا ہے، بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ اوپر سے تری تو نہیں ہوتی؛ لیکن ٹشو پیپر سوراخ سے چپکا ہوا ہوتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز دہرانی ہوگی؟ رہنمائی فرمائیں۔ ''جزاکم اللہ أحسن الجزاء''

فقط: والسلام

المستفتی: ڈاکٹر اویس احمد، اڈا بازار، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) پیشاب کے قطروں سے حفاظت کے لیے ٹیشو پیپر کا استعمال کرنا درست ہے، اور اس قدر اہتمام سے بھی عذاب قبر سے نجات ہوگی ''إن شاء اللہ''
(۲) اگر قطرہ نکلنے کا شبہ ہوا تو کھول کر دیکھنا ضروری ہوگا، دیکھنے کے بعد تسلی ہوگئی، اب پھر شبہ ہوا تو اب اسی میں نماز پڑھے جب تک نکلنے کا غالب گمان نہ ہوجائے۔ اور اس صورت میں اگر سوراخ کی جانب ٹیشو پیپر پر تری نظر نہیں آتی ہے، تو پاک سمجھا جائے گا، اور اسی میں نماز ہوجائے گی (۳) اگر نماز کے بعد ٹیشو پیپر کھول کر دیکھا تو سوراخ سے چپکا ہوا تھا؛ لیکن اس کے علاوہ ٹیشو کے دوسرے حصے گیلے نہیں ہوئے تھے، تو بھی نماز ہوگئی۔

''قلت: ومن کان بطیء الاستبراء فلیفتل نحو ورقة مثل الشعیرة ویحتشی

بها في الإحليل، فإنها تتشرب ما بقى من أثر الرطوبة التى يخاف خروجها، وينبغى أن يغيبها في المحل؛ لئلا تذهب الرطوبة إلى طرفها الخارج ''(۱)

''قال العلامة الحصكفى رحمه الله: (كما) ينقض (لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر) هذا لو القطنة عالية أو محاذية لرأس الإحليل، وإن متسفلة عنه لا ينقض (وإن ابتل) الطرف (الداخل لا) ينقض ولو سقطت، فإن رطبه انتقض، وإلا لا''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۱۴۴۱/۱۱/۲۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی،

امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

یورینل کے استعمال کا حکم:

(۴۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے ایک رشتہ دار بہت دنوں سے بیمار ہیں وہ اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتے اور نہ چل کر باتھ روم تک جانے کی طاقت رکھتے ہیں ایسی صورت میں وہ پیشاب کرنے کے لیے یورینل کا استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ براہ کرم مدلل شریعت کی رہنمائی فرمائیں تاکہ ذہنی الجھن دور ہو سکے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مناظر حسن صدیقی، علی گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یورینل (Urinal) بطورِ خاص مریضوں کے پیشاب کرنے کے لیے ہی بنایا گیا ہے۔ اس کی ضرورت تب ہی پیش آتی ہے جب مریض اُٹھ کر باتھ روم تک جانے کی قوت وطاقت نہ رکھتا ہو۔ یقیناً ایسی صورت میں مریض باتھ روم جانے کا مکلّف نہیں

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''فروع في الاستبراء'': ج۱،ص:۳۴۵.

(۲) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''باب سنن الوضوء'': ج۱،ص:۱۴۸.

ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنے ہی کام کا مکلّف ٹھہرایا ہے جتنا کہ اس میں استطاعت موجود ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾[۱]

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا''

ایک اور آیت میں ہے کہ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾[۲]

''پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو''

اور امام بخاریؒ نے ایک روایت نقل کی ہے ''وإذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم''[۳]

''جب میں تمھیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرلیا کرو''

حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی حالت میں چار پائی پر ایک لکڑی سے بنے برتن میں ہی پیشاب کرلیا کرتے تھے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے: ''كان للنبي قدح من عيدان تحت سريره يبول فيه بالليل''[۴]

اس حدیث کی شرح میں علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالت مرض میں ایسا کیا کرتے تھے''[۵]

مذکورہ آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ مریض کے لیے یورینل کا استعمال مباح و جائز ہے؛ البتہ ہوش مند مریض کے لیے پیشاب کے بعد استنجا کرنا ضروری ہے۔ اگر پانی سے استنجا ممکن نہ ہو، تو مٹی کے ڈھیلے استعمال کرے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو، تو ٹشو پیپر سے ہی استنجا کرلے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد شکیب قاسمی (۱۶/۱۰/۱۴۴۲ھ)

نائب مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی، محمد عارف قاسمی،

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) سورة البقرة: ۲۸۶. (۲) سورة التغابن: ۱٦.

(۳) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة: باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم'': ج ۲، ص: ۱۰۸۲، رقم: ۷۲۸۸.

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا ہر نماز کے لیے پیمپر بدلنا ضروری ہے؟

(۴۵) **سوال**: میرے والد صاحب بیمار ہیں ان کو بار بار پیشاب آتا ہے۔ان کو ہم نے پیمپر پہنا رکھا ہے۔سوال یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرانے کے ساتھ پیمپر کا بدلنا بھی ضروی ہے یا نہیں؟ بار بار پیمپر بدلنے میں کافی دشواری ہوگی؟ کوئی ایسی صورت بتائیے کہ بار بار بدلنا نہ پڑے معذور ہونے کی وجہ سے بدلنا کافی دشوار ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری رحیم الدین، سیتاپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر وہ اس قدر معذور ہیں کہ وضو اور نماز کے بقدر بھی عذر سے خالی وقت نہیں ملتا ہے تو پھر ہر نماز کے لیے وضو کرلیں اور پیمپر بدل لیں، اور اگر پیمپر بدلنے میں کافی دشواری ہو تو بدلنا ضروری نہیں ہے، اسی نجس پیمپر میں نماز صحیح ہوجائے گی؛ لیکن اگر اتنا وقت بغیر عذر کے مل جاتا ہے جس میں وضو کرکے فرض نماز ادا کرسکیں تو پھر وہ معذور کے حکم میں نہیں ہوں گے اور ہر نماز کے لیے وضو کرنے کے ساتھ پیمپر بدلنا لازم ہوگا ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

"مريض تحته ثياب نجسة، وكلما بسط شيئا تنجس من ساعته صلى على حاله وكذا لو لم يتنجس إلا أنه يلحقه مشقة بتحريكه"[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی (۲۱/۱۱/۱۴۴۱ھ)

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی،

امانت علی قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(۴) أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الطهارة: باب الرجل يبول بالليل في الإناء": ج۱،ص:۵رقم:۲۴. (مکتبة نعيميه ديوبند)

(۵)شمس الحق عظيم آباد،عون المعبود شرح أبوداود:ج۱،ص:۲۸. (القاهرة: القدس للنشر والتوزيع، مصر)

(۱) ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، "باب سجود التلاوة": ج۲،ص:۱۰۳۔

پیمپر پہننے کی حالت میں پاکی کا حکم:

(۴۶)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
ہماری والدہ فالج سے معذوری کے بعد پیمپر استعمال کرتی تھیں، کیا پیمپر پہن کر نماز ہوسکتی ہے، جب کہ مفلوج کو بار بار پیشاب کا مرض بھی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، حیدرآباد

الجواب وباللہ التوفیق: اگر پیمپر پر قدرِ درہم سے زیادہ نجاست لگی ہو، تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا شرعاً جائز نہیں ہے؛ البتہ قطرہ آنے کی شکایت اتنی زیادہ ہو کہ ایک پیمپر یا کپڑا ہٹاتے ہی دوسرا ناپاک ہوجاتا ہو بغیر قطرے کے نماز کا وقت نہ ملتا ہو اور اس حالت میں نماز کے پانچ اوقات سے زیادہ گزر جائیں تو اسے معذور قرار دیا جائے گا اور پھر اس عذر کی وجہ سے ناپاک پیمپر کے ساتھ بھی نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔

''مریض تحته ثیاب نجسة وکلما بسط شیئا تنجّس من ساعته یصلّی علی حاله وکذا لو لم یتنجس الثانی لکن یلحقه زیادة مشقّة بالتحویل کذا فی فتاوی قاضی خان،،[۱]

''المستحاضة ومن به سلس البول أو استطلاق البطن أو انفلات الریح أو رعاف دائم أو جرح لا یرقأ یتوضؤن لوقت کل صلاة ویصلون بذلك الوضوء ما شاؤا من الفرائض والنوافل،،[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی (۱۴۴۲/۱۰/۲۰ھ)
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی،
محمد عمران گنگوہی، محمد حسنین ارشد قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

❀ ❀ ❀

(۱)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، '' '': ج۱،ص:۱۳۷۔
(۲)جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''مما یتصل بذلك أحكام المعذور'' :ج۱،ص:۹۵، زکریا دیوبند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
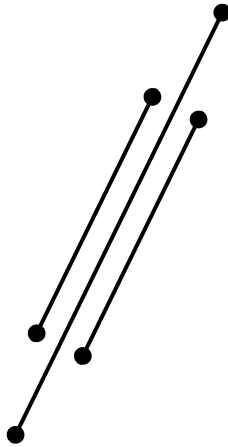
مصادر و مراجع

قرآن کریم:

اصولِ تفسیر:

تفسیر:

اصولِ حدیث:

حدیث:

اصولِ فقہ:

فقہ:

تاریخ وسیر:

لغات:

مصادر و مراجع

فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند کے ''جلد اول، دوم اور سوم'' میں درج ذیل کتب سے حوالہ دیئے گئے ہیں۔

قارئین کے افادہ کے لیے مکمل بیانات درج ہیں۔

شمار نمبر	اسمائے مصنفین	اسمائے کتب	مکتبہ	سن طباعت
		القرآن الکریم		
		اصول تفسیر		
۱	السیوطی، جلال الدین	الاتقان فی علوم القرآن	دیوبند: فیصل پبلیکیشنز	۲۰۱۹ء ۱۴۴۰ھ
۲	مولانا محمد نعمان	قواعد التفسیر	گجرات: عبداللہ کاپودروی اکیڈمی	۲۰۱۷ء
		تفسیر		
۱	ابن کثیر، اسمعیل بن کثیر	تفسیر ابن کثیر	بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۲ء
۲	ابو اللیث نصر بن محمد	بحر العلوم	المکتبۃ الشاملۃ	بدون تاریخ
۳	ابو حیان محمد بن یوسف	البحر المحیط	بیروت: دار الکتب العلمیہ	۲۰۱۰ء
۴	ابو الحسن مقاتل بن سلمان	تفسیر مقاتل	قاہرہ: دار الجمیل، مصر	بدون تاریخ
۵	الاصفہانی، محمد راغب	المفردات في غریب القرآن	بیروت: دار المعرفہ لبنان	۲۰۱۴ء ۱۴۳۹ھ
۶	آلوسی، محمود البغدادی	روح المعانی	دیوبند: مکتبہ زکریا	۲۰۰۰ء

۷	بغوی، ابومحمد حسین بن مسعود	تفسیر البغوی	بیروت: دارابن حزم، لبنان	بدون تاریخ
۸	البیضاوی، ناصرالدین	انوارالتنزیل	بیروت: داراحیاء تراث العربی، لبنان	۱۴۱۸ء
۹	البیضاوی ناصرالدین عبداللہ	تفسیر البیضاوی	دیوبند: یاسرندیم اینڈ کمپنی	بدون تاریخ
۱۰	پانی پتی، محمد ثناءاللہ	تفسیر مظہری	دیوبند: دارالکتاب	بدون تاریخ
۱۱	تھانوی، مولانا اشرف علی	احکام القرآن	دیوبند: اشرفی بکڈپو	۱۴۲۹ھ
۱۲	تھانوی، مولانا اشرف علی	بیان القرآن	دیوبند: مکتبہ: جاوید	۱۴۲۶ھ
۱۳	الرازی، فخرالدین	التفسیر الکبیر	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۱۴	زحیلی، وہبۃ بن مصطفیٰ	التفسیر المنیر	بیروت: دارالفکر دمشق	۲۰۱۴ء
۱۵	السیوطی، جلال الدین	درمنثور	بیروت: دارابن حزم لبنان	۲۰۱۸ء ۱۴۳۹ھ
۱۶	السیوطی، جلال الدین	تفسیر جلالین	دیوبند: اعظم پبلشرز	بدون تاریخ
۱۷	الشنقیطی، محمد امین	اضواء البیان فی ایضاح القرآن	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۲ء ۱۴۳۳ھ
۱۸	الشیخ سلیمان	حاشیۃ الجمل علی شرح المنہج لشیخ الإسلام زکریا الأنصاري	بیروت: دارالفکر، لبنان	بدون تاریخ
۱۹	الصاوي، احمد بن محمد	حاشیۃ الصاوي	الہند: دائرۃ المعارف، حیدآباد	بدون تاریخ
۲۰	الصاوی، احمد بن محمد	تفسیر الصاوی	ابنائے مولوی محمد بن غلام رسول	بدون تاریخ
۲۱	الصابونی، محمد علی	روائع البیان	بیروت: المکتبۃ العصریۃ	۲۰۱۹ء

۲۲	طبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد	جامع البیان	بیروت: المکتبۃ العربیۃ، لبنان	بدون تاریخ
۲۳	الطبری، ابوجعفر محمد بن جریر	تفسیر طبری	المکتبۃ الشاملۃ	بدون تاریخ
۲۴	علاؤالدین علی بن محمد	تفسیر خازن	قاہرہ: دارالجمیل، مصر	بدون تاریخ
۲۵	عثمانیؒ، مفتی محمد شفیع	معارف القرآن	دیوبند: کتبہ خانہ نعیمیہ	بدون تاریخ
۲۶	قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد	تفسیر قرطبی	دیوبند: زکریا بکڈپو	بدون تاریخ
۲۷	الطبری، محمد بن جریر	جامع البیان فی بیان تاویل القرآن	المکتبۃ الشاملۃ	بدون تاریخ
۲۸	محمد ہارون	خلاصۃ البیان مع ضیاء البرھان	بیروت: دارالمعرفۃ، لبنان	بدون تاریخ

اصول حدیث

۱	ابوعبداللہ محمد بن محمد	المدخل إلی الصحیح	بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، لبنان	بدون تاریخ
۲	البانی، ناصرالدین	صحیح الترغیب والترہیب	الریاض: مکتبہ المعارف	بدون تاریخ
۳	العسقلانی، ابن حجر احمد بن علی بن محمد	تہذیب التہذیب	الہند: دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدرآباد	۱۳۲۶ھ

حدیث

۱	ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن زید	سنن ابن ماجہ	سہارنپور: احمد بکڈپو	بدون تاریخ
۲	انس بن مالک	مؤطا امام مالک	دیوبند: مکتبہ بلال	بدون تاریخ

۳	اسماعیل بن محمد	کشف الخفاء	بیروت: دار إحیاء التراث العربی	بدون تاریخ
۴	ابو بکر احمد بن حسن علی	سنن الکبریٰ للبیہقی	قاہرہ: دار الحدیث مصر	۲۰۰۸ء
۵	ابن بزاز	مسند بزاز	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۶	احمد بن حنبل	مسند الانصار	بیروت: دار الجمیل لبنان	بدون تاریخ
۷	ابو بکر احمد	مسند البز ار	بیروت: دار المعرفۃ، لبنان	بدون تاریخ
۸	ابو بکر عبد اللہ بن محمد	مصنف ابن ابی شیبہ	(مصر: مؤسسۃ علوم القرآن	۲۰۱۰ء
۹	أبوداؤد، سلیمان بن اشعث	سنن ابوداؤد	دیوبند: دار الکتاب	۲۰۰۰ء
۱۰	ابو محمد علی بن زکریا	مشیخۃ ابی المنجی	مصر: مؤسسۃ الریان	۲۰۰۴ء ۱۴۲۵ء
۱۱	اسماعیل بن محمد	الترغیب والترہیب	قاہرہ: دار الحدیث مصر	۱۹۹۳ء
۱۲	ابو محمد الحارث بن محمد	مسند الحارث	مصر: مرکز خدمۃ السنۃ والسیر ۃ النبویۃ	۱۳۱۴ھ ۱۹۹۲ء
۱۳	ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمٰن	مقدمۃ ابن الصلاح	بیروت: دار الکتاب العلمیہ، لبنان	بدون تاریخ
۱۴	ابن سعد، محمد بن محمد	طبقات ابن سعد	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۱۵	ابن حنبل ابو عبد اللہ احمد	مسند احمد	قاہرۃ: مؤالسۃ الرسالۃ، مصر	۲۰۱۷ء
۱۶	البیہقی، ابو بکر احمد	سنن البیہقی	قاہرہ: دار الحدیث مصر	۲۰۰۸ء
۱۷	البیہقی، ابو بکر احمد	شعب الایمان	بیروت: دار الکتب العلمیہ	۲۰۱۷ء ۱۴۳۸ھ

۱۸	البیہقی، احمد بن حسین الخراسانی	السنن الکبریٰ للبیہقی	قاہرہ: دارالحدیث مصر	۲۰۰۸ء
۱۹	البخاری، محمد بن اسماعیل	صحیح البخاری	دیوبند: مکتبہ: نعیمیہ	بدون تاریخ
۲۰	الخطیب، احمد بن علی بن ثابت البغدادی	الکفایۃ فی علم الروایہ	السعودیۃ المدینۃ: المکتبۃ العلمیہ	بدون تاریخ
۲۱	الترمذی، ابوعیسیٰ محمد	سنن الترمذی	سہارنپور: مکتبہ دارالسلام	بدون تاریخ
۲۲	التبریزی، محمد بن عبداللہ	مشکوٰۃ المصابیح	دیوبند: مکتبہ اشرفیہ	بدون تاریخ
۲۳	تھانویؒ، مولانا اشرف علی	مائۃ دروس	دیوبند: دارالکتاب	بدون تاریخ
۲۴	الجوزی، جمال الدین عبدالرحمٰن بن علی بن محمد	الموضوعات	بیروت: دارالکتب العلمیہ	۲۰۱۹ءم
۲۵	حبان محمد ابن	صحیح ابن حبان	بیروت: دار ابن حزم	۲۰۱۳ء
۲۶	خزیمہ، محمد بن اسحاق بن	صحیح ابن خزیمہ	دمشق: المکتب الاسلامی	۱۹۹۵ءم
۲۷	الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن	سنن دارمی	قاہرہ: المکتبۃ القدس مصر	۱۰۱۲ء
۲۸	الدہلوی، الشیخ عبدالحق	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح	بیروت: دار ابن حزم، لبنان	بدون تاریخ
۲۹	الدہلوی الشیخ عبدالحق	کشف المغیث فی شرح مقدمۃ الحدیث	بیروت: دارالمعرفۃ، لبنان	بدون تاریخ
۳۰	الزیلعی، جمال الدین ابومحمد	نصب الرایہ فی تخریج أحادیث الہدایۃ	قاہر: دارالحدیث مصر	بدون تاریخ
۳۱	الشوکانی، محمد بن علی	تحفۃ الذاکرین	قاہرہ: المکتبۃ القدس مصر	۱۲، ۲۰۱۳ءم
۳۲	الطبرانی، سلیمان بن احمد	المعجم الکبیر	پاکستان: پروگریسو بکس لاہور	بدون تاریخ

۳۳	الطبرانی، سلیمان بن احمد	المعجم الاوسط	پاکستان: پروگریسو بکس لاہور	بدون تاریخ
۳۴	الطحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد	طحاوی شریف	دیوبند: کتب خانہ نعیمیہ	بدون تاریخ
۳۵	العسقلانی، ابن حجر	المطالب العالیہ	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۳۶	گنگوہی، علامہ رشید احمد	الکوکب الدری	پاکستان: مکتبۃ الشیخ کراچی	بدون تاریخ
۳۷	الکھنوی، محمد عبدالحي	الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۳۸	مسلم، ابوالحسن مسلم بن الحجاج	صحیح مسلم	دیوبند: مکتبہ الاتحاد	بدون تاریخ
۳۹	المقدسی، محمد بن طاہر	تذکرۃ الموضوعات	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۴۰	النسائی، احمد بن شعیب	سنن النسائی	دیوبند: کتب خانہ نعیمیہ	بدون تاریخ
۴۱	نیساپوری، امام حافظ عبداللہ بن عبداللہ الحاکم	المستدرك على الصحيحين للحاكم	السعودیۃ العربیۃ: مکتبہ: دارالمنہاج	سنہ ۲۰۱۸ء م
۴۲	الہندی، علاء الدین بن حسام الدین	کنزالعمال	بیروت: دارالکتب العلمیہ	سنہ ۲۰۱۷ء
۴۳	الہروی، قاری علی بن سلطان	المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع	مصر: مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ	بدون تاریخ
		شروح الحدیث		
۱	ابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف	شرح صحیح البخاری لابن بطال	بیروت: دارالکتب العلمیہ لبنان	سنہ ۲۰۱۵ء
۲	ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف بن عبداللہ	الاستذکار	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	سنہ ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء
۳	ابن سیرین، محمد بن سیرین	تعبیر الرؤیا اردو	دیوبند: کتب خانہ رحیمیہ	سنہ ۱۹۹۷ء

۴	البغوی، ابومحمد الحسین بن مسعود	شرح السنۃ	بیروت: دار الفکر، لبنان	۲۰۰۵ء ۱۴۲۶،۲۵ء
۵	البغدادی، زین الدین ابوالفرج ابن رجب	فتح الباری شرح البخاری	دیوبند: مکتبہ شیخ الہند	۲۰۰۶ء
۶	الخطابی ابوسلیمان احمد بن محمد	معالم السنن	بیروت: دارالقلم دمشق	۲۰۲۰ء ۱۴۴۱ھ
۷	زین الدین عبدالرحمٰن	جامع العلوم والحکم	بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، لبنان	۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء
۸	سہارنپوری، خلیل احمد	بذل المجھود	دیوبند: المکتبہ الاشرفیہ	بدون تاریخ
۹	السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر	تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی	دیوبند: اتحاد بکڈپو	بدون تاریخ
۱۰	السیوطی، جلال الدین	فیض القدیر شرح الجامع	قاہرہ: المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر	۱۳۵۶ء
۱۱	العسقلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر	شرح القسطلانی ارشاد السامی	قاہرہ: المطبعۃ الکبری الامیریۃ، مصر	۱۳۲۳ھ
۱۲	العسقلانی، ابن حجر	فتح الباری شرح البخاری	دیوبند: مکتبہ شیخ الہند	بدون تاریخ
۱۳	عسقلانی، ابن حجر	الدرایہ فی تخریج أحادیث الھدایہ	بیروت: دارالمعرفہ، لبنان	بدون تاریخ
۱۴	العینی، بدرالدین	عمدۃ القاری شرح البخاری	دیوبند: زکریا بکڈپو	۲۰۰۶ء
۱۵	العثمانی، شبیراحمد	فتح الملہم شرح المسلم	دیوبند: مکتبہ اشرفیہ	۲۰۰۹ء

۱۶	العظیم آبادی، شمس الحق	عون المعبود شرح ابوداؤد	قاہرہ: القدس للنشر والتوزیع، مصر	بدون تاریخ
۱۷	عثمانی، ظفراحمد	اعلاء السنن	دیوبند: مکتبہ اشرفیہ	۲۰۰۰ء
۱۸	عبدالرشید بن ابراہیم	فرحۃ اللبیب بتخریج احادیث نشر الطیب	گجرات: جامعہ اسلامیہ عربیہ باٹلی والا	۲۰۱۰ء
۱۹	کشمیری، علامہ انور شاہؒ	فیض الباری	دیوبند: مکتبہ شیخ الہند	۲۰۰۶ء
۲۰	کشمیری، علامہ انور شاہؒ	العرف الشذی	سہارنپور: مکتبہ دارالایمان	بدون تاریخ
۲۱	کشمیری، علامہ انور شاہؒ	معارف السنن	دیوبند: المکتبہ الاشرفیہ	بدون تاریخ
۲۲	ملاعلی قاری، علی بن سلطان	مرقاۃ المفاتیح	دیوبند: فیصل پبلیکیشنز	بدون تاریخ
۲۳	مولانا اکرام علی	نفع المسلم شرح مسلم	دیوبند: دارالکتاب	بدون تاریخ
۲۴	محمد بن صالح بن محمد	شرح الأربعین النوویۃ	قاہرہ: دارالتراث العلمی للنشر والتوزیع، مصر	بدون تاریخ
۲۵	مبارکپوری، عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم	تحفۃ الاحوذی	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۶ء ۱۴۳۵ھ
۲۶	مبارکپوری، ابوالحسن عبیداللہ بن محمد	مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	المکتبۃ الشاملہ	۲۰۱۷ء
۲۷	النووی، ابوزکریا یحیٰ بن شرف الدین	المنہاج شرح صحیح مسلم	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۲۸	النووی، ابوزکریا یحیٰ بن شرف الدین	شرح صحیح المسلم	دمشق: مکتبۃ الصّف	۲۰۰۳ء

اصول فقہ

۱	ابن نجیم، زین الدین	الاشباہ والنظائر	دیوبند: دارالکتاب	بدون تاریخ
۲	البخاری، الحنفی عبد العزیز بن احمد بن محمد	کشف الاسرار شرح اصول البزدوی	بیروت: دارالکتاب الاسلامی، لبنان	وبدون تاریخ
۳	البزدوی، علی بن محمد الحنفی	اصول البزدوی	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۰۹ء
۴	دہلویؒ، الشاہ ولی اللہ محدث	الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف	بیروت: دارالنفائس، لبنان	۱۴۰۴ھ
۵	دہلوی، الشاہ ولی اللہ	حجۃ اللہ البالغہ	دیوبند: فیصل پبلیکیشنز	بدون تاریخ
۶	السرخسی، محمد بن احمد السرخسی	اصول السرخسی	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۵ء
۷	السخاوی، شمس الدین محمد	المقاصد الحسنۃ	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۸	عمیم الاحسان	قواعد الفقہ	دیوبند: دارالکتاب	۱۹۹۱ء
۹	القاضی ابویعلی	العدۃ فی اصول الفقہ	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۱۰	محمد ابوزہرہ	اصول الفقہ	قاہرہ: دارالحدیث، مصر	۲۰۰۳ء

فقہ

۱	امام اعظم ابوحنیفہؒ	شرح فقہ الاکبر	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۹ء
۲	ابن نجیم، زین الدین بن نجیم	البحر الرائق	دیوبند: دارالکتاب	بدون تاریخ

۳	ابومحمد سراج الدین ابو محمد علی بن عثمان	الفتاویٰ السراجیہ	دیوبند: زکریا بکڈپو	۲۰۱۹ء
۴	ابن الہمام، محمد بن عبد الواحد کمال الدین	فتح القدیر	دیوبند: زکریا بکڈپو	بدون تاریخ
۵	ابوالفداء اسماعیل	البدایۃ والنہایۃ	قاہرہ: دارابن حبان، مصر	۱۹۹۲ء
۶	احمد بن محمد	الفتاویٰ الحدیثیۃ	المکتبۃ الشاملۃ	بدون تاریخ
۷	احمد بن محمد بن اسماعیل الطحطاوی	حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح	دیوبند: دارالکتاب	بدون تاریخ
۸	ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن العلیم	مجموعۃ الفتاویٰ	قاہرہ: دارالحدیث، مصر	۱۴۲۷ھ
۹	ابوالاخلاص حسن بن عمار	مراقی الفلاح	سہارنپور: المکتبۃ الاسعدی	بدون تاریخ
۱۰	ابن قدامہ، ابومحمد عبداللہ	المغنی	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۰۹ء
۱۱	ابویوسف، یعقوب بن ابراہیم	الآثار لابی یوسف	قاہرہ: مطبعۃ الاستقامہ مصر	۱۳۵۵ھ
۱۲	ابوالحسن علی بن الحسین	النتف فی الفتاویٰ	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۱۹۹۶ء
۱۳	ابوبکر عبدالرحمٰن بن ابی بکر	الحاوی للفتاویٰ	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۱۴	ابن نجیم، سراج الدین عمر بن ابراہیم	النہرالفائق شرح کنز الدقائق	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۰۲ء ۱۴۲۳ھ

۱۵	اعظمی، مفتی نظام الدین	منتخبات نظام الفتاویٰ	نئی دہلی: ایفاء پبلیکیشنز	۲۰۱۳ء ۱۴۳۴ھ
۱۶	اعظمی، محمد امجد علی	بہارشریعت	پاکستان: مکتبہ المدینہ کراچی	بدون تاریخ
۱۷	بریلوی، احمد رضا خان	احکام شریعت	بریلی: نظامیہ کتاب گھر	بدون تاریخ
۱۸	برہان الدین محمود بن احمد	المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی	مکتبہ شاملہ	بدون تاریخ
۱۹	باندوی، صدیق احمدؒ	مجربات صدیق	دیوبند: کتب خانہ نعیمیہ	بدون تاریخ
۲۰	پانی پتی، قاضی ثناء اللہ	مالابدمنہ	دیوبند: مکتبہ عکاظ	بدون تاریخ
۲۱	تھانوی، مولانا اشرف علیؒ	بہشتی زیور	البشریٰ ویلفئر اینڈ ایجوکیشنل	۲۰۱۵ء
۲۲	تھانوی، مولانا اشرف علیؒ	ملفوظات حکیم الامتؒ	دیوبند: مکتبہ دانش	بدون تاریخ
۲۳	تھانوی، مولانا اشرف علیؒ	اشرف الجواب	دیوبند: مکتبہ تھانوی	۱۹۹۰ء
۲۴	تھانوی، مولانا اشرف علیؒ	امدادالفتاویٰ	دیوبند: زکریا بکڈپو	بدون تاریخ
۲۵	تھانوی، مولانا اشرف علیؒ	اغلاط العوام	دیوبند: مکتبہ تھانوی	۲۰۰۴ء
۲۶	الحموی، احمد بن احمد	شرح الحموی علی الاشباہ والنظائر	دیوبند: دارالکتاب	بدون تاریخ
۲۷	الحلبی، ابراہیم بن محمد	غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی	دیوبند: دارالکتاب	۲۰۰۶ء
۲۸	حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ تحقیق: محمد حسنین ارشد قاسمی	اجتہاد اور تقلید	دیوبند: حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف	۲۰۱۴ء

۲۹	دہلوی، شاہ محمد اسحاقؒ	مأۃ مسائل	سعودیۃ عربیۃ: مکتبۃ العلوم الاسلامیہ ادارۃ الثوب	بدون تاریخ
۳۰	دہلوی، شاہ اسحاقؒ	مسائل اربعین	بدون طباعت	بدون تاریخ
۳۱	دہلوی، الشاہ ولی اللہ محدثؒ	عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید	قاہرہ: المطبعۃ السلفیۃ، مصر	بدون تاریخ
۳۲	دہلوی، الشاہ ولی اللہؒ	القول الجمیل مع شرحہ شفاء العلیل	مکتبہ شاملہ	بدون تاریخ
۳۳	دہلوی، مفتی کفایت اللہؒ	کفایت المفتی	دیوبند: زکریا بکڈپو	۱۴۳۹ھ
۳۴	دیوبندی، مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	مجموعہ فتاویٰ عزیزی	دیوبند: زکریا بکڈپو	۲۰۰۴ء
۳۵	رحمانی، خالد سیف اللہ	فقہ اسلامی تدوین وتعارف	دیوبند: کتب خانہ نعیمیہ	بدون تاریخ
۳۶	الزبیدی، محمد بن محمد	الجوہرۃ النیرۃ	دیوبند: دار الکتاب	۲۰۰۲ء
۳۷	الزحیلی، وہبۃ بن مصطفیٰ	الفقہ الاسلامی وأدلتہ	دیوبند: الہدیٰ انٹرنیشنل	بدون تاریخ
۳۸	السرخسی، ابوبکر محمد بن احمد	کتاب المبسوط	بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۷ء
۳۹	سہانپوری، خلیلؒ	المنہد علی المفند	لاہور: ناشر: نفیس منزل، کریم پاک	۲۰۰۴ء
۴۰	سلیمان بن عمر	حاشیۃ الجمل	بیروت: دار الفکر، لبنان	بدون تاریخ
۴۱	السمرقندی، علاء الدین	تحفۃ الفقہاء	بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان	۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء

۴۱	شامی، محمد امین ابن عابدین	شرح عقود رسم المفتی	دیوبند: دارالکتاب	۲۰۰۸ء
۴۳	شامی، محمد امین ابن عابدین	مجموعہ رسائل ابن عابدین	دیوبند: ثاقب بکڈپو	بدون تاریخ
۴۴	شامی، محمد امین ابن عابدین	ردالمحتار حاشیہ علی الدرالمختار	دیوبند: زکریا بکڈپو	۲۰۱۴ء
۴۵	شیخ زادہ، ابراہیم بن محمد	ملتقی الابحر	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۶ء ۱۴۳۷ھ
۴۶	شیخ نظام الدین وجماعۃ من علماء الہند	الفتاوی الہندیۃ	دیوبند: مکتبہ فیصل	بدون تاریخ
۴۷	الشیبانی، محمد بن الحسن	الاصل	بیروت: دارابن حزم، لبنان	۲۰۱۲ء ۱۴۳۳ھ
۴۸	الشرنبلانی، حسن بن عمار	نورالایضاح	دیوبند: مکتبہ عکاظ	بدون تاریخ
۴۹	الشہرستانی، محمد بن عبدالکریم	الملل والنحل	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۳ء ۱۴۳۴ھ
۵۰	الشافعی، محمد بن ادریس	کتاب الام	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۹ء ۱۴۴۰ھ
۵۱	العینی، بدرالدین محمود بن احمد	البنایہ شرح الہدایۃ	دیوبند: مکتبہ نعیمیہ	۲۰۰۶ء
۵۲	عثمانی، ظفر احمد	امدادالاحکام	دیوبند: زکریا بکڈپو	بدون تاریخ
۵۳	عبدالرحمٰن بن محمد	مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۶ء

۵۴	عبدالرحمٰن الجزیری	کتاب الفقہ علی المذہب الأربعہ	بیروت: دارالکتب العلمیۃ، لبنان	بدون تاریخ
۵۵	عبداللہ ابن محمد	الاختیار لتعلیل المختار	بیروت: دارالرسالۃ العالمیۃ	۲۰۱۰ء ۱۴۳۱ھ
۵۶	عبداللہ ابن مسعود	شرح وقایہ	دیوبند: مکتبہ ملت	بدون تاریخ
۵۷	عالم بن علاء الحنفی	فتاویٰ التاتارخانیہ	دیوبند: زکریا بکڈپو	۲۰۱۰ء
۵۸	عثمان بن علی	تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیۃ الشلبی	دیوبند: زکریا بکڈپو	بدون تاریخ
۵۹	عثمانی، مفتی محمد تقی	تقلید کی شرعی حیثیت	میرٹھ: مکتبہ محمودیہ	۲۰۱۱ء ۱۴۳۲ھ
۶۰	عبدالغنی بن طالب الحنفی	اللباب فی شرح الکتاب	دیوبند: دارالعلم	۲۰۱۷ء
۶۱	فخرالدین حسن بن منصور	فتاویٰ قاضی خان	دیوبند: المکتبۃ الفیصل	۲۰۱۶ء
۶۲	فرہاوی، محمد عبدالعزیز	النبراس	بدون طباعت	بدون تاریخ
۶۳	الکاسانی، علاؤالدین ابوبکر بن مسعود	ادلۃ الحنفیۃ، تخریج احادیث البدائع	دیوبند: زکریا بکڈپو	بدون تاریخ
۶۴	الکاسانی، علاؤالدین ابوبکر بن مسعود	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	دیوبند: مکتبہ زکریا	۱۹۹۸ء
۶۵	الکویت: وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ	الموسوعۃ الفقہیہ	کویت: وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ	۱۹۸۱ء ۱۴۰۴ھ
۶۶	گنگوہی، مفتی محمود حسنؒ	فتاوی محمودیہ	گجرات: ادارۂ صدیق ڈابھیل	۲۰۰۷ء
۶۷	گنگوہی، رشید احمدؒ	فتاویٰ رشیدیہ	دیوبند: زکریا بکڈپو	۱۹۹۶ء

۶۸	گنگوہی، رشید احمدؒ	تالیفات رشیدیہ	پاکستان: ادارہ اسلامیات	بدون تاریخ
۶۹	لدھیانوی، مولانا یوسفؒ	آپ کے مسائل اوران کا حل	دیوبند: کتب خانہ نعیمیہ	بدون تاریخ
۷۰	لکھنوی، عبدالحي	مجموعہ رسائل اللکنوی	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۷۱	لکھنوی، عبدالحي	نفع المفتي والسائل	دیوبند: مکتبہ رحیمیہ	بدون تاریخ
۷۲	لکھنوی، عبدالحي	سباحۃ الکفر فی الجہر بالذکر	مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ، لبنان	بدون تاریخ
۷۳	اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء	فتاوی اللجنۃ الدائمۃ	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۷۴	لکھنوی، مولانا عبدالغفارؒ	نورالہدایۃ ترجمہ شرح الوقایہ	پاکستان: مکتبہ، التجاری، لاہور	بدون تاریخ
۷۵	لکھنوی، محمد عبدالحی	النافع الکبیر	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۱۴۰۶ء
۷۶	لدھیانوی، مفتی رشید احمد	احسن الفتاویٰ	دیوبند: زکریا بکڈپو	بدون تاریخ
۷۷	محمد امین بن عمر	تنقیح الفتاویٰ الحامدیۃ	بیروت: دارالمعرفۃ، لبنان	بدون تاریخ
۷۸	المرغینانی، علی بن ابوبکر	ہدایۃ	دیوبند: مکتبہ الاتحاد	بدون تاریخ
۷۹	ملاخسرو، محمد بن فرامرز	درر الحکام شرح غرر الاحکام	بیروت: داراحیاء الکتب العربیۃ لبنان	بدون تاریخ
۸۰	محمد بن محمود	العنایۃ شرح الہدایۃ	بیروت: دارالفکر، لبنان	بدون تاریخ
۸۱	محمد رواس قلعہ جی وحامد صادق	معجم لغۃ الفقہاء	بیروت: دارالنفائس للنشر والتوزیع، لبنان	۱۹۸۵ء
۸۲	النووی، ابوزکریا یحی بن شرف الدین	المجموع شرح المہذب	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ

۸۳	الہیثمی، نورالدین	مجمع الزوائد	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۰۹ء
تاریخ، سیر وسوانح				
۱	ابوالبرکات عبدالرؤف	اصح السیر	دیوبند: کتب خانہ نعیمیہ	بدون تاریخ
۲	ابوسعید عبدالملک	شرف المصطفیٰ	مکہ: دارالبشائرالاسلامیہ	۱۴۱۴ء
۳	ابوبکر احمد بن علی خطیب	تاریخ ہند (قدیم)	قومی کونسل برائے فروخت	بدون تاریخ
۴	ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام	السیرۃ النبویۃ	قاہرہ: القدس، مصر	۲۰۰۹ء
۵	ابوالحسن علی بن محمد	اسد الغابۃ	بیروت: دارالفکر، لبنان	۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ء
۶	ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی	تلقیح فہوم أہل الأثر فی عیون التاریخ والسیر	بیروت: شرکۃ دار الأرقم بن ابی الأرقم	۱۹۹۷ء
۷	تھانویؒ، مولانا اشرف علی	اشرف السوانح	دیوبند: مکتبہ تھانوی	۲۰۰۹ء
۸	تھانویؒ، مولانا اشرف علی	نشر الطیب	گجرات: دارالعلوم الاسلامیہ باٹلی والا	۲۰۱۰ء ۱۴۳۱ھ
۹	الجزری، ابوالحسن	الکامل فی التاریخ	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۶ء ۱۴۳۵ھ
۱۰	الجوزی، عبدالرحیم بن علی	المنتظم	بیروت: دارصادر، لبنان	۱۳۵۸ھ
۱۱	جزری، محمد بن محمد شافعیؒ	حصن حصین	دیوبند: مکتبہ دانش	۱۹۹۹ء
۱۲	الحلبی، نورالدین برہان	السیرۃ الحلبیۃ	بیروت: دارالمعرفت، لبنان	۲۰۱۲ء

۱۳	خطیب، احمد بن علی بن ثابت بغدادی	تاریخ بغداد	بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان	بدون تاریخ
۱۴	الدمشقی، ابن عساکر	تاریخ دمشق	بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان	۱۴۳۳ھ ۲۰۱۲ء
۱۵	الدمشقی، ابن عساکر ابو القاسم علی بن ابی محمد	تاریخ ابن عساکر	بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۲ء
۱۶	الدمیری، کمال الدین	حیاۃ الحیوان اردو	پاکستان: مکتبہ الحسین لاہور	بدون تاریخ
۱۷	الذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد	تاریخ الاسلام	بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۹ء ۱۴۴۰ھ
۱۸	الذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد	سیر اعلام النبلاء	بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، لبنان	۱۹۹۳ء ۱۴۱۳ھ
۱۹	السیوطی، جلال الدین	خصائص الحبیب	سعودیۃ عربیۃ: وزارۃ الاعلام بجدہ	۱۴۰۶ھ
۲۰	السیوطی، جلال الدین	تاریخ الخلفاء	دیوبند: زکریا بکڈپو	۱۹۸۹ھ
۲۱	السبکی، تقی الدین السبکی	شفاء فی زیارۃ خیر الأنام السقام	قاہرہ: مکتبہ العلوم والحکم للنشر والتوزیع	۱۴۲۴ھ
۲۲	العسقلانی، ابن حجر	الإصابہ في تمییز الصحابہ	بیروت: دار الکتب العلمیہ، لبنان	۱۴۲۵ھ
۲۳	العبد الغنی بن اسماعیل	تعطیر الانام	بیروت: دار الفکر، لبنان	بدون تاریخ

۲۴	القرشی، محمد بن احمد بن الضیاء محمد المکی الحنفی	تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام والمدینۃ الشریفۃ والقبر الشریف	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۱۴۲۴ھ ۲۰۰۴ء
۲۵	قسطلانی، احمد بن محمد	شرح الزرقانی مع المواہب اللدنیۃ	پاکستان: فرید بک اسٹال	بدون تاریخ
۲۶	کشمیریؒ، علامہ انورشاہ	خاتم النبیین مترجم	دیوبند: معہد انور	۲۰۰۴ء
۲۷	کاندھلوی، ادریس	سیرت المصطفیٰ	سہارنپور: مکتبہ علمیہ	۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء
۲۸	محمد بن یوسف	سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۱۹۹۳ء
۲۹	نعمانی، علامہ شبلیؒ ندوی، وسلیمانؒ ندوی	سیرت النبی ﷺ	پاکستان: آرزیڈ پبلجز، لاہور	صفر المظفر ۱۴۰۸ھ
۳۰	نورالدین علی بن احمد	وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۰۶ء
		عقائد		
۱	ابن القیم، شمس الدین محمد	بدائع الفوائد	بیروت: دارالکتاب العربی، لبنان	بدون تاریخ
۲	تفتازانی، علامہ سعدالدین	شرح العقائد النسفیہ	دیوبند: مکتبہ بلال	بدون تاریخ
۳	تفتازانی، سعدالدین	شرح المقاصد	الہند: دارالمعارف العثمانیۃ حیدرآباد	۱۹۸۱ء
۴	الحنفی، ابن ابی عز	شرح العقیدۃ الطحاویہ	دارالمعرفۃ بیروت، لبنان	بدون تاریخ

۵	السقاف، علوی بن عبداللہ	کتاب الاعتصام	قاہرہ: دارالہجرۃ للنشر والتوزیع	۱۹۹۷ء
۶	السیوطی، جلال الدین	شرح الصدور بشرح الموتی والقبور	بیروت: دارالمعرفۃ، لبنان	۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء
۷	السیوطی، جلال الدین	شرح الصدور	بیروت: دارالمعرفۃ، لبنان	۱۹۹۶ء
۸	کشمیری، علامہ انورشاہؒ	إکفار الملحدین فی ضروریات الدین	پاکستان: المجلس العلمی	۱۴۲۴ھ ۲۰۰۴ء
۹	کاندھلوی، محمد ادریس	اختساب قادیانیت	پاکستان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	بدون تاریخ
۱۰	معروفی، مولانا رضوان الدین	عمدۃ الاقاویل فی تحقیق الاباطیل	مہاراشٹر: معروفی کتب خانہ اکل کوا	بدون تاریخ
۱۱	نانوتوی، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسمؒ	تحذیر الناس	دیوبند: حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف	۲۰۱۷ء
		تصوف وسلوک		
۱	ابن قیم، شمس الدین بن محمد	حادي الأرواح إلى بلاد الإفراح	قاہرہ: مطبعۃ المدنی، مصر	بدون تاریخ
۲	ابوعبدالمحسن	موسوعۃ الرد علی الصوفیۃ	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۳	ابن قیم، شمس الدین بن محمد	زادالمعاد	بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ	۱۹۹۴ء
۴	جیلانی، شیخ عبدالقادرؒ	غنیۃ الطالبین	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۵	الحسینی، محمد مرتضیٰ	اتحاف السادۃ المتقین	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	بدون تاریخ

۶	شیخ احمد رومی	مجالس الابرار ضمیمہ	پاکستان: دار الاشاعت، کراچی	بدون تاریخ
۷	الصفوری، عبدالرحمٰن بن عبدالسلام	نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس	المکتبۃ الشاملہ	بدون تاریخ
۸	الغزالی، محمد بن محمد	احیاء علوم الدین	بیروت: دارالمعرفۃ، لبنان	شاملہ
۹	النووی، ابوزکریا یحی بن شرف الدین	الاذکار للنووی	بیروت: دارالفکر، لبنان	۱۹۹۴ء
لغات				
۱	ابن منظور محمد بن مکرم	لسان العرب	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۰۹ء
۲	اصفہانی، راغب	المفردات	بیروت: دارالمعرفہ، لبنان	۲۰۱۴ء
۳	الزبیدی، محمد بن محمد بن عبدالرزاق	تاج العروس	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۲ء
۴	زبیدی، مرتضیٰ	تاج العروس، من جوہر القاموس	بیروت: دارالکتب العلمیہ، لبنان	۲۰۱۲ء
۴	مجمع اللغۃ العربیۃ القاہرہ	المعجم الوسیط	دیوبند: زکریا بکڈپو	۲۰/ اگست ۲۰۰۱ء